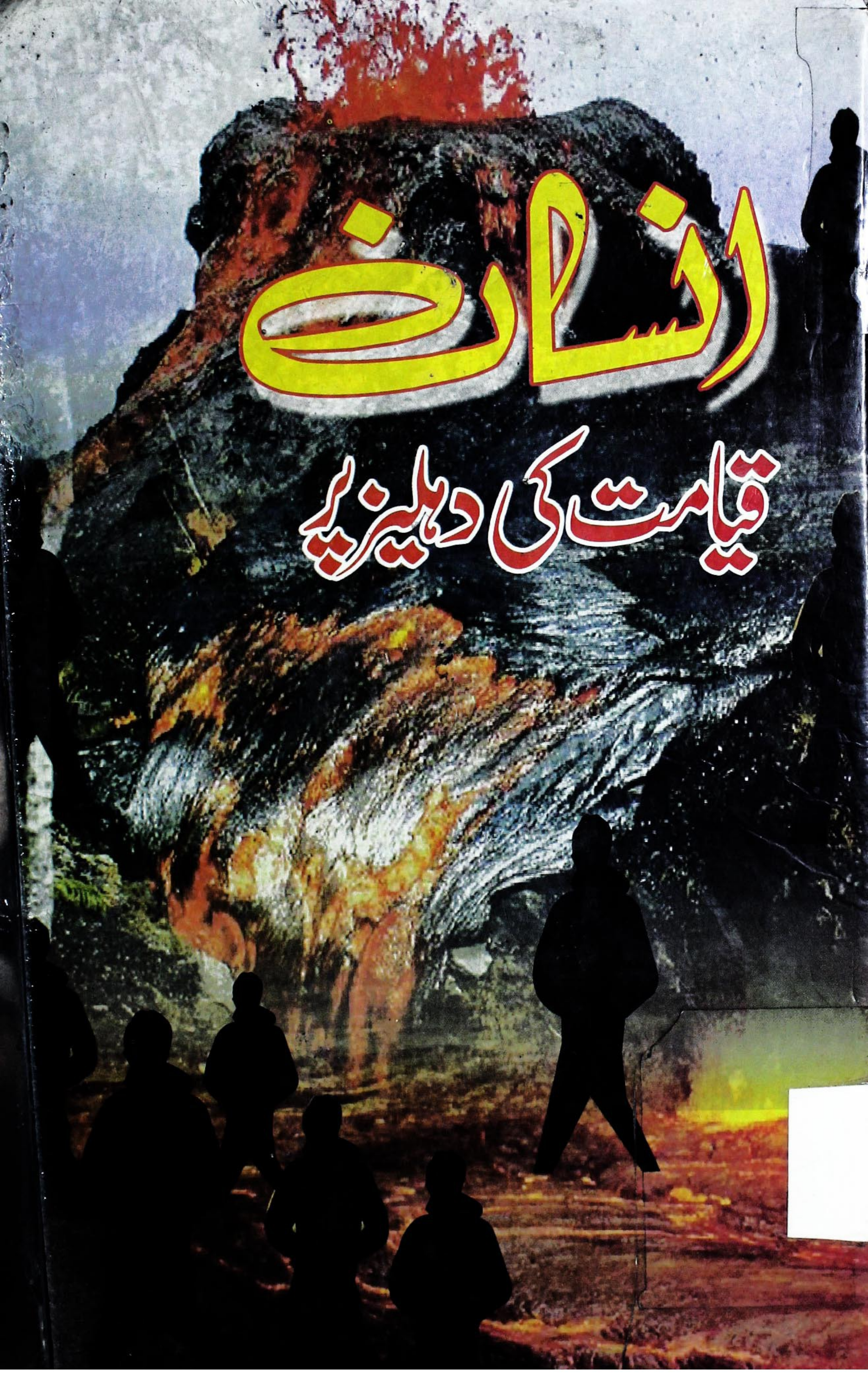

Marfat.com

Marfat.com

انسان

قیامت کی دہلیز پر

سیّد ارشاد حسین گیلانی

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب: انسان قیامت کی دہلیز پر

مولف: سیّد ارشاد حسین گیلانی (اورینٹل کالج، پنجاب یونیورسٹی)

ناشر: محمد طفیل مدنی

معاونین وتعاون خاص: عبدالوحید شیخ المحترم، وسیم الدین شیخ المحترم، محمد شہزاد سلیم المحترم

کمپوزنگ: محمد عمران، محمد عقیل عمر

پرنٹنگ: ماشاءاللہ بک بائنڈر (عبدالرؤف)

قیمت: -/300روپے

اشاعت: جون-2008ء

۲۹۷۶۴۶۳
۱۳۵۱

۷۷۹۳۳۳

ان مقامات سے کتاب مل سکتی ہے

۱۔ مکتبہ نبویہ، گنج بخش روڈ، لاہور

۲۔ مکتبہ دارالعلم، گنج بخش روڈ، لاہور

۳۔ سنگت پبلشرز، 25، سی لوئر مال، لاہور

نوٹ: یہ کتاب یہاں سے بھی مل سکتی ہے

محمد طفیل مدنی

E-470/2A، نیو اقبال پارک، رائفل رینج روڈ، لاہور کینٹ

موبائل: 0333-4219129, 0321-4219129

فون: 042-5725085

Marfat.com

انسان کو بیدار تو ہو لینے دو
ہر قوم پکارے گی ہمارے ہیں حسینؑ
(جوش ملیح آبادی)

انتساب

میں اپنی اس کاوش کو سیّد الشہداء ''حضرت حسین رضی اللہ عنہ''
کے نام معنون کرتا ہوں

Marfat.com

فہرست

باب اول: وجود باری تعالیٰ کا تصور ۱۷

☆ قدیم تہذیبوں کے ہاں خدا کا تصور ۱۸

☆ یہودیت میں خدا کا تصور ۲۱

☆ مسیحیت میں خدا کا تصور ۲۲

☆ اسلام میں خدا کا تصور ۲۳

باب دوم: انسان ۳۳

☆ قرآن مجید میں انسانی تخلیق کا بیان ۳۵

☆ مٹی سے تخلیق ۳۸

☆ انسان کی افزائش نسل کا سلسلہ اور عمل ۳۹

☆ ارواح کی پیدائش ۴۱

☆ نفس ۴۳

☆ کیا نفس ایک ہے یا تین ۴۴

☆ نفس مطمئنہ اور نفس امارہ میں ٹکراؤ ۴۸

☆ انسان کے موکلین ۴۹

☆ شیطان ۵۰

☆ انسان کی حفاظت کے لیے دو فرشتے ۵۳

باب سوم: پہلی قوموں پر عذاب الٰہی ۵۷

☆ طوفان نوح ۶۰

☆ قوم عاد ۶۴

☆ قوم ثمود ۶۶

☆ قوم لوط ۶۸

☆ حضرت شعیب علیہ السلام ۷۱

☆ فرعون اور اس کی قوم پر عذاب الٰہی ۷۳

باب چہارم: کائنات کا انجام ۸۱

☆ قیامت (یوم الفصل) ۸۸

☆ قیامت کا وقت پہلے سے مقرر ہے ۸۹

☆ قیامت ضرور آئے گی۔ قیامت اچانک آئے گی ۹۰

☆ قیامت کے برپا ہونے کا عمل ۹۲

باب پنجم: قیامت کی علاماتِ صغریٰ ۹۷

☆ زمانی علامتیں ۹۸

چاند کا شق ہونا، حضرت عمرؓ فتنوں کے درمیان رکاوٹ،
جھوٹے دجالوں کا ظہور، حجاز سے آگ کا نکلنا،
امت مسلمہ کی قریش کے ہاتھوں تباہی، بیماریاں (طاعون)

☆ دین محمدی سے بے رغبتی ۱۰۶

امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو چھوڑنا، نیک لوگوں کا خاتمہ، دین
پر رہنا مشکل ہوگا، دین غریب اور یار، صرف جان پہچان والوں
کو سلام کرنا، دنیا کے بدلے دین کو بیچنا

☆ سماجی اور معاشرتی علامات ۱۱۱

قیامت کی اہم معاشرتی علامات، عزیز واقارب اور پڑوسیوں کا قتل،
اخلاقی اقدار کا خاتمہ، سیاہ خضاب لگانا، گانا بجانا اور بے حیائی
کا پھیلنا، لباس کے باوجود عورتیں ننگی، زنا اور شراب نوشی کی کثرت

☆ دولت کی کثرت اور معاشی علامات ۱۱۸

جھوٹ، دھوکہ دہی، سود اور حرام کی کمائی کا فتنہ۔
مال ودولت کی فراوانی۔ تجارت عام ہوگی اور عورت شوہر کا ہاتھ بٹائے گی۔

☆ امام مہدی کے ظہور سے قریب تر علامات ۱۲۲

خلافت اور اسلام کی کڑیاں ٹوٹنا۔ حکمرانوں کا فتنہ۔ زلزلوں کی کثرت۔
وقت کا جلدی گزرنا۔ بلند وبالا عمارات بنانا۔ پے در پے فتنوں کا ظہور۔
آنے والا زمانہ پہلے زمانہ سے بدتر ہوگا۔ زندہ لوگوں کا قبر والوں پر رشک
کرنا۔ عرب میں بت پرستی دوبارہ شروع ہونا۔ اندھا دھند قتل وغارت۔
عیسائیوں کی کثرت ہونا۔ یہودیوں اور عیسائیوں کی تقلید۔
معاشرتی خرابیوں کی انتہاء، سرخ آندھیوں کا چلنا اور زلزلے آنا۔

Marfat.com

☆ قرآن مجید سے علامات قیام کا بیان ۱۴۱

☆ مسلمان حکمرانوں کو قرآن مجید کا انتباہ ۱۴۶

باب ششم: قیامت کی علامات کبریٰ ۱۴۹

☆ قیامت کی دس بڑی علامات ۱۴۹

☆ امام مہدی علیہ السلام کا ظہور ۱۵۱

☆ دجال ۱۵۷

☆ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ۱۸۰

☆ نزول عیسیٰ علیہ السلام قرآن کی روشنی میں ۱۸۱

☆ نزول عیسیٰ علیہ السلام احادیث کی روشنی میں ۱۸۲

☆ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دجال کے خلاف فیصلہ کن معرکہ ۱۸۳

☆ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد یہودیوں کا خاتمہ ۱۸۵

☆ یاجوج ماجوج ۱۸۹

☆ ٹھنڈی ہوا کا چلنا اور ہر مومن کی وفات ۱۹۶

☆ تین بڑے خسوف ۱۹۷

☆ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ۱۹۹

☆ زمین سے جانور کا نکلنا ۲۰۰

☆ دھواں کا نکلنا ۲۰۲

☆ بیت اللہ کی پامالی ۲۰۳

☆ مدینہ ویران ہو جائے گا ۲۰۴

☆ قیامت بدترین لوگوں پر آئے گی ۲۰۴

☆ آگ کا نکلنا ۲۰۶

باب ہفتم: امت مسلمہ کا بحران ۲۰۹

☆ بیسویں صدی کا آغاز اور طوق غلامی اور خلافت ٹوٹ گئی ۲۱۰

☆ امت مسلمہ کی بیداری ۲۱۳

☆ خیر و شر کی دو نئی ریاستوں کا قیام ۲۱۴

☆ دنیا کی نئی سپر پاور اور امت مسلمہ ۲۱۶

☆ مغرب تہذیب و ثقافت کی یلغار ۲۱۸

Marfat.com

☆ امت مسلمہ شکنجے میں ۲۲۹
☆ مسلمانوں کا قتل عام ۲۳۴
☆ دہشت گری یا جدوجہد آزادی ۲۳۷
باب ہشتم: یہودی ونصاریٰ اور قرب قیامت ۲۳۹
☆ یہودیت اور قریب قیامت ۲۳۹
☆ عیسائیت اور قریب قیامت ۲۴۷
☆ اسرائیل کے مذموم مقاصد ۲۶۳
☆ امریکہ میں مذہبی بیداری ۲۶۶
☆ یہود ونصاریٰ کی ہرمجدون کے لیے تیاریاں ۲۶۸
باب نہم: قرب قیامت اور جنگیں ۲۷۳
☆ امام مہدی کے ظہور سے قبل جنگیں ۲۷۵
☆ عراق میں فتنے اور جنگیں ۲۷۹
☆ غزوہ ہند ۲۸۷
☆ امام مہدی کی قیادت میں جنگیں ۲۹۳
☆ جنگ اعماق یا دابق ۲۹۹
☆ ملحمۃ کبریٰ (جنگ عظیم) ۳۰۱
☆ قسطنطنیہ کی فتح ۳۰۴
☆ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دجال سے فیصلہ کن معرکہ ۳۰۹
☆ یہودیوں کا خاتمہ ۳۱۰
باب دہم: بحث کا خلاصہ ۳۱۳
☆ بیسویں صدی اور علامات صغریٰ کی انتہا ۳۱۵
☆ دنیا ایٹم بموں کے سائے میں ۳۱۹
☆ امت مسلمہ کی عمر ۳۲۰
☆ کیا امام مہدی کا ظہور ہونے والا ہے ۳۲۶
☆ آخری گزارش ۳۳۳
کتابیات ۳۳۶

Marfat.com

عرض ناشر

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم امابعد! رب العزت مالک کائنات اللہ جَلَّ جلالہ کا کروڑ بار بھی شکر ادا کیا جائے تو بھی شکر ادا نہ ہو سکے گا۔ ناکارہ نے حتی الوسع ہمیشہ یہی کوشش کی ہے کہ قارئین کرام کی خدمت میں اعلیٰ معیار کی علمی، ادبی اور حقیقت پر مبنی کتب پیش کی جائیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے **"انسان قیامت کی دہلیز پر"** بھی ایک شاہکار ہے۔ جس نے بھی دل کی گہرائیوں سے اِس کتاب کا مطالعہ کیا دین و دنیا کی سرخروئی حاصل کرے گا، اِن شاء اللہ۔ قیامت ایک حقیقت ہے، جو ہونے والی ہے اور ہو کر رہے گی۔ قربِ قیامت کے حوالے سے یہ کتاب قرآن و حدیث اور دیگر کتب سماویہ کے حوالہ جات سے مرتب کی گئی۔ اِس میں کسی قسم کا افسانہ نہیں۔

میں جناب سیّد ارشاد حسین گیلانی کا ممنون ہوں کہ انہوں نے اِس کتاب کا مسودہ اشاعت کے لیے مجھے دیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور آقائے دو جہان جان عالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعلین کا تصدق ہے کہ یہ کتاب شائع کرنے کی مجھے سعادت نصیب ہو رہی ہے۔ میں اپنے محترم دوست عبدالوحید شیخ صاحب، وسیم الدین شیخ صاحب اور محمد شہزاد سلیم المحترم کا بھی تہہ دل سے مشکور ہوں کہ انہوں نے اس کتاب کی اشاعت کے لیے مالی معاونت فرمائی۔

اللہ تعالیٰ کے دربار عالی میں ملتمس ہوں کہ مجھ جیسے ناچیز گناہ گار اور قارئین کرام جو اس کتاب کا مطالعہ کریں گے، اللہ تعالیٰ سب کا حامی و ناصر ہو۔

آمین، ثم آمین

محمد طفیل مدنی

Marfat.com

پیش لفظ

تمام تعریفیں رب ذوالجلال کے لئے جو تمام جہانوں کا مالک ومختار اور نظام چلانے والا ہے۔ ہر چیز اس کے دست قدرت میں ہے، وہ زندہ کرتا، مارتا اور اپنی بے شمار نعمتوں سے ہمیں نوازتا ہے۔

لاکھوں کروڑوں درود وسلام ہمارے آقا وسردار حضرت محمد ﷺ، آپ کی اولاد اور آپ کے اصحاب پر، جن کی حیات طیبہ بنی نوع انسان کے لئے تا قیامت مشعل راہ ہے۔

سائنس وٹیکنالوجی اور مادی اعتبار سے بلاشبہ موجودہ دور کو ترقی یافتہ ہے لیکن مذہبی، اخلاقی اور معاشرتی لحاظ سے یہ انسانیت کا بدترین دور کہا جاسکتا ہے۔ زمانے کے اطوار بدل چکے ہیں، ہر طرف مکروفریب، کینہ، بغض وعناد، عریانی اور فحاشی کا طوفان ہے کہ الاماں۔ خلیفہ ارضی مظاہر قدرت سے چھیڑ چھاڑ کے باعث قانونِ قدرت کی خلاف ورزی کا مرتکب ہو چکا ہے۔ انسانیت ظلم وجبر کے سائے میں سسک رہی ہے۔ پے در پے رونما ہونے والے فتنوں کی رفتار تیز ہوتی محسوس ہو رہی ہے۔ طاغوتی طاقتیں اور دجال کے پیروکار ہر طرف سے امت مسلمہ کے خلاف یلغاریں کر رہے ہیں۔ صورت حال کی نزاکت اس کی متقاضی ہے کہ ایسے وقت میں مسلمانوں کو باخبر کیا جائے۔

میں جانتا ہوں کہ میری یہ کاوش قرب قیامت کی علامات اور موجودہ پرفتن حالات کے حوالے سے محض ایک ذرہ بے مقدار ہے، تاہم حوصلہ بندھا کہ شاید میری اس کوشش سے کچھ لوگوں کو فائدہ ہو اور وہ اپنے آپ کو آنے والے اندوہناک حالات میں سنبھال سکیں۔

ہر چند کہ رفیقہ حیات کی طویل علالت آڑے رہی، تاہم احباب کی رہنمائی اور تعاون سے یہ کاوش پایۂ تکمیل کو پہنچی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مجھ سیاہ کار وعاجز کی اس کوشش کو قبول فرمائے اور اس کا اجر وثواب میرے مرحوم والدین کے نامۂ اعمال میں درج فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

Marfat.com

تقریظ

موت ایک اٹل حقیقت ہے اور شاید یہی وہ ہمہ گیر موضوع ہے جو انسانی تفکّر کی تاریخ کی خشتِ اوّل بنا۔ حیات و کائنات کی فنا پذیری دنیا کے ہر مذہب، فلسفے اور ادب کا ایک اہم موضوع چلی آتی ہے اور روئے زمین پر شاید ہی کوئی ایسا سوچنے سمجھنے والا انسان پایا جاتا ہو جس کے عقل و شعور نے کبھی احساسِ فنا کا ذائقہ نہ چکھا ہو اور جس نے کسی نہ کسی طرح اِس مسئلے پر غور و فکر نہ کیا ہو!

اِسی طرح کائنات کا نقطۂ اختتام بھی ایک اٹل حقیقت ہے جب صفحۂ ہستی سے زندگی کے تمام مظاہر و آثار نیست و نابود ہو جائیں گے۔ حیات و کائنات کا یہ حتمی اور قطعی مرحلۂ انجام ہی قیامت کہلاتا ہے۔ یہ مسئلہ کرۂ ارض پر موجود تمام بڑے مذاہب کے ہاں ایمانیات کا حصّہ ہے۔ فلسفہ اور سائنس کو بھی اس سے جرأتِ انکار نہیں ہے۔ دین اسلام میں تو قیامِ قیامت، موت کے بعد کی اُخروی زندگی اور تصوّرِ جزا و سزا با قاعدہ اجزائے ایمان میں شامل ہے اور ان سے انکار کرنے والا یا ان پر شک و تردید کا اظہار کرنے والا دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

قیامت کے آثار و علامات اور اس کی وقوع پذیری کی کیفیت و ماہیت کا موضوع ہر انسان کے لیے غیر معمولی دلچسپی کا حامل ہے اور مسلمانوں کے لیے تو خاص طور پر اس کی اہمیت مسلّم ہے۔ قرآنِ کریم میں متعدّد مقامات پر علاماتِ قیامت کا ذکر ملتا ہے۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مستند ذخیرۂ احادیث میں بھی بہت شرح و بسط سے قربِ قیامت کی بہت سی نشانیاں بیان فرمائی گئی ہیں۔ مفسّرین، محدّثین، اولیاء، علماء اور دیگر اکابرِ امت نے بھی مسئلے کی اہمیت کے پیشِ نظر اس موضوع پر خاصا مواد یادگار چھوڑا ہے۔ علاماتِ قیامت، وقوعِ قیامت اور اس کے متعلّقات کے بارے میں بنیادی اسلامی منابع میں موجود یہ مواد مختلف مآخذ میں بکھرا ہوا ہے اور کم از کم اردو زبان میں ابھی تک یک جا ہو کر سامنے نہیں آ سکا۔

زیرِ نظر کتاب **"انسان قیامت کی دہلیز پر"** کے مولف سیّد ارشاد حسین گیلانی شکریے کے مستحق ہیں کہ انہوں نے بڑی عرق ریزی سے دین اسلام کے بنیادی منابع میں موجود ایسی تمام معلومات کو یک جا کر کے ان کی اشاعت کا اہتمام کیا ہے تا کہ اس کی روشنی میں امّتِ مسلمہ مسئلے کی نزاکت کا کماحقّہ

Marfat.com

ادراک کر سکے اور اس میں اپنی خامیوں کا احساس اور انہیں دور کرنے کی خواہش بھی پیدا ہو۔

"انسان قیامت کی دہلیز پر" کے مصنف جناب سیّد ارشاد حسین گیلانی اورینٹل کالج، پنجاب یونیورسٹی لاہور جیسی قدیم و عظیم دانش گاہ کے ایک سینیئر آفیسر ہیں۔ وہ ایک ذمہ ادر، فرض شناس، مستعد اور سب کے خیر خواہ آفیسر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک صاحبِ علم اور اہلِ دل شخصیت بھی ہیں۔ دین سے گہری وابستگی، تصوّف و عرفان کی طرف طبعی میلان اور لکھنے پڑھنے سے قابلِ تعریف حد تک دلچسپی ان کی شخصیت کی نمایاں خصوصیات ہیں۔ زیرِ نظر موضوع سے انہیں خصوصی دلچسپی ہے اور انہوں نے اس حوالے سے مختلف زبانوں میں موجود متعدد منابع کے گہرے مطالعے میں کئی برس صَرف کیے ہیں۔ چنانچہ اس کتاب کے جملہ ابواب اپنی جامعیت کے اعتبار سے ان کی وسعتِ مطالعہ و مشاہدہ کا بہترین اظہار ہیں۔ انہوں نے بڑی محنت، جاں کاہی اور ذمہ داری سے علاماتِ قیامت کے موضوع پر تمام آیات و احادیث اس کتاب میں جمع کی ہیں، اس موضوع کے تمام فکری اور مذہبی پہلوؤں کا احاطہ کیا ہے، اس کی روشنی میں امّتِ مسلمہ کی موجودہ ابتر عصری صورتِ حال کا حکیمانہ تجزیہ کیا ہے اور ان میں تطبیق کر کے بہت عمدہ حاصلِ بحث پیش کیا ہے۔

سیّد ارشاد حسین گیلانی کا اندازِ تحریر واضح، دلکش اور اثر انگیز ہے۔ ان کا اخلاص اور مسلمانوں کے بارے میں ان کے دل کی تڑپ اس کتاب کی سطر سطر سے عیاں ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی یہ مفید علمی کاوش قبول فرمائے، انہیں اجرِ عظیم سے نوازے اور اسے مصنف اور ملّتِ اسلامیہ کے لیے نتائجِ خیر کا باعث بنائے!

(ڈاکٹر غلام معین الدین نظامی)
صدر مسند حضرت سیّد علی ہجویریؒ
اورینٹل کالج، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

Marfat.com

تقریظ

''انسان قیامت کی دہلیز پر'' سیّد ارشاد حسین گیلانی کی ایسی علمی و تحقیقی کاوش ہے جو اپنے موضوع کے اعتبار سے نہ صرف ممتاز و منفرد ہے بلکہ نادر بھی ہے۔ اسی طرح معلومات و مواد کے لحاظ سے بھی امتیازی تحقیق و جستجو کی حامل ہے۔ زبان و اسلوب میں شستہ و پختہ ہے۔ نیز استنباط و استخراج اور نتیجہ خیزی کے حوالے سے شاہ صاحب کا اسلوب بالکل منفرد نظر آتا ہے۔ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلاۃ والسلام کی عمر اور آثار و علامات قیامت کے حوالہ سے شاہ صاحب کی تحقیق لاجواب اور فکری عروج کی حامل ہے۔

آثار قیامت میں سب سے بڑا نشان یہ ہے کہ جس ملت اسلامیہ کو آج سے چودہ سو سال قبل بنی نوع انسان کی قیادت و امامت کا فرض سونپا گیا تھا وہ خود منسوخ ادیان کے حاملین کے نقش قدم پر چلنے لگ گئی اور نوبت بایں جارسید کہ حزب اللہ اور حزب الشیطان کے درمیان آخری فیصلہ کن معرکہ کے لیے میدان تیار ہے۔ سرکار دو جہاں، اصدق الصادقین، امام الانبیاء، ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت محمدیہ کو پیش آنے والے واقعات کا تجزیہ کرتے ہوئے جس غزوۂ الہند کا ذکر فرمایا تھا وہ آج ہمارے دروازوں پر دستک دے رہا ہے۔ حالات کا تقاضا یہ ہے کہ ہمیں قرآن و سنت پر عمل پیرا ہو کر شرح صدر کے ساتھ اپنی جملہ کوتاہیوں اور نقائص کا جائزہ لے کر انہیں دور کرنا ہوگا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی اتباع کو لازم پکڑنا ہوگا۔ آخری معرکہ یقیناً ہونے والا ہے۔ اس فیصلہ کن گھڑی میں ہمیں اپنی جان و مال کو پاکیزہ کرنا ہوگا تاکہ آزمائش کی صورت میں اللہ کریم اسے قبول کر لے اور ہمیں اہل حق کا ساتھ دینے کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ کریم سے دعا ہے کہ وہ شاہ صاحب کی اس علمی و تحقیقی کاوش کو ان کے میزان حسنات میں شامل فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

(پروفیسر ڈاکٹر خالق داد ملک)

چیئرمین شعبہ عربی، اورینٹل کالج، پنجاب یونیورسٹی

Marfat.com

مقدمہ

اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کو خلافت ارضی سے سرفراز فرما کر زمین پر اتارا، جبکہ شیطان کو بھی زمین پر دھکیل دیا گیا - انبیاء کرام بنی نوع انسان کی ہدایت و رہنمائی کے لئے مبعوث ہوتے رہے، جبکہ شیطان بھی انسانوں کو راہ حق سے ہٹانے میں مشغول رہا - اس طرح خیر اور شر کے درمیان معرکہ آرائی ازل سے جاری ہے-

حضور نبی کریم ﷺ اللہ تعالی کے آخری پیغمبر اور رسول ہیں اور آپ ﷺ پر آخری کتاب الٰہی (قرآن مجید) نازل ہوئی - آپ ﷺ پر پہلی وحی ۶۱۰ء کو نازل ہوئی، اس لحاظ سے ۲۰۱۰ء کو ظہور اسلام کے چودہ سو (شمسی) سال مکمل ہو جائیں گے- مسلمانوں کے پاس دین کا اثاثہ (بنیادی مآخذ) قرآن وسنت موجود ہے، جس پر عمل پیرا ہو کر مسلمان صدیوں عروج پر رہے-

تاریخ اسلام کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ میں مسلمانوں کو بڑے بڑے حوادث کا سامنا کرنا پڑا - حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد فتنہ ارتداد، ملوکیت کی ابتداء اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت، صلیبی جنگیں، خلافت عباسیہ کا خاتمہ اور فتنہ تاتار نے تو مملکت اسلامیہ کی اینٹ سے اینٹ بجادی - لیکن مسلمان ان تمام حوادث سے سرخرو ہو کر نکلے، اس کی وجہ قرآن وسنت کی اتباع اور اسلام کے معاشرتی نظام پر قائم رہنا تھا - لیکن جیسے ہی مسلمان قرآن وسنت سے دور ہوئے انہیں زوال آ گیا - پھر اہل عالم نے دیکھا کہ بنی نوع انسان کی رہنمائی کرنے والے بیسویں صدی کے آغاز میں نصاریٰ کے ہاتھوں خس وخاشاک ہو گئے، جس کی خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ سو سال قبل دی تھی:

> ''عنقریب قومیں تم پر ٹوٹ پڑنے کے لئے ایک دوسرے کو بلائیں گی جیسے بھوکے کھانے پر ٹوٹ پڑنے کے لئے ایک دوسرے کو بلاتے ہیں-''
>
> (سنن ابوداؤد، کتاب الملاحم)

اس کے بعد مسلمانوں نے دیگر مفتوح قوموں کی طرح اہل مغرب (نصاریٰ) کی ذہنی غلامی قبول کرتے ہوئے ان کا سیاسی، اقتصادی اور معاشرتی نظام بھی اپنا لیا-

قارئین کرام! یہی وہ غور طلب امر ہے کہ جس امت (محمدی) کو آج سے چودہ سو سال قبل بنی نوع انسان

Marfat.com

کی امامت اور رہنمائی کا فرض سونپا گیا تھا وہ خود اہل مغرب (نصاریٰ) کی ذہنی طور پر غلام بن گئی اور ان کے نقش قدم پر چلنا شروع کر دیا- اب بنی نوع انسان کی رہنمائی کون کرے، انسانیت کا سبق کون دے- تاریخ انسانی کا یہی وہ آخری المناک موڑ ہے جہاں سے آثار قیامت کے ظاہر ہونے کی رفتار تیز ہونی شروع ہوئی-

اب امت مسلمہ اس بوڑھے ناکارہ اور بے اختیار شخص کی طرح اپنی عمر کے آخری مرحلے میں داخل ہو چکی ہے جو اپنی ذمہ داریاں اور اختیارات دوسری نسل کو منتقل کر دیتا ہے- مسلسل تین صدیوں تک اہل مغرب کے ہاتھوں پٹنے کے باوجود جس قوم نے عبرت حاصل نہیں کی، اس سے دنیا کی رہنمائی کی توقع رکھنے والے احمقوں کی جنت میں بستے ہیں-

سفینۂ انسانیت بحر ظلمات میں ڈگمگا رہا ہے - ۱۹۷۱ء سے ۲۰۰۷ء کے اختتام تک یہود و نصاریٰ اور دیگر اقوام کی وحشت اور بربریت کے باعث ۶۰ لاکھ سے زائد شہید ہونے والے مسلمانوں پر مظاہر قدرت اور وحوش و طیور نوحہ کناں ہیں، زمین لرز رہی اور آسمان کانپ رہا ہے- لیکن مسلمانوں کو اس کا کوئی احساس ہے اور نہ غم، انہیں تو بس نئے میلنیم کے شروع ہونے پر اپنے آقاؤں کے ساتھ مل کر ایک کورس (یک تال و یک زبان) میں خوشی کے گیت گانے سے فرصت نہیں-

بیسویں صدی میں یہود و نصاریٰ کے نقش قدم پر چلنے کے باعث قیامت کی تقریباً تمام علامات صغریٰ پوری ہو چکی ہیں اور بنی نوع انسان علامات کبریٰ کے دور میں داخل ہو چکا ہے- امت مسلمہ کے خطیب اور واعظ کرہ ارض کے سب سے بڑے فتنے دجال اور قیامت کے بارے میں خبردار کرنا کبھی کا بھول چکے ہیں- حرام و حلال کی تمیز ختم ہو چکی ہے، گناہ اتنا عام ہے کہ اسے گناہ سمجھا ہی نہیں جاتا ہے- اہل مغرب کی تقلید اور تمام شعبہ ہائے زندگی میں امریکہ کی مثالیں پیش کی جاتی ہیں- اوپر سے مغربی میڈیا اور بھارت کی ثقافتی یلغار نے چار چاند لگا دیئے ہیں-

اب یہی ہمارا اوڑھنا بچھونا اور یہی ہماری طرزِ معاشرت ہے- یہود و نصاریٰ کی تقلید اور پیروی میں امت مسلمہ کی بھلائی اور فلاح نہیں، یہی سبق ہمیں شاہِ عربؐ و عجم سے ملا ہے- اب مسلمانوں کو سمجھ لینا چاہیئے کہ ہم بھٹک چکے ہیں اور ہماری کوئی منزل نہیں-

یہی وہ مقام ہے، جہاں پر آئین خداوندی کے مطابق پہلی قوموں کی ہدایت اور انسانی معاشرے کو صحیح ڈگر پر چلانے کے لئے انبیاء مبعوث ہوتے رہے- اب رسالت کا باب تو بند ہو چکا ہے اور امت مسلمہ تین صدیوں میں بھی نہیں سنبھلی- خلیفۃ اللہ (امام مہدی) کے ظہور کے لئے فضا سازگار اور حزب اللہ اور حزب الشیطان کے درمیان آخری فیصلہ کن معرکوں کے لئے میدان تیار ہے- یقیناً وہ وقت آ پہنچا ہے،

Marfat.com

جس کے بارے میں اہل بصیرت کا نقطہ نظر ہے کہ شاید اللہ تعالی اب اس عالم کی بساط کو جلد لپیٹ دے۔

دوسری طرف یہود و نصاریٰ اپنی مقدس کتب اور مسلمانوں کی کتب سے استفادہ کر کے قرب قیامت کے حوالے سے اپنی تیاریاں مکمل کر چکے ہیں۔ باقاعدہ منصوبہ بندی سے ایک کے بعد دوسرے اور دوسرے کے بعد تیسرے ملک کو تباہ و برباد کیا جا چکا ہے۔ نہایت ہوشیاری سے قدم بہ قدم آگے بڑھتے ہوئے سیاسی اور عسکری لحاظ سے مضبوط مسلم ممالک کے گرد گھیرا تنگ کیا جا رہا ہے۔

عرب ممالک کی بحری ناکہ بندی کی جا چکی ہے، تیل پر نصاریٰ کی اجارہ داری ہے، زمینی اڈے قائم کئے جا چکے ہیں۔ مسلمان اس طرح بے دست و پا کیے جا چکے ہیں، جس طرح کسی شخص کو رسی سے باندھ کر کہا جائے کہ اب لڑو۔

یورپ بالخصوص امریکہ میں اس وقت تاریخ کی سب سے بڑی اور خوفناک جنگ ہرمجدون (Armageddon) کا بہت شور و غوغا ہے، ان کے مذہبی لیڈر عوام کو ایک بڑی جنگ کے لئے اکسا رہے ہیں۔ صورت حال خراب سے خراب تر ہوتی چلی جا رہی ہے اور جو کچھ آئندہ ہونے والا ہے، اس سے مسلمان کو آگاہ کرنا ضروری ہے۔ یہی وہ محرکات ہیں، جنہیں قرآن و حدیث کی روشنی میں اس کتاب میں زیر بحث لایا گیا ہے۔

ترتیب کے اعتبار سے یہ کتاب دس ابواب پر مشتمل ہے۔

پہلے باب میں مالک ارض و سماء کا ذکر کیا گیا ہے، جس نے کائنات اور اس میں موجود ہر چیز کو تخلیق کیا ہے اور وہی اس کے انجام کا اختیار رکھتا ہے۔

دوسرے باب میں انسان کی تخلیق، جن اعزازات و انعامات سے نوازا گیا اور جو برائی کی قوتیں اس میں ورود کی گئی ہیں اس کا ذکر کیا گیا ہے۔ تاکہ ہر کوئی جان لے کہ اس کرہ ارض کی تباہی و بربادی کا ذمہ دار خود حضرت انسان ہی ہے۔ اس کے علاوہ انسان کے ازلی و ابدی دشمن شیطان کو بھی زیر بحث لایا گیا ہے۔

تیسرے باب میں قرآن و حدیث کی روشنی میں پہلی قوموں میں موجود برائیوں کی نشاندہی کی گئی جن کے باعث ان پر عذاب الٰہی نازل ہوا، تاکہ موجودہ دور میں رائج برائیوں کا اس سے موازنہ ہو سکے۔

چوتھے باب میں کائنات کے انجام کے بارے میں بحث موجود ہے، نیز قرآن مجید کی مختلف آیات پیش کر کے قیامت کے برپا ہونے کے عمل کو واضح کیا گیا ہے۔

پانچویں باب میں صحاح ستہ اور احادیث کی دیگر مستند کتب سے قیامت کی علامات صغریٰ کے

Marfat.com

بارے میں احادیث پیش کی گئی ہیں، ساتھ نہایت مختصر انداز میں بیسویں صدی میں علامات صغریٰ کے پورے ہونے کا بیان ہے۔

چھٹا باب قیامت کی علامات کبریٰ کے بارے میں ہے، جس میں امام مہدی کے ظہور سے لے کر آخری علامت آگ کے نکلنے تک کو احادیث کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے۔

ساتویں باب کا نام امت مسلمہ کا بحران ہے، جس میں حضور نبی کریم ﷺ سے موجودہ زمانے تک بالخصوص بیسویں صدی میں مسلمانوں کی حالت زار پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

آٹھویں باب میں یہود و نصاریٰ کی مقدس کتب سے متون پیش کر کے قرب قیامت کے حوالے سے بحث کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ ہرمجدون کی جنگ کے بارے میں ان کی تیاریوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

نوویں باب میں قبل از ظہور مہدی سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دجال کے خلاف آخری معرکے تک ہونے والی جنگوں کے بارے میں احادیث اور یہود و نصاریٰ کی مقدس کتب سے متون پیش کر کے بحث کی گئی ہے۔

دسواں باب بحث کے خلاصہ پر مشتمل ہے، جس میں کسی نتیجے پر پہنچنے کی کوشش کی گئی ہے۔

قارئین کرام! حالات کا تقاضا تو یہ ہے کہ امت مسلمہ قرآن و سنت پر عمل پیرا ہوتے ہوئے کھلے دل سے اپنی جملہ خرابیوں اور خامیوں کا جائزہ لے کر اسے دور کرے۔ اسلام کے خلاف یہود و نصاریٰ کی سازشوں اور شر انگیزیوں کے خلاف متحد ہو کر ایک مشترکہ لائحہ عمل اختیار کریں۔ کیونکہ آنے والے سالوں میں حزب اللہ اور حزب الشیطان کی طاقتیں واضح طور پر ایک دوسرے کے سامنے ہوں گی، جبکہ درمیانی راستے کی گنجائش نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کا حامی و ناصر ہو۔

قرآنی آیات اور احادیث کی عبارت کے اعراب کی درستگی، پروف ریڈنگ اور مطلوبہ کتب کی فراہمی کے لئے میں احباب کا تہہ دل سے ممنون ہوں، اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مسلمانوں کو دین محمدی کا سچا پیروکار بنائے اور کفر کے مقابلے میں اسلام پر جینے اور مرنے کی توفیق دے۔ آمین ثم آمین۔

سیّد ارشاد حسین گیلانی

Marfat.com

باب اول

وجود باری تعالیٰ کا تصور

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (القرآن)

— اللہ ہی زمین اور آسمانوں کا نور ہے۔

لَااُحْصِی ثَنَاءً عَلَیْکَ (حدیث)

تیری حمد کو میں گھیر نہیں سکتا۔

ایک باشعور انسان جب اپنے اردگرد مظاہر قدرت زمین، سمندر، پہاڑ، مرغزاروں، صحراؤں، چٹیل میدانوں کو دیکھتا ہے اور آسمان پر سورج، چاند اور ستاروں پر نظر دوڑاتا ہے تو اس کی نگاہ آسمان کی وسعتوں میں گم ہو جاتی ہے۔ فہم و ادراک آخری حد کو چھوتا ہے تو اِس سے آگے ..... کچھ سمجھ نہیں آتا۔ پس ان سب کا کوئی خالق ہے جو اس نظام کو چلا رہا ہے۔

☆ ''خدا کی ہستی کا سب سے بڑا ثبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سب سے بڑا ثبوت معجزہ قرآن ہے۔ جس نے عقل مشاہدہ اور وجدان کو جمع کر دیا۔'' (علامہ محمد اقبال)

☆ اگر خدا موجود نہ ہو تو اِسے ایجاد کرنا ضروری تھا۔ (وولٹائر)

☆ خدا ایک آرٹسٹ ہے۔ (پکاسو)

وجود باری تعالیٰ کا سب سے بڑا ثبوت انسان خود ہے۔ اگر ہم انسان کو ایک وجود مانتے ہیں، تو اس کے خالق کو بھی ماننا پڑے گا۔ انسان فانی ہے جب کہ اس کا خالق لافانی، ان کے مابین عبد اور معبود کا رشتہ ہے۔ ظاہر ہے معبود کے بغیر عابد کا وجود کیسا۔ اگر کائنات ہے،

آگ، پانی، ہوا، شجر، حجر، مرغزار، زمین، سورج اور آسمان پر چاند ستاروں سے جڑے نگینے ہیں' دن اور رات بدل کر آنے میں ایسی ترتیب ہے، اگر نظام شمسی، محوری گردش، سالانہ گردش اور نظم وترتیب سے ہر چیز کا ٹھیک اندازے سے چلنا ہے تو ان تمام مظاہر اور وسیع و بسیط کائنات کو تخلیق کرنے، چلانے اور کنٹرول کرنے والی کوئی ہستی بھی ہے، وہی خدا ہے۔

خدائے بزرگ و برتر نے انسان کو عقل وشعور بخشا کہ وہ تدبر کرے اور دیکھے کہ اس جہاں کو مالک ارض وسماء نے کس طرح اپنے اسرار الٰہی کا محل اور اس وسیع وعریض کائنات کو اپنے لطائف کے نگینوں سے مزین ومنور کر دیا۔ اجرامِ فلکی، اجسام الارض اور مظاہر قدرت ورطہ حیرت تو ہیں۔ رب کی پہچان پہلے پیغمبروں کی کتابوں میں ہے اِعْرِفْ نَفْسَکَ تَعْرِفْ رَبَّکَ (تو اپنے آپ کو پہچان لے رب کو پہچان لے گا) احادیث میں مذکور ہے۔ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ (جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔)

قدیم تہذیبوں کے ہاں خدا کا تصور

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک انبیاء کرام ہر قوم کو ایک معبود کی اطاعت وفرمانبرداری کی ہدایت وتبلیغ کرتے آئے ہیں لیکن بشری کمزوریوں اور شیطان کے ورغلاوے میں آ کر قدیم اقوام نے بتوں کی پوجا پاٹ شروع کر دی۔ ان کے ہاں بہت سے خداؤں کا تصور پایا جاتا تھا۔ لوگ انہیں (بتوں کو) مختلف ناموں سے پکارتے، ان کے سامنے حاجتیں رکھتے اور ماتھا ٹیکتے تھے۔ ہر قوم کے رسم ورواج، پیدائش، موت اور روزِ حساب کے بارے میں بھی نظریات جدا جدا تھے۔

کوئی قوم آسمان پر سات دیوتاؤں کی پوجا کرنے لگی یعنی سورج، چاند اور پانچ سیارے، ہر ایک دیوتا کی عبادت کے لیے الگ الگ دن مخصوص تھے۔ انہی کے نام پر ہفتے کے دنوں کے نام رکھے گئے، کئی قومیں اژدھا کی پوجا کرتیں تو کئی اپنے ہاتھ سے بت بنا کر اپنی جبیں اس کے آگے

Marfat.com

ٹیکتے، تو کسی نے سمندر کو اپنا خدا جانا۔ قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم کے تصور خدا کے بارے میں ارشاد ہے:

وَاِذْ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً اِنِّىْ اَرٰكَ وَقَوْمَكَ فِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○

(سورۃ الانعام: ۷۴)

''اور جب کہا تھا ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے کیا تم ٹھہراتے ہو بتوں کو معبود میں تو دیکھتا ہوں تمھیں اور تمہاری قوم کو صریح گمراہی میں۔''

قدیم اقوام سمیریوں، سامیوں، آشوریوں، بابلیوں، مصریوں، چینیوں، کنفوشش، آریاؤں (ہندومت، جین مت)، بدھ مت، زرتشت، مجوسیوں، مانوی، مزدکی، قدیم یونان، قدیم روم اور قدیم جاپانی مذاہب میں مظاہر پرستی، ارواح پرستی، آباء پرستی، حیوان پرستی، شجر پرستی، آگ پرستی اور سورج کی پوجا کی جاتی تھی۔ کئی اقوام میں بت پرستی کے ساتھ ساتھ کسی ماورائی طاقتور خالق کا تصور بھی موجود تھا اور کہیں لوگ کائنات کو تخلیق کرنے والی عظیم ہستی کے تصور سے بالکل ناآشنا تھے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ان تہذیبوں، قوموں اور مذاہب میں الہامی مذاہب کے عقائد و نظریات بھی شامل تھے۔

زمانہ قبل از اسلام جزیرہ نما عرب میں بھی مظاہر پرستی، حیوان پرستی، آباء پرستی اور عضو انسانی کی پرستش ہوتی تھی۔ مختلف قبائل نے الگ الگ دیوتا اور دیویاں بنا رکھی تھیں۔

قبیلہ قریش جو خانہ کعبہ کا متولی ہونے کے باعث پورے عرب میں ممتاز تھا، ان کا سب سے بڑا بت ہبل خانہ کعبہ کی چھت پر رکھا ہوا تھا۔ جنگ میں فتح اور کامیابی کے لیے اس کے سامنے دعائیں مانگی جاتی تھیں۔ اس کے علاوہ اس قدیم ترین معبد (خانہ کعبہ) میں 360 بت رکھے ہوئے تھے۔ ظاہر ہے ان سب کی پوجا تو ممکن نہ تھی، تاہم ہر دن ایک بت کے لیے مخصوص

Marfat.com

تھا، اس طرح ایک بت کو ایک قمری سال میں ایک بار ہی پوجا جاتا تھا۔

اس کے علاوہ عرب میں زمانہ قدیم سے پوجے جانے والے تین بڑے بت یغوث، یعوق اور سواع بھی تھے۔ جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے:

قَالَ نُوْحٌ، رَّبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِیْ وَاتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ یَزِدْهُ مَالُهٗ وَلَدُهٗ اِلَّا خَسَارًا ۝ وَمَكَرُوْا مَكْرًا ۝ وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۝ وَّلَا یَغُوْثَ وَیَعُوْقَ وَنَسْرًا ۝ وَقَدْ اَضَلُّوْا كَثِیْرًا ۝ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا ضَلٰلًا ۝

(سورۃ نوح: ۲۲ – ۲۴)

ترجمہ: ''نوح علیہ السلام نے کہا اے میرے پروردگار! ان لوگوں نے میری تو نافرمانی کی اور ایسوں کی فرمانبرداری کی جن کے مال اور اولاد نے ان کو یقیناً نقصان ہی میں بڑھایا ہے اور ان لوگوں نے بڑا سخت فریب کیا اور کہا انہوں نے کہ ہرگز اپنے معبودوں کو نہ چھوڑنا اور نہ وَدّ اور سواع اور یغوث اور یعوق اور نسر کو چھوڑنا اور انہوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا، اے اللہ تو ان ظالموں کی گمراہی اور بڑھا۔''

صحیح بخاری میں ہے:

''قوم نوح کے بتوں کو عرب کفار نے لے لیا۔ دومۃ الجندل میں قبیلہ کلب وَدّ کو پوجتے تھے، ہذیل قبیلہ سواع کا پرستار تھا اور قبیلہ مراد، بنو غطیف (جو جرف کے رہنے والے تھے یہ شہر سبا کے پاس ہے) یغوث کی پوجا کرتا تھا، ہمدان قبیلہ یعوق کا پجاری تھا اور آل ذی کلاع قبیلہ حمیر نسر بت کا ماننے والا تھا۔''

(صحیح بخاری، کتاب تفسیر، سورۃ نوح)

Marfat.com

روایتوں میں کہ یہ بت دراصل حضرت ادریس علیہ السلام کے زمانے کے صالح بزرگوں کے تھے۔ان کے انتقال کے بعد شیطان نے اس زمانے کے لوگوں کے ذہن میں یہ بات ڈالی کہ ان بزرگوں کی عبادت گاہوں میں یادگار قائم کریں۔چنانچہ انہوں نے وہاں نشان بنا دیئے اور ہر بزرگ کے نام پر انہیں مشہور کیا جب تک یہ لوگ زندہ رہے تب تک تو اس جگہ کی پرستش نہ ہوئی لیکن یادگار قائم کرنے والے لوگوں کے مرجانے کے بعد جو لوگ آئے بوجہ جہالت کے انہوں نے باقاعدہ ان جگہوں کی اور ان ناموں کی پوجا پاٹ شروع کردی۔

اس وقت دنیا میں اکثریت کے ساتھ تین (اہل کتاب) مذاہب موجود ہیں۔یہودی، عیسائی اور مسلمان، اب ان تینوں مذاہب کے ماننے والوں کے ہاں خدا کے تصور کے بارے میں جائزہ لیتے ہیں:

یہودیت میں خدا کا تصور

یہودیت ایک الہامی مذہب ہے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پیروکار بنی اسرائیل خدائے واحد کو ماننے والے اور اپنے آپ کو خدا کا دوست کہتے ہیں۔ان کا دعوی ہے کہ وہ خدا سے بڑا قریبی تعلق رکھتے ہیں۔یہودی مذہب کی بنیاد دو باتوں پر ہے، اول خدا کا ایک ماننا، دوسرا بنی اسرائیل کے ساتھ اس کا مخصوص تعلق۔یہودی اپنی دعاؤں میں (یہودی صحیفوں کے مطابق) خدا کو ''وہ فوجوں والا یعنی رب الافواج''، ''میرے خدا'' اور ''میرے مالک'' کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔

یہودیوں کے صحیفوں میں اللہ تعالیٰ کا نام ''یہودا'' تھا مگر عام اسرائیلی کو یہ نام زبان پر لانے کی اجازت نہ تھی، دوسرا عام نام ''امیم'' جو ہر موقع پر استعمال کیا جاتا ہے۔اس کے علاوہ ان کے ہاں خدا کے بہت سے نام ہیں جب کہ تورات کا دفتر ان کے ذکر سے بالکل خالی ہے۔

اگرچہ یہودی اپنے آپ کو توحید کا بڑا علمبردار سمجھتے ہیں لیکن ان کے ہاں بھی تشبیہ اور تمثیل کا کثرت سے استعمال ہے۔حضرت یعقوب علیہ السلام کا خدا سے کشتی لڑنا، کوہ طور پر

Marfat.com

شعلوں کے اندر نمودار ہونا، خدا کا جوش وغضب میں آ کر کوئی کام کر بیٹھنا، پھر پچھتانا، ہیکل کی تباہی پر اس کا نوحہ کرنا، اس کی انتڑیوں میں درد کا اٹھنا اور کلیجے میں سوراخ پڑ جانا وغیرہ۔ نیز خدا کے تصور کے بارے میں بنی اسرائیل کے کاہنوں اور جادوگروں نے بعد میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات میں اپنی طرف سے کئی آمیزشیں کر ڈالیں۔

مسیحیت میں خدا کا تصور

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیروکار ہیں۔ لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد عیسائیوں میں یہودی مذہب کا عنصر اور کچھ یونانی فلسفہ شامل ہو گیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا قرار دیا جانے لگا جب کہ ان کی کتابوں میں ''باپ'' کا لفظ خدا کے لیے استعمال ہوا ہے۔ اس لفظ کی حقیقت اور خدا پر اس کا اطلاق کرنے سے ان کا کیا مقصود ہے؟ گوشت، پوست اور مادیت سے بھرے ہوئے لفظ کا خدا پر مجازاً اطلاق چہ معنی دارد، اس سے مذہب میں غلط فہمیاں شامل ہوئی ہیں۔ اگر ان باتوں کو الگ کر کے بھی دیکھیں تو یہ صرف خدا کی جمالی صفات کی بالکل غلط اور مادی تعبیر ہے۔ فلسفہ کی آمیزش نے عیسائیت میں تثلیث کے اختراعی عقیدہ کو اسی مسئلہ صفات کے پردے میں چھپا لیا ہے۔

تاریخ مذاہب میں رشید احمد خان لکھتے ہیں:

> ''الوہیت کا عقیدہ یہودیوں میں موجود تھا وہ خالق کائنات کو یہوا کے نام سے پکارتے اور اپنی دعاؤں میں لشکروں والا بھی کہتے تھے جب کہ عیسائی وجود باری تعالیٰ کے سلسلے میں یہودی عقیدہ اور یونانی فلسفہ سے متاثر نظر آتے ہیں۔
>
> عیسائی تثلیث کا دوسرا اقنوم بیٹا ہے جب کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ بعد کی پیداوار ہے۔ انہوں نے بعد میں اضافہ کیا ہے۔ ان کے عقائد کا سبب اناجیل میں بار بار بتلایا گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خود کو اللہ کا بندہ کہا ہے

۷۷۲۳۳

Marfat.com

اور جب وہ خدا کو اپنی دعاؤں میں پکارتے تو ''باپ'' کے لفظ سے پکارتے۔
تاہم یہ لفظ بندگی اور محبت کے لیے استعمال کیا گیا۔ان کے دو حواری ''متی اور لوقا'' نے ان کے ایک کنواری عورت کے بطن سے پیدا ہونے کے باعث خدا کا بیٹا تسلیم کرلیا، متی میں ہے۔''

''یہ میرا پیارا بیٹا ہے جس سے میں خوش ہوں۔'' (متی ۱۷/۳)

پھر اسی انجیل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے یہ کہلایا گیا ہے کہ:

''آسمان اور زمین کا سارا اختیار مجھے دیا گیا ہے۔'' (متی ۱۸/ ۲۸)

تاہم یوحنا کی انجیل میں یسوع کو کلمۃ اللہ کہا گیا ہے۔

اسلام میں خدا کا تصور

ظہور اسلام سے قبل باوجودیکہ انبیاء کرام نے اپنی اپنی امتوں کو درست اور صحیح عقیدہ توحید کی طرف راہنمائی فرمائی لیکن ان کے پیروکاروں نے بعد میں انسانی اوصاف و جذبات کی مشابہت اور جسم و ہیئت کی تشہیر و تمثیل سے خدائے واحد کے تصور اور صفات الٰہی کو یکسر آلودہ کر دیا۔

ان حالات میں ضروری تھا کہ ایک مکمل جامع دین آئے اور خدا کو وحدہ لاشریک ماننے کے ساتھ ساتھ مخلوق خدا کو مکمل معاشرتی احیاء ملے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین اور رحمۃ للعالمین مبعوث فرمایا اور ان پر برحق کتاب قرآن مجید نازل فرمائی۔

امت مسلمہ کا یہ دعوی حق پر مبنی ہے کہ اسلام ایک آفاقی اور دنیا کا قدیم و جدید مذہب ہے، جس میں خدائے وحدہ لاشریک کا واضح تصور موجود ہے- کائنات اور اس میں موجود تمام اجسام ارضی اجرام فلکی اور مظاہر اسی کی پیداوار ہیں وہی سب کا خالق اور روزی رساں ہے، وہ زندہ کرتا ہے، مارتا ہے اور جب چاہے گا جزا و سزا کے لئے یوم محشر برپا کردے گا- سب عبادتیں

Marfat.com

اور اطاعتیں اسی کے لئے ہیں، اُس کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اسلام ایک مکمل دین اور ضابطہ حیات بھی ہے، جس نے ایک صاف ستھرے اور پاکیزہ معاشرے کے قیام کے لئے زریں اصول دیئے ہیں۔ مسلمان، حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی مقدس کتاب (قرآن مجید) اور احادیث نبوی سے رہنمائی حاصل کرتے ہیں۔

قرآن مجید تنزیلات الٰہیہ کا بھرپور ارمغان ہے۔ اس کی سچائی اور عظمت وصداقت کی گواہی ہر دور میں دی گئی ہے۔ سائنس، فلسفہ، منطق کو اصول قرآن مجید نے دیئے ہیں، ہر دور میں علمی اور فکری ارتقاء کے متلاشیوں نے قرآن مجید سے ہی رہنمائی حاصل کی اور یہ عمل آج تک جاری وساری ہے۔ قرآن مجید کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے لیا ہے۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلنا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ○

''بے شک قرآن مجید ہم نے نازل کیا اور ہم خود ہی اس کے محافظ ونگہبان ہیں۔''

لہٰذا ہمیں یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ قرآن ہی وہ واحد الہامی کتاب ہے جس سے دنیا خدائے بزرگ و برتر کے تصور کے بارے میں اکتساب فیض کر سکتی ہے۔ قرآن مجید میں وجود باری تعالیٰ کے بارے میں بڑے خوبصورت انداز میں بیان ہوا ہے۔

خدا اکیلا ہے نہ کسی کا باپ نہ بیٹا ہے:

وَاِلٰهُکُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ

(سورۃ بقرہ: ۱۶۳)

''اور لوگو تمھارا معبود خدائے واحد ہے۔ اس بڑے مہربان (اور) رحم والے کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔''

قُل هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ○ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ○ لَمْ یَلِدْ ۙ وَلَمْ یُوْلَدْ ○ وَلَمْ

Marfat.com

يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ۝

(سورۃ اخلاص)

ترجمہ: ''کہہ دے (اے نبی) اللہ ایک ہے۔ (وہ) معبود برحق بے نیاز ہے۔ نہ کسی کا باپ ہے اور نہ کسی کا بیٹا۔ اور کوئی اس کا ہمسر نہیں۔''

مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ يَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ سُبْحٰنَهٗ ط اِذَا قَضٰى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝

(سورۃ مریم: ۳۵)

ترجمہ: ''خدا کو سزاوار نہیں کہ کسی کو بیٹا بنائے وہ پاک ہے جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو یہی کہتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔''

درج بالا آیات، سورہ اخلاص سے عقیدہ توحید کے بارے میں مکمل اور واضح نقطہ نظر سامنے آتا ہے کہ اللہ ایک ہے، اس کی کوئی اولاد نہیں اور نہ ہی وہ کسی کا بیٹا ہے۔ یہودیوں کے نظریہ تشبیہ و تمثیل اور عیسائیوں کے نظریہ تثلیث کا رد کیا گیا ہے۔ درحقیقت قرآن مجید کا یہ ایسا اعلان اور چیلنج ہے جس کا جواب کسی دوسرے مذہب کے پاس نہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا نور ہے:

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ط اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّاشَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ لا يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ط نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ط يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ط وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ

Marfat.com

لِلنَّاسِ ط وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ○

(سورۃ نور: ۳۵)

ترجمہ: ''خدا آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ اُس کے نور کی مثال ایسی ہے کہ گویا ایک طاق ہے جس میں چراغ ایک قندیل میں ہے اور قندیل (ایسی صاف شفاف ہو کہ) گویا موتی کا سا چمکتا ہوا تارا ہے۔ اس میں ایک مبارک درخت کا تیل جلایا جاتا ہے (یعنی) زیتون کہ نہ مشرق کی طرف ہے نہ مغرب کی طرف (ایسا معلوم ہوتا ہے کہ) اس کا تیل خواہ آگ اُسے نہ بھی چھوئے جلنے کو تیار ہے (بڑی) روشنی پر روشنی ہو رہی ہے خدا اپنے نور سے جس کو چاہتا ہے سیدھی راہ دکھاتا ہے اور خدا (جو) مثالیں بیان فرماتا ہے (تو) لوگوں کے سمجھانے کے لیے اور خدا ہر چیز سے واقف ہے۔''

(۲) اللہ جسم سے پاک، ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے، اس کی کرسی کائنات کو گھیرے ہوئے ہے:

آیۃ الکرسی کا کمرجگہ

ترجمہ: ''خدا (وہ معبود برحق ہے کہ) اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ زندہ ہمیشہ رہنے والا۔ اُسے نہ اُونگھ آتی ہے نہ نیند جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب اُسی کا ہے۔ کون ہے کہ اُس کی اجازت کے بغیر اس سے (کسی کی) سفارش کر سکے۔ جو کچھ لوگوں کے روبرو ہو رہا ہے اور جو کچھ اُن کے پیچھے ہو چکا ہے اُسے سب معلوم ہے اور وہ اس کی معلومات میں سے کسی چیز پر دسترس حاصل نہیں کر سکتے ہاں جس قدر وہ چاہتا ہے (اسی قدر معلوم کرا دیتا ہے) اس کی بادشاہی (اور علم) آسمان اور زمین سب پر حاوی ہے اور اسے ان کی حفاظت کچھ بھی دشوار نہیں وہ بڑا عالی رتبہ اور جلیل القدر ہے۔''

(سورۃ بقر: ۲۵۵)

Marfat.com

(۳) کائنات اور اس میں جتنے اجرام فلکی اور اجسام ارضی ہیں سب اسی کی پیداوار ہیں:

(ا) هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ق ثُمَّ اسْتَوٰی اِلَی السَّمَآءِ فَسَوّٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ط وَ هُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ o

(سورة البقره: ۲۹)

ترجمہ: ''وہی تو ہے جس نے سب چیزیں جو زمین میں ہیں تمہارے لیے پیدا کیں پھر آسمانوں کی طرف متوجہ ہوا۔ تو ان کو ٹھیک سات آسمان بنا دیا اور وہ ہر چیز سے خبردار ہے۔''

(ب) اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ o

(سورة آل عمران : ۱۹۰)

ترجمہ: ''بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کے بدل بدل کر آنے جانے میں عقل والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔

(ج) هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِیْنَ وَالْحِسَابَ ط مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِکَ اِلَّا بِالْحَقِّ ج یُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ o

(سورة ابراهیم: ۳۲)

ترجمہ: ''وہی تو ہے جس نے سورج کو روشن اور چاند کو منور بنایا اور چاند کی منزلیں مقرر کیں تاکہ تم برسوں کا شمار اور (کاموں کا) حساب معلوم کرو یہ (سب کچھ) خدا نے تدبیر سے پیدا کیا ہے سمجھنے والوں کے لیے وہ اپنی آیتیں

Marfat.com

کھول کھول کر بیان فرماتا ہے۔"

(د) کائنات کی تخلیق کے بارے میں حدیث:

ترجمہ: "حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے! اے پیغمبر کہہ دے اگر میرے مالک کی باتیں لکھنے کے لیے سارا سمندر روشنائی ہو جائے تو میرے مالک کی باتیں ختم نہ ہوں اور سمندر تمام ہو جائے گو اتنا ہی سمندر ہم اس کی مدد کو لائیں اور (سورہ لقمان میں) فرمانا اگر زمین میں جتنے درخت ہیں ان سب کے قلم بن جائیں اور سمندر روشنائی بنے۔ اس کے بعد سات سمندر اور اتنے ہی بڑے ہوں روشنائی بن جائیں۔ جب بھی اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں اور (سورۃ اعراف) میں فرمانا بے شک تمہارا مالک اللہ ہے جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں بنائے پھر تخت پر بیٹھ گیا رات دن کو ڈھانپتا ہے اور دن کو رات سے۔ رات دن کے پیچھے دوڑی آ رہی اور چاند اور سورج اور تاروں کو بنایا وہ سب اسی کے تابعدار ہیں۔ سن لو اسی کی خلقت ہے اس کا حکم چلتا ہے۔ بڑی برکت والا ہے اللہ جو سارے جہاں کا مالک ہے۔ مسخر کا معنی تابعدار کیا۔"

(بخاری شریف، کتاب التوحید، قَوْلِ اللہ تعالیٰ: ۱۲۵۵)

(۴) انسان کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا اور وہی اسے موت دیتا ہے:

(ا) وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ○

(سورۃ حجر: ۲۶)

ترجمہ: "اور ہم نے انسان کو کھنکھناتے سڑے ہوئے گارے سے پیدا کیا ہے۔"

(ب) هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ

Marfat.com

يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا شُيُوْخًا ج وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى مِنْ قَبْلُ وَلِتَبْلُغُوْا اَجَلًا مُّسَمًّى وَّلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ○

(سورۃ مومن: ۶۷)

ترجمہ: ”وہی تو ہے جس نے تم کو (پہلے) مٹی سے پیدا کیا۔ پھر نطفہ بنا کر پھر لوتھڑا بنا کر پھر تم کو نکالتا ہے (کہ) بچے (ہوتے ہو) پھر تم اپنی جوانی کو پہنچتے ہو پھر بوڑھے ہو جاتے ہیں۔ اور کوئی تم میں سے پہلے ہی مر جاتا ہے اور تم (موت کے) وقت مقرر تک پہنچ جاتے ہو اور تا کہ تم سمجھو۔“

(۵) کائنات کی ہر چیز ختم کر دی جائے گی اور پھر رب العالمین یوم حساب قائم کرے گا:

(ا) اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ ○ فَاِذَا النُّجُوْمُ طُمِسَتْ ○ وَاِذَا السَّمَآءُ فُرِجَتْ ○ وَاِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ ○

(سورۃ مرسلات: ۷ — ۱۰)

”کہ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ ہو کر رہے گا۔ جب تاروں کی چمک جاتی رہے۔ اور جب آسمان پھٹ جائے۔ اور جب پہاڑ اڑے اڑے پھریں۔“

(ب) اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ○ وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ○ وَاِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ○

(سورۃ تکویر: ۱ — ۴)

”جب سورج لپیٹ لیا جائے گا۔ اور جب تارے بے نور ہو جائیں گے۔ اور جب پہاڑ چلائے جائیں گے۔“

Marfat.com

حدیث:

''آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ قیامت کے دن زمین کو مٹھی میں لے لے گا اور آسمانوں کو داہنے ہاتھ پر لپیٹ لے گا پھر فرمائے گا میں بادشاہ ہوں اب زمین کے (جھوٹے) بادشاہ کہاں گئے (کوئی بولتا تک نہیں)۔''

(بخاری شریف، کتاب التوحید، باب قَولِ اللہ تعالی، مَلِک النَّاس)

قدیم تہذیبوں اور قوموں کے مذاہب کے علاوہ یہود و نصاریٰ میں اثبات باری تعالیٰ پر بحث اور جائزے کے بعد قرآن مجید کے مختلف پاروں سے پیش کردہ آیات اور احادیث کی روشنی میں یہ بات پایہ تکمیل کو پہنچتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے، اکیلا ہے وہی عبادت کے لائق ہے۔ سب تعریفیں اسی کے لیے ہیں۔ جس نے زمین و آسمان، چاند اور سورج، خشکی و تری، پہاڑ و صحرا اور مرغزاروں کو وجود بخشا۔ وہ ہمیشہ اپنی ذات و صفات کے ساتھ قدیم بھی ہے اور جدید بھی۔ وہ کسی کا باپ نہیں، کسی کا بیٹا نہیں، وہ بے مثل ہے اس کی ہمسری کرنے والا کوئی نہیں وہ جسم نہیں رکھتا جسے چھوا جا سکے۔ اس کے اندازے ٹھیک ٹھیک ہیں وہ زندہ اور قائم ہے۔

انسان تو محض زمین سے آسمان تک کا فاصلہ ماپنے میں کوشاں ہے۔ وہاں تو پہلے سے دوسرے آسمان کی مسافت پھر آسمان کی اتنی ہی وسعت پھر تیسرے، چوتھے، پانچویں، چھٹے اور ساتویں آسمان تک کی مسافت اور وسعت پھر سدرۃ المنتہیٰ، ثم استوی علی العرش۔ اس کی کرسی سارے جہان کو گھیرے ہوئے ہے۔

✓ وہی تعریفوں کے لائق ہے کائنات کی ہر شے اس کی حمد و ثناء کرتی ہے۔ اس کی قدرت کاملہ لامحدود ہے۔ اس کی تعریف زبان و بیان سے باہر ہے۔ اگر زمین کے سارے درخت قلم اور سارے سمندر سیاہی بن جائیں اور کائنات کی تمام مخلوق اس کی تعریف لکھے تو بھی ان سب کا نوشتہ عالم موجود کے بارے میں قلیل ہے۔

Marfat.com

''کسی کی زبان اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور اِس کے کمالات کو گھیرنے کی تاب وتواں نہیں۔''

لَا اُحْصِیِ ثَنَاءً عَلَیْکَ

(تیری حمد وثناء کو میں گھیر نہیں سکتا)

لیکن حق تعالیٰ نے خود کہا:

لَعَمْرُکَ اِذَا سَکَتَّ عَنْ ثَنَائِیْ فَالْکُلُّ مِنْکَ ثَنَائی

''اے محبوب تیری زندگانی کی قسم! جب آپ ثناء سے ساکت ہو گئے ہیں تو ہم جہان کی ہر چیز کو تمہارا قائم مقام بناتے ہیں جو بھی میری ثناء کرے گا وہ تمہاری طرف سے میری ثناء ہوگی۔ گویا ان سب کی ثناء تمہارے حوالہ ہوگی اور تم اپنی طرف سے میرے حضور پیش کرو گے۔''

(کشف المحجوب، باب دوسرا کشف حجاب، بسلسلہ توحید: ۴۴۱)

❁ ❁ ❁

Marfat.com

Marfat.com

باب دوم

انسان

انسان اللہ تعالیٰ کی تمام تخلیقات (جنھیں احاطہ تحریر میں لانا ممکن نہیں) میں سے ایک عظیم الشان تخلیق اور منفرد صلاحیتوں کا شاہکار ہے۔ اس کے بیان سے قبل حسبِ ذیل آیت اور حدیث نبوی زیرِ نظر ہے:

وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كَلَّ شَیْءٍ حَیٍّ

(سورۃ انبیاء: ۲۱)

''اور ہم نے ہر جاندار کو پانی سے بنایا۔''

فَارْ تَفَعُ بُخَارُ الْمَاءِ فَفُتِقَتْ مِنْهُ السَّمٰوٰتُ

(مستدرک حاکم)

''پس آبی (یعنی پانی) بخارات بلند ہوئے (یعنی دھواں) اور اسی سے آسمان بن گئے۔''

تخلیق کائنات کے سلسلے میں قرآن مجید میں بیان ہے کہ زمین و آسمان باہمی ملے ہوئے تھے جو حوادث کے سبب علیحدہ ہوئے۔ زمین کے معرض وجود میں آنے کے بعد زمین پر سمندر، پہاڑ اور سرسبز نباتات وغیرہ کی تخلیق انجام پذیر ہوئی۔ کائنات کی تخلیق اور اس کی ہر دوسری چیز کی طرح انسان کو بھی اللہ تعالیٰ نے مٹی سے پیدا فرمایا ہے۔ ایسی خمیری مٹی جو بجنے اور کھنکنے والی تھی۔ اس سے رُب تیار ہوا جسے سلالہ (تخلیق کرنے والی منی) کہا گیا، یہ سلالہ عورت کے رحم میں پہنچایا گیا اور اس طرح انسان کی تخلیق کا عمل شروع ہو گیا۔

Marfat.com

قرآن مجید کے برعکس سائنس نے ارتقائے حیات کے نظریہ کو حیاتیاتی ارتقاء (Biological Evolution) کہتے ہوئے ایک کہانی تشکیل دی ہے۔

زمین پر سمندر اور خشکی کی پیدائش کی تکمیل کے بعد پانی میں موجود عناصر کاربن، آکسیجن اور ہائیڈروجن کے باعث دفعتاً ایک خلیہ (Single Cell) وجود میں آیا۔ یہ خلیہ سرسبز تھا جو کہ کائی (Algai) کی ایک قسم تھا جس میں نباتاتی اور حیواناتی خاصیتیں موجود تھیں۔ پھر دو قسمی خلیے کے باہمی ملاپ سے ایک جانور بن گیا۔ جسے ایبا (Amoeba) کا نام دیا گیا۔ یہ خالصتاً جانوروں کے خواص رکھتا تھا۔ اس لیے اسے جانور کہا گیا پھر اس ایبا سے لاکھوں کروڑوں خلیوں کے حیوان پیدا ہوتے چلے گئے جن میں حشرات الارض مچھلیاں، مینڈک، کینچوا، سانپ، ڈینوسار، بندر، بن مانس اور پھر انسان بنا۔

یہ تھیوری فلسفیانہ رنگ لیے ہوئے ہے جس میں ملحدانہ خیالات ونظریات کی آمیزش ہے۔ نظریہ ارتقاء کو سائنس کا جامہ پہنا کر اسی کو معیار اور حتمی قرار دیا گیا ہے زمانی تخمینے (Estimates)، حیوانی جبلت کی ذہانت میں تبدیلی اور ایبا سے انسان تک کے مدارج کے عمل کو باہم مربوط کرنا محض اختراع ہے۔ اس طرح کے دعووں اور تجربات میں براہ راست کوئی ربط نہیں اور نہ آج تک کسی تجربہ گاہ میں ایبا سے مختلف النوع کے حشرات الارض اور جانوروں کے مدارج طے کرنے کے بعد ایک انسان بننے تک کا عمل پایہ تکمیل کو پہنچا ہے۔

اگر یہ درست ہے تو آج کتنے بندر یا بن مانس باشعور انسان میں تبدیل ہو رہے ہیں اور یہ سلسلہ رک کیوں گیا جب کہ کائنات تو ابھی پھیل رہی ہے۔ ان کا یہ دعوی کہ مادہ پہلے بے جان تھا، خلیہ، پھر دو خلیوں کا ملاپ اور اس سے زمین پر زندگی کی ابتداء ہوگئی۔ مفروضہ یہ پیش کیا جاتا ہے کہ زندگی کی ابتداء بالکل اسی طرح ہوئی جس طرح ماں کے پیٹ سے بچہ پیدا ہوتا ہے۔

قارئین کرام! جس طرح کائنات ابھی تک وسعت پذیر ہے اور تخلیق کائنات کے بارے میں سائنس ابھی بالغ نظر نہیں ہوئی۔ اسی طرح انسان کے متعلق حقائق بھی پورے طرح

Marfat.com

سے آشکار نہیں ہو پائے۔ انسان نے ایٹم بم بنالیا، سمندر کی تہوں کی جانکاری کر لی لیکن انسان کی سفید چمڑی کے نیچے بے شمار پیچیدہ تر محرک نظاموں کے متعلق پوری طرح سے آگاہی نہیں ہو سکی۔ اعصابی خلیوں کے فعلیات کا علم حاصل نہیں ہو پایا، اعضائے رئیسہ کو احکامات کی ترسیل اور چشم زدن میں (خودکارانہ نظام) بجا آوری ابھی سربستہ راز ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ ہمارا علم محدود اور ناواقفیت گہری ہے۔ لہٰذا مزید تفصیلات میں جانے کی بجائے انسان کی تخلیق اور افزائش نسل کے بارے میں قرآن مجید سے رجوع کرتے ہیں:

قرآن مجید میں انسانی تخلیق کا بیان:

فلسفیوں کے استدلال و نظریات اور سائنس کے دعوی کے برعکس قرآن مجید میں کیفیت مختلف ہے۔ مختلف سورتوں میں سے آیات کو تخلیق انسان اور افزائش نسل کے موجب ترتیب دے کر پیش کیا جا رہا ہے تا کہ سمجھنے میں آسانی رہے گی۔

ارادہ:

وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰئِکَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ط قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِکُ الدِّمَآءَ ج وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ وَنُقَدِّسُ لَکَ ط قَالَ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ o وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَی الْمَلٰئِکَةِ فَقَالَ اَنْبِئُوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ o قَالُوْا سُبْحٰنَکَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ط اِنَّکَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ o قَالَ یٰٓاٰدَمُ اَنْبِئْهُمْ بِاَسْمَآءِ هِمْ ج فَلَمَّا اَنْبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ لا قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّکُمْ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ

وَالْاَرْضِ لا وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ○ وَاِذْ قُلْنَا
لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ط اَبٰى
وَاسْتَكْبَرَ ق وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ○ وَقُلْنَا يٰاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ
وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا ص وَلَا
تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ○ فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ
عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ ص وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ
لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ج وَلَكُمْ فِى الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ○

(سورۃ البقر: ۳۰–۳۶)

ترجمہ: ''اور جب تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین پر (اپنا) نائب بنانے والا ہوں انہوں نے کہا کیا تو اس میں ایسے شخص کو نائب بنانا چاہتا ہے جو خرابیاں کرے اور کشت وخون کرتا پھرے اور ہم تیری تعریف کے ساتھ تسبیح وتقدیس کرتے رہتے ہیں۔ (خدا نے) فرمایا میں وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ اور اس نے آدم کو سب (چیزوں کے) نام سکھائے پھر ان کو فرشتوں کے سامنے کیا اور فرمایا کہ اگر سچے ہو تو مجھے ان کے نام بتاؤ۔ انہوں نے کہا تو پاک ہے جتنا علم تو نے ہمیں بخشا ہے اس کے سوا ہمیں کچھ معلوم نہیں بے شک تو دانا (اور) حکمت والا ہے۔ (تب) خدا نے (آدم کو) حکم دیا کہ آدم! تم ان کو ان (چیزوں) کے نام بتاؤ آدمؑ نے ان چیزوں کے نام بتا دیئے تو اللہ تعالیٰ نے (فرشتوں سے) فرمایا کیوں میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میں آسمانوں اور زمین کی (سب) پوشیدہ باتیں جانتا ہوں اور جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو پوشیدہ کرتے ہو (سب) مجھ کو معلوم ہے۔

Marfat.com

اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کے آگے سجدہ کرو تو وہ سب سجدے میں گر پڑے مگر شیطان نے انکار کیا اور غرور میں آ کر کافر بن گیا۔ اور ہم نے کہا کہ اے آدم تم اور تمہاری بیوی بہشت میں رہو اور جہاں سے چاہو بے روک ٹوک کھاؤ (پیو) لیکن اس درخت کے پاس نہ جانا، نہیں تو ظالموں میں (داخل) ہو جاؤ گے۔ پھر شیطان نے دونوں کو وہاں سے پھسلا دیا اور جس (عیش ونشاط) میں تھے اس سے ان کو نکلوا دیا۔ تب ہم نے حکم دیا کہ (بہشت بریں) سے چلے جاؤ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو اور تمہارے لیے زمین میں ایک وقت تک ٹھکانا اور معاش (مقرر کر دیا گیا) ہے۔"

کائنات کی تخلیق اربوں سال قبل ہوئی، تاہم حضرت آدم علیہ السلام اور اماں حوا کو محض چند ہزار سال قبل جنت سے نکال کر اس دنیا میں بھیجا گیا۔ درحقیقت انسان کو اشرف المخلوقات کا درجہ عطا فرما کر ایسے لطائف وکمالات سے نوازا گیا جو عالم کبیر میں سوائے انسان کے کسی اور مخلوق میں مجتمع نہ تھے۔ نیز اہم مقصد یہ بھی تھا کہ انسان اللہ تعالیٰ کی تخلیقات اور مظاہر قدرت کو پہچانے اور سمجھے یعنی اللہ نے اپنے آپ کو عیاں کرنے کے لیے انسان کو تخلیق فرمایا۔

خالق ارض وسما نے جب حضرت آدم علیہ السلام کا بت بنایا تو فرشتوں اور ابلیس (شیطان) کو حکم ہوا کہ جب میں اِس میں اپنی روح پھونک دوں اور یہ انسان بن جائے تو تم سب اس کے آگے سجدہ میں گر پڑنا۔ فرشتوں نے حکم کی بجا آوری کی لیکن ابلیس نے انکار کیا اور کہا:-

اَنَا خَیۡرٌ مِّنۡهُ خَلَقۡتَنِیۡ مِنۡ نَّارٍ وَّخَلَقۡتَهٗ مِنۡ طِیۡنٍ ○

(سورۃ الاعراف: ۱۲)

"میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور اس (انسان) کو مٹی سے۔"

حضرت آدم علیہ السلام کی تسکین وراحت کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت حوا کو پیدا فرمایا۔ "تفسیر ابن کثیر میں اِس کی فصاحت اِس طرح سے ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ

Marfat.com

سے مروی ہے کہ ابلیس کی ڈانٹ ڈپٹ کے بعد حضرت آدم علیہ السلام کو باعلم فرما کر ان پر اونگھ ڈال دی گئی اور ان کی دائیں پسلی سے حضرت حوا کو پیدا کیا جب آنکھ کھول کر حضرت آدم علیہ السلام نے دیکھا تو اپنے خون اور گوشت کی وجہ سے ان کے دل میں انس و محبت پیدا ہو گئی پھر پروردگار نے انھیں ان کے نکاح میں دیا اور جنت میں رہائش کا حکم عطا فرمایا۔"

ابلیس کے بہکاوے میں آ کر دونوں سے نافرمانی سرزد ہو گئی، پھر اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دیا۔ حکم ہوا کہ زمین پر اتر جاؤ (شیطان کو بھی زمین پر دھکیل دیا گیا) اور خاص مدت (یعنی قیامت) تک رہو اور میرے احکامات کی پیروی کرنا، جنہوں نے پیروی نہ کی انھیں دوزخ میں ڈالا جائے گا اور وہاں وہ ہمیشہ عذاب میں مبتلا رہیں گے۔

مٹی سے تخلیق

(۱) وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ○

(سورۃ الحجر: ۲۶)

ترجمہ: "اور ہم نے انسان کو کھنکھناتے سڑے ہوئے گارے سے پیدا کیا ہے۔"

(۲) اِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰئِکَةِ اِنِّیْ خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ ○

(سورۃ صٓ: ۷۱)

ترجمہ: "جب تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے کہا کہ میں مٹی سے انسان بنانے والا ہوں۔"

حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق مٹی سے ہوئی۔ صلصال کا معنی گارا ہے جس میں ریت کی آمیزش ہو، ٹھیکری کی طرح آواز دیتی ہو۔ بعض روایات میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کا آغاز اس طرح سے ہے کہ حضرت جبرائیل اللہ رب العالمین کے حکم سے زمین سے تمام اقسام کی مٹی لائے پھر اسے مختلف پانیوں سے گوندھا گیا۔

Marfat.com

انسان کی افزائش نسل کا سلسلہ اور عمل

(۱) هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَذْكُورًا ○ اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ق نَبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا .

(سورة الدهر: ۱.۲)

ترجمہ: ''انسان پر زمانہ کا وہ وقت بھی گزرا ہے جب کہ یہ کوئی قابل ذکر چیز نہ تھا بے شک انسان کو ملے جلے نطفے سے امتحان کے لیے پیدا کیا اور اس کو سنتا اور دیکھتا بنایا۔''

(۲) اَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيٍّ يُّمْنٰى ○ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰى○

(سورة القيامه: ۳۷–۳۸)

ترجمہ: ''کیا وہ حقیر پانی کا نطفہ نہ تھا جو رحم مادر میں ٹپکایا جاتا ہے- پھر وہ ایک لوتھڑا بنا پھر اس کا جسم بنایا اس کے اعضاء درست کیے۔''

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ○ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِىْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ○ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ق ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ط فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ ○ ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ○

(سورة مومنون: ۱۲–۱۵)

ترجمہ: ''اور ہم نے پیدا کیا انسان کو مٹی کے خلاصے سے۔ پھر ہم نے بنایا اس کو نطفہ قرارگاہ محفوظ میں۔ پھر بنایا ہم نے نطفہ کو خون بستہ پھر بنایا ہم نے خون بستہ کو لوتھڑا گوشت کا پھر بنا دیں ہم نے لوتھڑے سے ہڈیاں پھر پہنا دیا ہم نے ہڈیوں کو گوشت پھر پیدا کیا اس کو ایک نئی مخلوق، پس بڑا بابرکت ہے اللہ سب سے بہتر بنانے والا۔ پھر بلاشبہ تم بعد اس کے مرنے والے ہو۔''

انسان کی افزائش نسل کا عمل قرآن مجید کی مختلف سورتوں میں مختلف سیاق وسباق کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ مٹی سے نطفہ بننا پھر نطفہ کا معین وقت تک رحم مادر میں ٹھہرنا۔ دیکھا جائے تو ممالیہ جانوروں (دودھ دینے والے جانور) سے انسان کی افزائش کا عمل قریباً مشترک ہے۔ جس کا آغاز ایک رقیق مادے سے ہوتا ہے۔

دو مادوں (مرد اور عورت کے مادہ منویہ) کے ملاپ سے حمل قرار پاتا ہے۔ بارور شدہ بیضہ کا استقرار نسوانی نظام تولید میں مخصوص مقام پر انجام پاتا ہے اور ایک قنات المبیض کے ذریعے رحم میں داخل ہوتا ہے جہاں وہ جھلی کی دبازت میں ملفوف ہو کر مقررہ مدت تک قیام کرتا ہے۔ قرآن مجید میں باور دبیضہ کی قیام گاہ (قرارگاہ) کو بچہ دانی کہا گیا ہے:

وَنُقِرُّ فِی الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّی

ہم جس نطفے کو چاہتے ایک خاص وقت تک رحموں میں ٹھہراتے ہیں۔

قدرت کاملہ نے مرد اور عورت میں باہمی الفت اور تسکین رکھی ہے۔ نکاح، باہمی اختلاط کے عمل سے رحم مادر کو زمین قرار دے کر باپ کے پانی کا بیج (مرد عورت کا پانی باہم مل کر) بویا پھر اس زمین (رحم) کو پانی (حیض کے خون) سے سیراب کیا یہ خون بڑھا تو جم گیا، جما تو گوشت کی پھٹکی سے لوتھڑے میں تبدیل ہوا۔ پھر ہڈیاں گوشت، اعضائے رئیسہ یعنی رحم مادر میں ہی انسان کی مکمل شکل بنا کر روح پھونک دی گئی اور ایام معین کے بعد (ثُمَّ السَّبِیْلَ یَسَّرَهٗ) اس

Marfat.com

کے نکلنے کا راستہ آسان کیا، پھر ماں کی چھاتیوں سے دودھ پلایا، بڑا ہوا خیر وشر کی آزمائش میں ڈالا گیا بالآخر بوڑھا ہوکر (ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ) موت آئی اور قبر میں جا پڑا۔

ارواح کی پیدائش

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کا پتلا بنایا پھر اس میں روح پھونکی اور وہ زندہ ہوکر بولنے لگے اسی طرح رحم مادر میں دوران استقرار حمل اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتہ روح پھونکتا ہے۔ روح کیا ہے، کہاں سے آتی ہے، اور اس کے آنے سے انسانی جسم کیوں آباد ہو جاتا ہے۔ یہ بحث متقدمین سے چلی آ رہی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّىْ وَمَا اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ○

(سورۃ بنی اسرائیل: ۸۵)

ترجمہ: ”اور (اے نبیؐ) آپ سے سوال کرتے ہیں روح کی بابت، کہہ دیجیے روح حکم ہے میرے رب کا اور نہیں دیا گیا تم کو علم مگر تھوڑا سا۔“

یقیناً یہ مالک ارض وسما کا امر ہے جو رحم مادر میں داخل کیا جاتا ہے یعنی روح اور مادے کا ملاپ ہوا اور انسان پیدا ہوا۔ روح کے داخل ہوتے ہی حضرت انسان میں وہ تمام لطائف وکمالات اور فوائد پیدا ہو جاتے ہیں جس کی بناء پر اسے اشرف المخلوقات کے اعزاز سے نوازا گیا ہے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا وَلَقَدْ خَلَقْنَاكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنَاكُمْ ہم نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہاری شکلیں بنائیں پھر فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو۔ خلق سجدہ آدم پر مقدم ہے اور یہ بدیہی طور پر معلوم ہے کہ بدن بعد میں پیدا ہوئے اور خلق سے خلق ارواح مراد ہے جو کہ تخلیق میں مقدم ہے۔

تمام امت مسلمہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ تمام روحیں انبیاء کی ہوں یا غیر انبیاء کی

Marfat.com

سب مخلوق ہیں کیونکہ اللہ رب العالمین کا ارشاد ہے: اَللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ اللہ ہر چیز کا خالق ہے، اس میں تخصیص ممکن نہیں۔ وہ خالق اور معبود اور بدرجہ اتم کمالات وصفات سے متصف ہے، ہر چیز کو جاننے والا ہے۔ اس کا علم قدرت حیات، صناعیت کاملہ، ارادہ، سمیع وبصیر اور تمام صفات اسی سے موسوم ہیں۔ جس طرح اس نے ارض وسماء تخلیق فرمائی اسی طرح فرشتوں اور جنات کو بھی پیدا فرمایا۔ روح بھی ایک مخلوق ہے جسے تخلیق فرما کر جسم انسانی میں پھونکا گیا۔

حضرت انسان دوسری مخلوقات سے اس بناء پر مجرد اور ممتاز ہے کہ اس کی تخلیق کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس میں اپنی روح پھونکی۔

فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ○

(سورۃ الحجر: ۲۹)

''پس (یعنی آدم علیہ السلام کو) جب درست کردوں اور پھونک دوں اس میں اپنی پیدا کی ہوئی ایک روح تو تم گر پڑنا اس کے آگے سر بسجود ہو کر۔''

یعنی جسم بنانے سے قبل روح کی تخلیق ہو چکی تھی تبھی پتلا میں روح پھونکی گئی، اور تمام ارواح کو گواہ بنایا کہ کیا میں تمھارا رب نہیں ہوں۔ سب نے کہا کیوں نہیں تو یہ اقرار روحوں سے بھی لیا گیا ہے۔ حدیث شریف میں ارواح کی پیدائش کے بارے میں یوں بیان ہے۔

''حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے جب اس آیت کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ: حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا پھر ان کی پشت پر ہاتھ پھیرا اور اس سے ان کی تمام اولاد نکالی اور فرمایا میں نے انہیں (یعنی کچھ کو) جہنم کے لیے پیدا کیا کہ یہ جہنم والوں کے سے عمل کریں گے اور پھر فرمایا میں نے انہیں (یعنی کچھ کو) جنت کے لیے پیدا کیا اور یہ جنت والوں کے سے عمل کریں گے۔ ایک شخص نے سوال

Marfat.com

کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر عمل کی کیا ضرورت رہی۔ فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی کو جنت کے لیے پیدا فرماتا ہے تو اس سے جنت والوں جیسے عمل کرواتا ہے حتی کہ اس کا خاتمہ اچھے عمل پر ہو جاتا ہے اور اس کی وجہ سے جنت میں داخل کر دیتا ہے اور جب کسی کو جہنم کے لیے پیدا کرتا ہے تو اس سے جہنم والوں جیسے عمل کرواتا ہے یہاں تک کہ اس کا خاتمہ برے اعمال پر ہوتا ہے اور اس کی وجہ سے جہنم میں داخل کر دیتا ہے۔"

(موطا امام مالک)

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید اور روح کے متعلق ہندومت، عیسائیت اور یونانی فلسفے کی تائید نہیں کرتا۔ اگرچہ امام غزالی اور ان کے زیر اثر نے اس دوئی کو بہر طور تسلیم کیا ہے۔ جب کہ قرآن مجید میں بمشکل ہی ایسی آیت ہوگی جو یہ بتائے کہ انسان دو عناصر سے بنایا گیا کجا کہ وہ مختلف النوع عناصر ہوں۔ اس سلسلے میں روح کے بارے میں اکابرین میں مختلف آرا پائی جاتی ہیں۔ تاہم اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ وہ جو اللہ کا امر (روح) واپس لے لیا جاتا ہے تو جسم مردہ ہو جاتا اور روح اوپر کو چڑھتی ہے اور اسے علیین اور سجین والا معاملہ پیش آتا۔

نفس

نفس کیا ہے، اس کی حقیقت کیا ہے، کیا نفس بدن کا جز ہے، یہ جسم کے ساتھ رہتا ہے یا جوہر مجرد ہے اور کیا نفس ہی روح کا دوسرا نام ہے یا جداگانہ ہے۔ کیا نفس ایک ہی ہے یا نفس امارہ، نفس مطمئنہ اور نفس لوامہ تین نفس ہیں۔ اس سلسلے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

(ا) یٰاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ○

(سورۃ الفجر: ۲۷-۲۸)

Marfat.com

ترجمہ: ''اے جان اطمینان والی! لوٹ چل اپنے رب کی طرف تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی۔''

(۲) وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰهَا

(سورۃ شمس: ۷)

ترجمہ: ''(قسم ہے) جان کی اور اس کی جس نے اس کو درست کیا۔''

(۳) اللّٰه يَتَوَفَّى الاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا

ترجمہ: ''اللہ موت کے وقت نفسوں کو اٹھا لیتا ہے۔''

نفس کی اصطلاح جو قرآن مجید میں استعمال ہوئی ہے وہ روح ہی ہے اس کے صاف صاف معنی شخص یا ذات کے ہیں، جیسے النفس الطمئنۃ اور النفس اللوامہ (یعنی مطمئن کرنے والی روح اور ملامت کرنے والی روح) باین ہمہ بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ اگر ہم اسے انسان کی شخصیت کی مختلف حالتیں، پہلو، کیفیات، رجحانات اور میلانات قرار دیں تو ان کو اپنی اصل اعتبار میں ذہنی (بخلاف جسمانی) قرار دیا جا سکتا ہے بشرطیکہ ذہن کو مختلف شے نہ سمجھا جائے۔

نفس کو روح اس لیے بھی کہا جا سکتا ہے کہ اس سے زندگی چلتی ہے گویا یہ لفظ اپنی شرافت اور نفاست کے اعتبار سے نفس کہلایا، یا تنفس کا لفظ (یعنی سانس لینا) جسم میں کثرت آمدورفت کی وجہ سے نفس کہلایا۔ موت کی صورت میں روح نکل جاتی ہے اور سانس کی آمدورفت کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔

کیا نفس ایک ہے یا تین

جیسا کہ بحث ہوا ہے کہ نفس کی مختلف حالتیں ہیں اور مختلف اوقات میں رجحانات مختلف ہوتے ہیں۔ بیک وقت تین طرح کے خیالات و احساسات پھر اعمال بھی اس کے موجب

Marfat.com

سرزد ہونا۔ کبھی ایک شخص پاکباز دکھائی دیتا ہے جب کہ دوسرے وقت میں کسی میخانے میں شغلِ مے میں مشغول پایا جاتا ہے۔ شارحین نے بھی تصریحاً لکھا ہے کہ انسان کے تین نفس (حالتیں) ہیں یعنی نفس مطمئنہ، نفس امارہ اور نفس لوامہ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(ا) یٰاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ○

(سورة الفجر: ۲۷-۲۸)

ترجمہ: ''اے جان اطمینان والی! لوٹ چل اپنے رب کی طرف تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی۔''

۲- وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ○ (سورة قیامة: ۲)

ترجمہ: ''اور قسم کھاتا ہوں اس نفس کی جو ملامت کرنے والا ہو۔''

۳- وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ اِنَّ رَبِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ○

(سورة یوسف: ۵۳)

ترجمہ: ''میں اپنے نفس کو بری نہیں سمجھتا واقعی نفس برائی کی طرف بہت ہی ابھارتا ہے مگر جس پر رب العزت رحم فرمائے، بے شک وہ بخشنے والا رحم والا ہے۔''

اے مطمئن ہونے والے نفس، مجھے نفس لوامہ کی قسم، واقعی نفس امارہ ہے جو برائی کی طرف کھینچتا ہے۔ درحقیقت نفس تو ایک ہے لیکن اپنے اوصاف پاکیزہ اور کارہائے بد اور اس پر رجوع کے باعث تین ناموں سے جانا جاتا ہے۔

اللہ کی رضا پر شاکر رہنا، کبھی خوف کھانا، نیکی کی طرف راغب ہونا اور کبھی غیر کی محبت

Marfat.com

اور رضا کو اہمیت دینا، کبھی ظلم و جبر پر اترنا، برائی کی طرف بڑھنا، کبھی پیچھے ہٹنا، کبھی اللہ کی یاد میں مشغول ہونا اور نیکی کر کے مطمئن ہونا یہی نفس کی تین حالتیں ہیں:

ا۔ نفس مطمئنہ:

جو نیکی کر کے مطمئن ہوتا ہے۔ فرمایا: ایمان والوں کے دل اللہ کے ذکر سے مطمئن ہوتے ہیں۔ سن لو اللہ ہی کے ذکر سے چین نصیب ہوتا ہے۔ قلب کا اضطراب بجز اللہ کے دور نہیں ہوتا کیونکہ اس کا چراغ یعنی روشنی کرنے والا اس کا اخلاص ہے اور اس کے چراغِ اخلاص کا نور تو محض توفیق الٰہی سے ممکن ہے۔ جس طرح ایک گناہ گار اپنے کیے پر شرمندہ ہو کر بارگاہ رب العزت کے حضور صدق و یقین سے گڑگڑا کر معافی مانگتا اور توبہ کرتا ہے تو اس کے بعد اس کے قلب کو سکون ملتا ہے۔

جب تک انسان کا مقصود و منشا اللہ تعالیٰ کی ذات نہ ہو اسے چین نہیں آتا۔ قلب کو مفرح کرنے کے لیے رضا، رجا، عبادت و استعانت بمنزلہ سر کے ہے۔ منقول ہے:۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ : اطمینان والی روح تصدیق کرنے والی روح ہے۔

قتادہ رحمۃ اللہ علیہ : وہ مومن جس کا دل اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر مطمئن ہو۔

حسنؒ رحمۃ اللہ علیہ : وہ روح جو اللہ کی باتوں کی تصدیق کرتی ہے۔

مجاہد رحمۃ اللہ علیہؒ : وہ روح جس نے اللہ کے رب ہونے کا یقین کیا اور اس کے آگے جھک گئی۔

نفس مطمئنہ کی بابت سلف صالحین کا کلام انہی دو اصولوں کی طرف لوٹتا ہے کہ علم و ایمان سے اطمینان ہو اور ارادہ و عمل سے بھی۔

نفس لوامہ:

سیدھے سیدھے لفظوں میں نفس کی وہ حالت کہ وہ نیکی کی طرف رجوع کرتا ہے اور کبھی اس کی یاد سے غافل ہو جاتا ہے۔ مالک ارض و سما نے نفس لوامہ کی قسم کھائی ہے: "فَلَا اُقسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَامَة" نفس لوامہ اللہ تعالیٰ کی ایک بڑی نشانی ہے انسان گھڑی گھڑی مختلف کیفیتوں

Marfat.com

سے دوچار ہوتا ہے۔ اللہ کا ذکر کرتا ہے اور کبھی غافل ہو جاتا ہے، کبھی لطیف ہو کر رب کے سامنے گڑگڑاتا اور گناہوں سے معافی تلافی کی درخواست کرتا ہے تو کبھی کثیف ہو جاتا ہے۔ اللہ کو پسند کرتے ہوئے اس سے راز و نیاز کرتا، درماندگی کا اظہار عاجزی انکساری کے ساتھ کرتا۔ صبر اور رضا پر یقین کرتا ہے اور کبھی پتھر دل ہو جاتا ہے۔ یہ رجوع اور پیچھے ہٹنے کی کیفیات ہی نفس لوامہ کہلاتی ہیں۔

حضرت حسن بصریؒ کے نزدیک مومن ہمیشہ اپنے نفس پر ملامت کرتا رہتا ہے کہ فلاں کام کیوں کیا، اس کے کرنے کا کیا مقصد تھا اور فلاں نیکی اور خیر والا کام کیوں نہ کیا جب کہ یہ اس سے تو اچھا تھا۔ سلف کے نزدیک نفس لوامہ مومن کا نفس ہے۔ جب مسلمان گناہ کرتا ہے تو اس پر ملامت اور اپنے کیے پر نادم ہوتا ہے۔ اسے غیرت دلاتا اور اپنے عملوں کا محاسبہ کرنے کی سرزنش کرتا رہتا ہے یہی لوامہ ہے اور مومن کے ایمان کی دلیل ہے۔

نفس امارہ:

برائی پر آمادہ اور راغب کرنے والے نفس کو نفس امارہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ شیطان اسی کے ذریعے انسان پر غلبہ پاتا ہے مگر اللہ جسے توفیق دے اور ثابت قدم رکھے، کیونکہ نفس کی فطرت ضعیف ہے۔ اس کا طمع لالچ اور خواہش طاقتور ہیں اس کا دعوی غلط اور اس کا سچ جھوٹ ہے۔

اگر اسے آئین خداوندی اور شریعت کی خلعت نہ پہنائی جائے تو یہ آوارہ اور سرکش ہو کر زمین پر دنگا اور فساد پر اتر آتا ہے۔ خواہشوں کا غلام بن کر زندگی گزارتا اور حق کی جانب میلان نہیں کرتا۔ نخوت، خود پسندی اور ریا کاری اس کا اوڑھنا بچھونا بن جاتے ہیں۔ اگر اسے بے لگام کر دیا جائے تو شر جو اس کے اندر مخفی ہے۔ اس سے برے عمل کروا دیتا ہے۔ اس سلسلے میں قرآن مجید میں بیان ہے

وَمَا اُبَرِّئُ نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْس لَاَمَّارَۃٌ بالسُّوْءِ اِلَّا مَارحِمَ رَبِّیْ

اِنَّ رَبِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ○

(سورۃ یوسف: ۵۳)

"میں اپنے نفس کو بری نہیں سمجھتا واقعی نفس برائی کی طرف بہت ہی ابھارتا ہے مگر جس پر رب العزت رحم فرمائے، بے شک وہ بخشنے والا رحم والا ہے۔

نفس دل و دماغ کو ماؤف بنا کر گناہ اور ضلالت کی اتھاہ گہرائیوں میں دھکیل دیتا ہے۔ جو کام اچھے اور افضل ہیں انہیں بری شکلوں میں پیش کرتا ہے اور جو کام برے اور گندے ہیں ان کی طرف رغبت اور پسندیدگی کا اظہار کرتا ہے۔ ایک معبود کی اطاعت کو چھوڑ کر غیر کے آگے ماتھا ٹیکتا اور اپنی حاجتیں بیان کرتا ہے۔ نفس امارہ کی قسم کھا کر لوگوں کو یہ یقین دلانے کی کوشش کرتا ہے کہ میری منشا تو بھلائی اور صلح کل ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ اس کے دل میں کھوٹ ہے اور وہ محض بھلائی کے لبادے میں لوگوں کو گمراہ کرتا ہے۔

نفس مطمئنۃ اور نفس امارہ میں ٹکراؤ

انسان (مسلمان) کے اندر ایک جنگ کی سی کیفیت برپا رہتی ہے۔ فرشتہ اور ایمانی لشکر نفس مطمئنۃ سے احسان، صبر، رضا، تقویٰ، پرہیز گاری، عاقبت کی فکر اور اللہ کی طرف رجوع کرنے کا تقاضا کرتے ہیں جب کہ شیطان اور اس کا لشکر نفس امارہ کو حکمرانی دینا چاہتے ہیں۔ چنانچہ نفس امارہ، نفس مطمئنۃ کے مقابلے پر ڈٹ جاتا ہے۔ اگر نفس مطمئنۃ کوئی نیکی کرتا ہے تو اس کے برعکس نفس امارہ اس سے گناہ سرزد کرواتا ہے۔

اگر نفس مطمئنۃ توحید پر ایمان لا کر شک، شرک اور غیر کو پرے پھینک کر خدائے واحد کی عبادت کرواتا ہے تو نفس امارہ توحید سے انکار کر کے ایک معبود کی بجائے دوسروں کے آگے حاجتیں بیان کرنے اور انہیں اپنا معبود قرار دلواتا ہے۔ نفس امارہ کی کوشش ہوتی ہے کہ نفس مطمئنۃ کی نیکی ضائع کر دی جائے اور اسے اس معاملے میں شیطان کی پوری تائید و حمایت حاصل

Marfat.com

ہوتی ہے۔شیطان نفس امارہ کے ذریعے نیک عمل کو جوں کا توں اللہ کے ہاں پہنچنے نہیں دیتا۔

حضرت ابن عمرؓ کا قول ہے: کہ مجھے معلوم ہو جائے کہ اللہ نے میرا ایک ہی سجدہ قبول کرلیا ہے تو موت سے زیادہ کوئی غائب (عزیز) بھی پیارا نہ ہو۔فرمایا:

اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ: اللہ پرہیزگاروں کے عمل قبول فرماتا ہے۔

انسان کے موکلین

انسان کا اعجاز ہے کہ اسے اللہ جل شانہ کی طرف سے بے شمار لطائف، فضائل اور اعزازات سے نوازا گیا۔خدائے واحد ماننے کا اقرار لے کر خیر وشر کی پہچان، باعلم اور اختیارات کی خلعت فاخرہ عطا فرما کر زمین پر اتارا، تاکہ نیک وبد جو بھی اعمال کرے ایک دن اس کا حساب ہوگا لیکن اس کے ساتھ ہی جکڑ بندیوں اور چھڑوانے کا سامان بھی بہم پہنچایا۔خیر کے لشکر اور شر کے لشکر اس پر متعین کر کے آزمائش میں ڈالا گیا ہے انہی میں سے ملک وشیطان بھی ہیں جو نفس وروح پر القاء کرتے ہیں۔حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ غنیۃ الطالبین میں روایت نقل کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہؓ بن مسعود سے مروی ہے کہ:

''انسان کے دل میں دو مشورہ دینے والے موجود ہیں ایک جو نیکی اور حق کی طرف ابھارتا ہے۔دوسرا دشمن شیطان ہے جو برے کاموں پر ابھارتا ہے اور حق کی تکذیب کرتا ہے اور باز رکھتا ہے۔'' (غنیۃ الطالبین، باب ۱۰، انسان کے موکلین)

حضرت مقاتلؒ نے مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاس کی تشریح میں بیان کیا ہے کہ وسوسہ آدمی کے دل پر پھیلتا ہے اور اگر انسان اللہ تعالیٰ کو یاد کرے تو یہ وسوسہ ڈالنے والا خناس پیچھے ہٹ جاتا ہے اور اگر انسان غفلت برتے تو یہ دل پر چھا جاتا ہے یہاں تک کہ آدمی کے دل کو ہر طرف سے گھیر لیتا ہے۔

''حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے ہر ایک پر اس کا

Marfat.com

ایک جن ساتھی (جسے ہمزاد کہتے ہیں) مقرر ہے۔ عرض کیا گیا کہ کیا حضور ﷺ بھی اس کے بغیر نہیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں میں بھی اس کے بغیر نہیں مگر اللہ نے اس کے مقابلہ میں میری مدد فرمائی اور وہ میرا تابع ہو گیا اور اب مجھے وہ نیکی کے سوا کچھ مشورہ نہیں دیتا۔"

(صحیح مسلم، کتاب صفات المنافقین)

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے (غنیۃ الطالبین، باب ۱۰، انسان کے موکلین) میں بیان کیا ہے کہ جب انسان کوئی نیکی کرتا ہے تو فرشتے اور شیطان (انسان کا قرین جن) میں باقاعدہ چھینا جھپٹی ہوتی ہے اور شیطان کی کوشش ہوتی ہے کہ اس کا یہ عمل صالح ضائع ہو جائے جب کہ فرشتہ بدی کے متبادل انسان کو نیکی کی ترغیب دیتا ہے اس طرح فرشتے اور شیطان کے مابین کشمکش جاری رہتی ہے۔

شیطان

شیطان کا لفظ شطن سے ہے۔ جس کے معنی متحرک و دراز اور دور ہونا ہے۔ شیطان چونکہ بھلائی اور خیر سے دور اور شر میں ورود، طویل اور متحرک جانا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں شیطان کے لیے ابلیس کا لفظ بیان ہوا ہے جو اس سے پہلے کسی ادب میں استعمال نہیں ہوا۔ ابن جریر الطبری نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک قول نقل کیا ہے جس میں لفظ "اَبلس"، فعل متعدی کی صورت میں آیا ہے۔

إِبْلِيْسُ أَبلَسَهُ اللّٰهُ مِنَ الْخَيْرِ كُلِّهِ یعنی ابلیس وہ ہستی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی فلاح سے مایوس و محروم کر دیا ہے۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ابلیس فرشتوں کے ایک قبیلہ سے جو آگ کے شعلوں سے پیدا ہوئے تھے۔ ابلیس کا نام حارث تھا اور جنت کا خازن تھا۔ اس قبیلے کے سوا تمام

Marfat.com

فرشتے نوری تھے (طبری) کہا جاتا ہے کہ ابلیس جنات میں سے عالم باعمل ہونے کے باعث فرشتوں میں معزز وممتاز تھا اسی کے سبب اسے جنت کا محافظ وخازن مقرر کیا گیا تھا۔

شیطان اور جنات کی پیدائش:

شیاطین اور جنات کی پیدائش کے سلسلے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(۱) خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ○ وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِنْ نارٍ ○

(سورۃ رحمن: ۱۵-۱۶)

''انسان کو بجتی ہوئی ٹھیکری کی طرح کی مٹی سے اور جنوں کو شعلہ آتش سے پیدا کیا۔''

(۲) وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ○

(سورۃ الحجر: ۲۷)

ترجمہ: اور اس سے پہلے جنوں کو ہم آگ کی لپٹ سے پیدا کر چکے تھے۔

شیطان انسانوں کے قریب اور ساتھ رہتے ہیں ہر وقت نفس پر سوار، گھر، بازار، مسجد، مکتب میں موجود اور کھانوں میں شریک ہوتے ہیں۔ انسانوں کے خون میں سرایت پذیر ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

''حضور نبی کریم ﷺ اعتکاف میں تھے تو ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے پاس رات کے وقت آئیں، جب واپس جانے لگیں تو حضور نبی کریم ﷺ بھی پہنچانے کے لیے ساتھ چلے، راستے میں دو انصار صحابی مل گئے جو آپ ﷺ کو ام المؤمنین کے ساتھ دیکھ کر جلدی چل دیے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں آواز دے کر ٹھہرایا اور فرمایا سنو! میرے ساتھ میری بیوی صفیہ رضی اللہ عنہا بنت حُیي ہیں۔ انہوں نے کہا

Marfat.com

سبحان اللہ! یارسول اللہ اس فرمان کی ضرورت ہی کیا تھی! آپ ﷺ نے فرمایا انسان کے خون کے جاری ہونے کی جگہ شیطان گھومتا پھرتا ہے، مجھے خیال ہوا کہ کہیں تمھارے دلوں میں کوئی بدگمانی نہ ڈال دے۔"

(بخاری و مسلم)

دشمنی کا آغاز:

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے ڈھانچے میں روح پھونکی تو بشمول ابلیس کو حکم ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو۔ چنانچہ فرشتوں نے سجدہ کیا لیکن ابلیس نے تکبر، غرور اور اپنے بڑے پن کے سبب انکار کیا۔ قرآن میں اس واقعہ کو اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

"بے شک ہم نے پیدا کیا تم کو پھر صورتیں بنائیں تمھاری پھر ہم نے فرمایا فرشتوں سے سجدہ کرو آدم کو تو سجدہ کیا سب نے سوائے ابلیس کے وہ نہ تھا سجدہ کرنے والوں میں سے۔ فرمایا کس بات نے روکا تجھے کہ تو سجدہ نہ کرے، جب کہ میں نے حکم دیا تھا تجھے؟"

قَالَ اَنَا خَیۡرٌ مِّنۡهُ خَلَقۡتَنِیۡ مِنۡ نَّارٍ وَّخَلَقۡتَهٗ مِنۡ طِیۡنٍ ○

"اس نے کہا "میں اس سے بہتر ہوں، تو نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا ہے اور اس کو مٹی سے۔"

ترجمہ: "فرمایا اتر جا یہاں سے کہ نہیں ہے کوئی حق تیرا کہ تو تکبر کرے اس میں پس نکل جا بے شک تو ہے ذلیلوں مین سے وہ بولا مجھے مہلت دے اس دن تک کہ دوبارہ اٹھائے جائیں گے۔ فرمایا بے شک تجھے مہلت دے دی گئی ہے۔ اس نے کہا چونکہ تو نے مجھے اپنی ہدایت سے محروم کر دیا ہے۔ اس لیے میں بھی بیٹھوں گا ان کی تاک میں تیرے سیدھے راستے پر۔ پھر میں آؤں گا ان کے پاس

Marfat.com

سامنے سے اوران کے پیچھے سے اوران کے دائیں سے اوران کے بائیں سے
اورتو نہ پائے گا بہتوں کوان میں سے شکر بجالانے والے۔فرمایا نکل جایہاں سے
رسوااوررانده درگاہ، البتہ جوبھی پیروی کرے گا تیری ان میں سے میں بھردوں گا
دوزخ کوتم سے۔"

(سورۃ الاعراف: ۱۱۔۱۸)

چنانچہ شیطان نے زمین پر بسیرا کرلیا، اس طرح شیطان، اس کی اولاد اور چیلے چانٹے انسانوں کو گمراہ اور شرک میں مبتلا کرتے چلے آرہے ہیں۔شیطان لوگوں کو صرف کفر ومعاصی کی دعوت دینے پر ہی اکتفا نہیں کرتا بلکہ انہیں اچھے کام کرنے سے بھی روکتا ہے۔لوگوں کے دلوں میں بغض، کینہ، حسد اور عداوتوں کے بیج بوتا ہے، ایک شریف آدمی کے روپ میں جھوٹ کو سچ اوراور سچ کو کذب کی شکل میں پیش کرتا ہے۔

درحقیقت شیطان اللہ کا دشمن ہے اس نے تمام مخلوق سے پہلے اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کی اور خلد بریں سے بے دخل ہوا۔شیطان نے انبیاء، صدیقین، صالحین الغرض ہر اللہ کے بندے سے دشمنی کی اور تا قیامت اسی تگ ودو میں مصروف عمل ہے۔لہٰذا بندے کو چاہیے کہ وہ اپنے ازلی اور ابدی دشمن کو پہچانے، اس کے ورغلانے میں نہ آئے، کیونکہ جیسے ہی انسان غافل ہوتا ہے۔یہ فوراً اسے گناہوں اور فسق وفجور میں دھکیلنے کے لیے چڑھ دوڑتا ہے۔انسان کے حق میں شیطان سے زیادہ کوئی دشمن خطرناک نہیں۔دعا ہے اللہ تعالیٰ مجھ سمیت تمام مسلمانوں کو اس رزیل وخبیث کی مکاریوں اوراس کے چھپے اور کھلے شر سے محفوظ ومامون فرمائے۔

انسان کی حفاظت کے لیے دو فرشتے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(۱) لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ

Marfat.com

اَمۡرَ اللّٰہ ط

(سورۃ الرعد: ۱۱)

''اس کے پہرے دار (فرشتے) انسان کے آگے پیچھے مقرر ہیں جو بحکم الٰہی اس کی نگہبانی کرتے ہیں۔''

(۲) اِنۡ کُلُّ نَفۡسٍ لَمَّا عَلَیۡهَا حَافِظٌ

(سورۃ طارق: ۴)

''کوئی انسان ایسا نہیں جس پر نگہبان فرشتہ مقرر نہ ہو۔''

مالک وارض وسماء نے ہر انسان پر دو نگہبان فرشتے متعین کر رکھے ہیں جو اسے تکالیف اور آفات سے بچاتے ہیں۔ یہ فرشتے باری باری آتے اور اپنی ڈیوٹیاں بدلتے رہتے ہیں اور انسان کی حفاظت وحراست کرتے رہتے ہیں۔

''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم میں فرشتے پے در پے آتے جاتے رہتے ہیں۔ رات کے اور دن کے اور ان کا میل صبح اور عصر کی نماز میں ہوتا ہے۔ رات گزارنے والے آسمان پر چڑھ جاتے ہیں۔ باوجود علم کے اللہ تبارک وتعالیٰ ان سے پوچھتا ہے کہ تم نے میرے بندوں کو کس حالت میں چھوڑا؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم گئے تو انہیں نماز میں پایا اور آئے تو نماز میں چھوڑ آئے۔''

(صحیح بخاری۔ کتاب التوحید)

جب اللہ تعالیٰ کا امر کسی بندے کے خلاف ہوتا ہے تو فرشتے اس کام کو ہو جانے دیتے ہیں۔ علامہ ابن کثیر بیان کرتے ہیں کہ ہر بندے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے موکل ہے جو اسے سوتے جاگتے جنات سے انسان سے، زہریلے جانوروں اور تمام آفتوں سے بچاتا رہتا ہے۔ جیسے بادشاہوں اور امیروں کی چوکیدار سپاہی کرتے ہیں۔ اس طرح ہر بندے کی چوکیدار کے لیے

اللہ تعالیٰ کی طرف سے نگہبان مقرر ہیں۔

(ابن کثیر ،تفسیر سورۃ الرعد حوالہ تفسیر الطبری ۷/۳۵۲)

انسان پر دو کاتب فرشتے:

آزمائشوں، فضائل وکمالات اور شعور کی بلندی کے گنجینوں سے مالا مال انسان کے دونوں کندھوں پر اس کی روزمرہ کی کارگزاری لکھنے کے لیے دو فرشتے بھی مقرر ہیں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ○ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ○ يَعْلَمُوْنَ مَاتَفْعَلُوْنَ○

(سورۃ انفطار: ۱۰-۱۲)

''یقیناً تم پر نگہبان لکھنے والے مقرر ہیں جو کچھ تم کرتے ہو وہ جانتے ہیں۔''

انہیں کراماً کاتبین کے نام سے پکارا گیا ہے۔ جب انسان اچھے اعمال کرتا ہے تو دائیں کندھے پر مامور فرشتہ اس کی یہ نیکیاں لکھ لیتا ہے۔اسی طرح جب انسان کوئی برائی کرتا ہے تو بائیں کندھے والا فرشتہ اس کی وہ برائی درج کر لیتا ہے۔ان فرشتوں کی ڈیوٹیاں تبدیل ہوتی رہتی ہیں۔

❁ ❁ ❁

Marfat.com

باب سوم

پہلی قوموں پر عذابِ الٰہی

جیسا کہ گزشتہ صفحات میں انسان کی تخلیق کے حوالے سے بحث ہو چکی ہے۔ جب حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا کی زمین پر تشریف آوری ہوئی تو ابلیس (شیطان) بھی آسمانوں سے زمین پر دھکیل دیا گیا۔

''فرمایا یہاں سے نکل جاؤ، تم ایک دوسرے کے دشمن ہو، اب تمہارے لئے زمین میں ٹھکانہ ہے اور ایک خاص مدت تک وہاں سروسامان زندگی سے فائدہ اٹھاؤ، تم اسی میں جیو گے، اسی میں مرو گے، پھر اسی سے (مرنے) کے بعد نکالے جاؤ گے۔''

(سورۃ الاعراف: ۲۲-۲۴)

اس کے ساتھ ہی انسان کو شیطان کے بارے میں بھی خبردار کیا گیا۔

''شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔''

(سورۃ یوسف:۵)

''کیا تم شیطان کو اور اس کی اولاد کو میرے سوا دوست بناتے ہو، حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں''۔

(الکہف:۵)

حضرت انسان کو اللہ تعالیٰ نے ایسے انعام واکرام سے نوازا جو کسی دوسری مخلوق کے حصہ میں نہ آئے۔ نیکی اور بدی کی پہچان اور ان میں کسی ایک یا دونوں کا اختیار دے کر آزمائش کے میدان میں اتارا، اس سلسلے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

الَّذِی خَلَقَ الْمَوتَ وَالحیاتَهُ لِیَبْلُوکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلاً ط

(سورۃ ملک: ۲)

''وہی ہے جس نے پیدا کیا موت اور زندگی کو تا کہ آزمائے تم میں کون اچھے عمل کرتا ہے۔''

لیکن قارئین کرام! اس پہلوان (حضرت انسان) کو میدان عمل میں اتارنے سے پہلے اس کے قلب وشعور میں جو قوتیں ورود کی گئیں وہ کسی اور مخلوق میں مجتمع نہ تھیں، ان کی تفصیل اس طرح سے ہے:-

۱۔ ہر ایک کے قلب وذہن اور محسوسات میں اللہ تعالیٰ موجود ہے۔

۲۔ فی زمانہ انبیاء کرام کی ہدایت اور تعلیمات کی روشنی اور اپنے نبی کا خیال اس کے ذہن میں جاگزیں رہا ہے۔

۳۔ انسان میں نفس مطمئنہ، نفس لوامہ اور نفس امارہ کی تین قوتیں موجود ہیں جو اسے خیر یا شر پر اکساتی رہتی ہیں۔

۴۔ نفس مطمئنہ اور نفس امارہ میں کشمکش کا انسان کے اندر جاری رہنا۔

۵۔ ہر انسان کے ساتھ ایک جن (شیطان) بھی مستقل طور پر فٹ کر دیا گیا ہے، جسے عرف عام میں ہمزاد کہا جاتا ہے۔ یہ وساوس ڈالنے، نیکیوں کو ضائع کرنے اور نفس امارہ کی حکمرانی قائم کرنے میں کوشاں رہتا ہے۔

۶۔ انسان کو خیر پر اکسانے اور ترغیب دینے والا فرشتہ۔

۷۔ انسان کی نیکی کو برقرار رکھنے اور برخلاف اس کے نیکی کو ضائع کرنے کے لئے شیطان اور فرشتے میں باقاعدہ چھینا جھپٹی۔

۸۔ شیطانی لشکروں اور آفات وحوادث سے بچاؤ کے لئے دو نگران فرشتے ساتھ ہیں۔ (لَهُ مُعَقِّبٰتٌ مِن بین یَدَیْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ) اس کے پہریدار فرشتے انسان

کے آگے پیچھے مقرر ہیں، جو بحکم الٰہی اس کی نگرانی کرتے ہیں۔

۹۔ وَاِنْ کُلُّ نَفْسٍ لَمَّا عَلَیْهَا حَافِظٌ (ہر انسان پر ایک نگہبان فرشتہ مقرر ہے)۔

۱۰۔ کہا جاتا ہے شیطان کا تخت سمندروں کے پانیوں پر ہے، وہ اپنی ذریت اور چیلوں چانٹوں کو انسانوں پر بھیجتا ہے کہ وہ انہیں گمراہ کر دیں، بدی کو عام کریں، فسق و فجور پھیلائیں اور ظلم و جبر کا بازار گرم کریں، واپسی پر شیطان ان سے باقاعدہ رپورٹ لیتا ہے۔

۱۱۔ شیطان نما مرد اور عورتیں بھی انسان کے قلب و شعور پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

۱۲۔ انسان حیوانوں کی سی جبلت اور فرشتوں جیسے خصائل سے بھی متصف ہے۔

۱۳۔ بشری کمزوریاں (بھولنے والا، بے صبرا، خود پسند، فریب خوردہ، ہوس کا بچاری اور لالچی) بھی اس کی سرشت میں شامل ہیں۔

درج بالا قوتوں کے پیش نظر انسان ہمیشہ دوراہے پر رہا ہے، امید اور نا امیدی کی یہ جنگ اس کے اندر ازل سے جاری ہے، یہی آزمائش ہے۔ لیکن انسانی عظمت کا یہ بھی منہ بولتا ثبوت ہے کہ ان قوتوں کے باوجود اللہ تعالیٰ کے بتلائے ہوئے راستے کے معیار پر اللہ کے بندے پورا اترتے رہے ہیں۔ (اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللهِ اَتْقَاکُمْ) اللہ کے نزدیک تم لوگوں میں بڑے وہ لوگ ہیں جو صاحب کردار اور متقی ہیں۔

انسانی المیہ تو یہ ہے کہ آزمائش کے میدان کی ساری کلفتیں اور مصیبتیں برداشت کرنے کے بعد انسان آخر ایک دن اپنے مالک حقیقی کے سامنے جزا و سزا کے لئے پیش ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں سورۃ العصر نازل فرما کر حضرت آدم علیہ السلام سے قیامت تک کے انسانوں کی پوری قدیم و جدید تاریخ رقم فرما دی ہے۔

لیکن انسان شتر بے مہار نہیں رہا، بلکہ اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی رہنمائی کے لئے انہیں قوموں میں سے پیغمبر مبعوث فرمائے، جنہوں نے ان قوموں کو بتوں کی پوجا چھوڑ کر ایک معبود کے آگے سر جھکانے اور معاشرے کو فسق و فجور سے پاک کر کے سیدھے

Marfat.com

راستے پر چلانے کے اصول دیئے، کچھ نے پیغمبروں کی پیروی کی اور بعض گمراہی میں مبتلا رہے لہذا انسان بری الذمہ قرار نہیں دیا جاسکتا کہ اسے فی زمانہ راہ راست پر چلانے والا کوئی نہ تھا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ کُلِّ اُمَّةٍ رَسُوْلاً اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوْا اَلطَّاغُوْتَ.

(سورۃ نحل: ۳۶)

ترجمہ: ''ہم نے ہر اُمت میں کوئی نہ کوئی رسول ضرور پیدا کیا، اللہ تعالیٰ کی بندگی کرو اور سرکش قوتوں سے بچو۔''

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو بطور پیغمبر مبعوث فرما کر باپ کے ہاتھوں اولاد کی میدان عمل میں ابتدائی رہنمائی فرمائی۔ جب نسل پھیلی تو قبیلے بنے اور قومیں معرضِ وجود میں آتی چلی گئیں، پھر ان قوموں کی ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہر قوم اور خطے میں کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر مبعوث فرمائے۔ تاہم قرآن مجید میں صرف چند ایک کا ذکر کیا گیا ہے اور چند قوموں کی تباہی و بربادی کی سرگزشت بیان کی گئی ہے۔ قرآن کا مقصود محض یہ ہے کہ ان سرگزشتوں کو بیان کر کے لوگوں کو خبردار کیا جائے۔ تاہم یہ طے ہے کہ جو قومیں ہدایت آنے کے باوجود گمراہی پر ڈٹ گئیں تو پھر اللہ تعالیٰ کی پکڑ آ پہنچی۔ (اِنَّ بَطْشَ رَبِّکَ لَشَدِیْدٌ) اور یہ قومیں صفحہ ہستی سے مٹ گئیں، ذیل میں جن قوموں پر عذاب الٰہی آیا، ان کا مختصر تذکرہ کیا جائے گا۔

طوفان نوح

حضرت نوح علیہ السلام حضرت ادریس علیہ السلام کے پوتے تھے۔ آپ کا مسکن دجلہ وفرات کا درمیانی علاقہ (بابل) تھا۔ حضرت ادریس علیہ السلام کے زمانہ تک تو انسان گمراہی میں اتنا مبتلا نہ تھا، لیکن جب قبیلوں سے قومیں معرض وجود میں آتی چلی گئیں اور انہوں نے مختلف خطوں

میں بسیرا کرلیا تو یہ قومیں اپنی بشری کمزوریوں اور شیطانی ورغلاوے میں آکر ایک معبود کی اطاعت وعبادت کی بجائے غیروں کے آگے جھکنے اور فسق وفجور میں مبتلا ہوگئیں۔

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم اپنی تنومندی اور غرور وتکبر میں بڑھی ہوئی تھی۔ آباء پرستی کے سبب غالباً یہ پہلی قوم تھی جس نے بتوں کی پوجا کا آغاز کیا، اس بت پرستی کو روکنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت نوحؑ کو انہی میں سے پیغمبر مبعوث فرمایا:

ترجمہ: ''بے شک ہم نے بھیجا نوحؑ کو اس قوم کی طرف، پس اس نے کہا اے میری قوم عبادت کرو اللہ کی کہ نہیں کوئی معبود سوا اس کے۔ میں ڈرتا ہوں تم پر عذاب سے ایک بڑے دن کی۔''

(سورۃ الاعراف:٥٩)

روسائے قوم کا جواب:

ترجمہ: ''اس پر قوم کے سرداروں نے جنہوں نے کفر کی راہ اختیار کی تھی، کہا ہم تو تم میں اس کے سوا کوئی بات نہیں دیکھتے کہ ہماری طرح کے آدمی ہو اور جو لوگ تمہارے پیچھے چلے ہیں ان میں ان لوگوں کے سوا کوئی دکھائی نہیں دیتا، جو ہم میں ذلیل وحقیر ہیں اور بغیر سوچے سمجھے تمہارے پیچھے ہولئے ہیں، ہم تم لوگوں میں اپنے سے کوئی برتری نہیں پاتے، بلکہ سمجھتے ہیں کہ تم جھوٹے ہو''۔

(سورۃ ہود:٢٧)

کہا جاتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام سے پہلے پانچ نیک خصلت بزرگوں کے انتقال کے بعد شیطان نے لوگوں کو ورغلایا اور انہوں نے ان کی تصویریں بنالیں، جب اگلی نسل آئی تو شیطان نے پھر ان کو ورغلایا اور کہا کہ ان بزرگوں کے بت بنالو اور تیسری نسل سے شیطان نے ان سے بتوں کی پوجا شروع کروادی۔ اس سلسلے میں قرآن مجید میں بیان ہے:

ترجمہ: ”اور انہوں نے (اپنے عوام سے) کہا کہ ہرگز اپنے معبودوں کو نہ چھوڑو اور ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کو نہ چھوڑو۔“

(سورۃ نوح:۲۳)

حضرت نوحؑ نے بڑے استقلال سے صدیوں ہدایت و تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا، لیکن محض گنتی کے چند لوگ ایمان لائے۔ چنانچہ ان کے روساء نے اکتا کر کہا کہ اے نوحؑ ہمیں تنگ نہ کر اور جو عذاب اپنے خدا کا ہم پر لا سکتا ہے لے آ۔

بالآخر حضرت نوحؑ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ میں نے اپنا فرض نبھایا اور یہ اب بھی اپنی ہٹ دھرمی پر قائم ہیں، اور ان کافروں میں سے کسی کو زندہ نہ چھوڑ ورنہ یہ تیرے بندے (مسلمان) بھی گمراہ ہو جائیں گے۔ چنانچہ دعا قبول ہوئی اور حکم ہوا کہ کشتی تیار کرو تا کہ آپ سمیت آپ کے پیروکار اس میں سوار ہو سکیں۔ کفار آپؑ کو کشتی تیار کرتے ہوئے دیکھتے تو حقارت سے مذاق اڑاتے، لیکن آپ اپنے کام میں مگن رہتے، چنانچہ کشتی تیار ہو گئی اور عذاب الٰہی کا وقت آ پہنچا۔

عذاب الٰہی (طوفان):

قرآن مجید میں اس طوفان کا ذکر اس طرح سے ہے:

ترجمہ: ”یہاں تک کہ جب آ ہی پہنچا ہمارا حکم اور ابلنے لگا تنور، ہم نے حکم دیا کہ سوار کر اس کشتی میں ہر قسم کے نر و مادہ جوڑے اور اپنے گھر والوں کو سوائے اس کے جس کے لئے پہلے ہو چکا ہے ہمارا اشارہ (کہ وہ ہلاک ہوگا) اور ان کو جو ایمان لائے تھے، اس کے ساتھ مگر تھوڑے سے اور اس نے حکم دیا کہ سوار ہو جا، اس میں اللہ کا نام لے کر اس کے چلنے اور ٹھہرنے کے وقت بے شک میرا رب بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ اور چلی جا رہی ہے، ان کو لئے ہوئے پہاڑ جیسی موجوں میں اور پکارا نوحؑ نے اپنے بیٹے کو اور وہ تھا بالکل علیحدہ کہ

Marfat.com

اے بیٹے سوار ہو جا، ہمارے ساتھ اور نہ ہو کافروں کے ساتھ، وہ بولا میں تو پناہ لے لوں گا کسی پہاڑ کی جو مجھے بچالے گا پانی سے۔ آپ نے کہا کہ آج کوئی بچانے والا نہیں اللہ کے حکم (عذاب) سے مگر جس پر وہ رحم کرے اور حائل ہوگئی، دونوں کے درمیان موج اور وہ ڈوب گیا۔"

(سورۃ ہود: ۴۳-۴۵)

حضرت نوحؑ کا ایک بیٹا اور بیوی جو ایمان نہ لائے تھے، عذاب الٰہی سے نہ بچ سکے اور آپؑ پر واضح کر دیا گیا تھا کہ نجات کا وعدہ نسل و خاندان کا نہیں بلکہ ایمان والوں سے تھا۔ پانی کا یہ طوفان چالیس دن تک بڑھتا رہا۔ زمین سے پانی اُبل رہا تھا اور آسمان سے بھی پانی نازل (بارش) ہو رہا تھا۔ بالآخر حکم ہوا:

ترجمہ: "اور حکم دیا گیا، اے زمین جذب کر لے اپنا پانی اور اے آسمان تھم جا اور کم ہو گیا پانی اور تمام کر دیا گیا کام اور جا ٹھہری (کشتی) جودی پہاڑ پر اور حکم ہوا کہ دور ہو رحمت سے ظالم لوگوں کو۔"

(سورۃ ہود: ۴۴)

تورات میں جودی پہاڑ کو ارارات کے پہاڑوں میں سے بتایا گیا ہے۔ ارارات درحقیقت جزیرہ کا نام ہے، یعنی جو علاقہ دجلہ اور فرات کے درمیان واقع ہے۔

پانی اترنے میں کئی ماہ لگے، کشتی سے ایک کبوتر کو اڑایا گیا، جب کبوتر واپس آیا تو اس کے پنجوں میں مٹی اور چونچ میں زیتون کا پتہ تھا۔ حضرت نوحؑ سمجھ گئے کہ پانی اتر چکا ہے۔ چنانچہ کشتی جودی پہاڑ پر جا رکی اور کشتی کے تمام مسافر جانوروں اور پرندوں سمیت پہاڑ پر اتر گئے۔ زمین پر اترنے کے بعد حضرت نوحؑ کی دعا سے سامانِ زندگی اور زمین کی برکتیں دوبارہ لوٹ آئیں۔

حضرت نوحؑ نے ۹۵۰ سال عمر پائی، جب طوفان آیا تو اس وقت آپ کی عمر تقریباً چھ سو برس تھی۔ آپ کے چار بیٹے تھے۔ سام، حام اور یافث جبکہ کنعان ایمان نہ لایا اور غرق ہو گیا۔ سام

کی اولاد سے ایک شخص ''اورمحشد'' تھا، حضرت ابراہیم علیہ السلام اسی کی نسل سے تھے۔

قوم عاد

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کی شر انگیزی اور طوفان نوح کے بعد ''قوم عاد'' (پہلی قوم تھی) نے آئین خداوندی کی خلاف ورزی کی، اس قوم کا جدامجد ''عاد'' تھا، جو سام کی نسل سے تھا، چونکہ یہ ارم بن سام بن نوحؑ کی اولاد کی طرف منسوب تھے لہٰذا ''عاد ارم'' بھی کہلاتے تھے۔ ان کا مسکن عرب کا سرسبز وزرخیز علاقہ حضر موت، یمن اور خلیج فارس کے سواحل سے عراق تک تھا، اس سامی النسل قوم کا دارالحکومت یمن تھا۔

یہ مشرک قوم ایک خدا کی ہستی کی قائل تو تھی لیکن اپنے اجداد (قوم نوح) کی طرح بت پرست بھی تھی۔ یہ لوگ بت تراشتے اور قوم نوحؑ کی طرح ''ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر'' کو بھی اپنا معبود مانتے اور ان کے سامنے ماتھا ٹیکتے تھے۔ اس قوم کے لوگ انتہائی طاقتور اور غرور وتکبر میں بڑھے ہوئے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے انہی میں سے حضرت ہود علیہ السلام کو ان کی طرف پیغمبر مبعوث فرمایا۔ اس قوم کا ذکر قرآن مجید کی نو سورتوں (الاعراف، ہود، مومنوں، الشعراء، فصلت، احقاف، الذاریات، القمر اور الحاقہ) میں آیا ہے۔

حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا! اے میری قوم بتوں کی پوجا چھوڑ دو اور ایک معبود کی بندگی اختیار کرو اور انہیں آخرت اور عذاب سے بھی ڈرایا، لیکن انہوں نے آپ کی دعوت حق سننے سے انکار کر دیا اور غرور وتکبر سے کہنے لگے۔ مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً (یعنی آج دنیا میں ہم سے زیادہ طاقتور اور شان وشوکت والا کون ہے) لیکن حضرت ہود علیہ السلام نے دعوت وتبلیغ کا سلسلہ مستقل مزاجی سے جاری رکھا اور بار بار انہیں عذاب الٰہی سے ڈراتے رہے۔

قرآن مجید میں بیان ہے:

ترجمہ: ''وہ کہنے لگے، اے ہود! تو ہمارے پاس کوئی دلیل تو لایا نہیں اور

Marfat.com

ہم تیرے کہنے سے اپنے معبودوں کو چھوڑنے والے نہیں اور نہ تجھ پر ایمان لانے والے ہیں، بلکہ ہم تو یہ کہتے کہ تو ہمارے کسی معبود کے جھپٹے میں آ گیا ہے۔ اس (ہود) نے جواب دیا کہ میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں اور تم بھی گواہ رہو کہ میں تو اللہ کے سوا ان سب سے بیزار ہوں، جنہیں تم اللہ کا شریک بنا رہے ہو۔"

(سورۃ ہود: ۵۳۔۵۴)

یہ قوم سرکشی اور گمراہی میں حد سے بڑھ چکی تھی، اب یہ لوگ حضرت ہودؑ کی دعوتِ حق کے جواب میں ان کی تذلیل اور ایذا رسانی پر اتر آئے اور آپؑ کو خبطی مجنوں کہہ کر پکارنے لگے، جب حضرت ہودؑ نے اس کے جواب میں قوم کو عذاب الٰہی سے ڈرایا تو یہ بات سن کر یہ اور بگڑ گئے اور کہنے لگے:

قَالُوْا أَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهُ وَنَذَرَمَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ج فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ○

(سورۃ الاعراف: ۷۰)

ترجمہ: "انہوں نے کہا، تم اس لئے ہمارے پاس آئے ہو کہ ہم صرف ایک خدا کے پجاری ہو جائیں اور اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں، جنہیں ہمارے باپ دادا پوجتے تھے۔ اگر تم سچے ہو تو وہ بات لا دکھاؤ جس کا ہمیں خوف دلاتا ہے۔"

جواب میں حضرت ہودؑ نے کہا، اگر دعوت و تبلیغ کے جواب میں تم عذاب مانگتے ہو تو عجب نہیں وہ آ ہی پہنچا ہو۔ چنانچہ اس قوم کی ہٹ دھرمی کے سبب اللہ تعالیٰ نے ان کو پکڑ لیا۔

ترجمہ: "اور وہ جو عاد تھے، سو برباد ہوئے، ٹھنڈی سناٹے کی ہوا سے کہ نکلی جائے ہاتھوں سے۔ مقرر کر دیا، ان پر سات رات اور آٹھ دن لگاتار پھر تو دیکھے کہ وہ اس میں پچھڑ گئے، گویا وہ جڑیں ہیں کھجور کی، پھر تو دیکھتا ہے کوئی

Marfat.com

ان میں بچا ہوا۔"

(سورۃ الحاقہ:٦-٨)

قوم نوحؑ کی طرح قوم عادؑ پر بھی عذابِ الٰہی اس لئے آیا کہ انہوں نے خدا کی عطا کی ہوئی نعمتوں کا شکر ادا نہ کیا، جس مالک ارض وسماء نے انہیں طاقتور بنایا اور عظمت بخشی اس ایک معبود کی اطاعت و بندگی چھوڑ کر غیروں (بتوں) کی پوجا شروع کردی اور وہ پکڑ میں آگئے۔

اِنَّ بَطْشَ رَبِّکَ لَشَدِیْدٌ۔

قوم ثمود

حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے سام کے پانچویں بیٹے ارم کی اولاد میں سے ایک شخص کا نام ثمود تھا، اس کی اولاد "قوم ثمود" کہلائی۔ قوم عاد کی طرح یہ قوم بھی سنگ تراشی میں ماہر تھی۔ چٹانوں اور پتھروں کو کاٹ کر خوبصورت گھر اور محل بناتے، نقش ونگار کرتے، غرض انہیں فن تعمیر میں کمال حاصل تھا۔

اس قوم کی بستیاں حجاز اور شام کے درمیانی علاقہ (وادی قری) میں تھیں، جسے آج کل "فج الناقۃ" کے نام سے جانا جاتا ہے۔ یہ قوم بھی مشرک تھی، خدائے وحدہ لاشریک کے ساتھ ساتھ معبودان باطل کی پوجا ان کا معمول تھا۔

اللہ تعالیٰ نے انہی میں سے حضرت صالح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ انہوں نے اس قوم کو دعوت دی کہ ایک خدا کی عبادت کرو، اس کے علاوہ تمہارا کوئی معبود نہیں۔ جواب میں اس قوم نے کہا کہ اے صالح علیہ السلام تمہارے ساتھ تو ہمیں بڑی امیدیں وابستہ تھیں، کیا تو ہمیں ان معبودوں کی پوجا سے روکتا ہے، جنہیں ہمارے باپ دادا پوجتے چلے آئے ہیں۔

اُونٹنی کا معجزہ:

اس قوم کے سرداروں نے حضرت صالح علیہ السلام سے کہا کہ اگر تو واقعی اللہ تعالیٰ کا

Marfat.com

بھیجا ہوا پیغمبر ہے تو کوئی معجزہ دکھا اور کہا اس خاص چٹان کے اندر سے جس کی ہم نشاندہی کر رہے ہیں، ایک اونٹنی پیدا ہو اور یہ اونٹنی دس ماہ کی گابھن ہو اور دودھ بھی دیتی ہو، تا کہ ہم تیری صداقت پر یقین کر لیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک پہاڑ کی چٹان سے ایک اُونٹنی نمودار ہوئی اور اس نے فوراً ایک بچے کو جنم دیا، اس سلسلے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: ''اور بھیجا قوم ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو، اس نے کہا اے میری قوم! عبادت کرو اللہ کی نہیں تمہارے لئے کوئی معبود سوا اس کے کہ آ چکی ہے تمہارے پاس واضح دلیل، تمہارے رب کی طرف سے یہ اُونٹنی اللہ کی تمہارے لئے ایک نشانی ہے۔ پس چھوڑ دو کہ کھاتی پھرے زمین میں اور نہ چھوؤ اسے بری (نیت) سے کہ آ پکڑے تمہیں عذاب دردناک۔''

(سورۃ الاعراف: ۷۳)

حضرت صالح علیہ السلام نے لوگوں کو خبردار کیا: دیکھو یہ اُونٹنی اللہ تعالیٰ کی نشانی ہے، اسے تنگ نہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کے موجب پانی پینے کی باری ایک دن اُونٹنی کی ہوگی اور ایک دن ساری قوم گھاٹ سے اپنے لئے اور اپنے جانوروں کے لئے پانی لے گی۔

یہ دستور جاری رہا، اُونٹنی اور اس کا بچہ چراگاہوں میں چرتے اور اپنی باری کے مطابق پانی پیتے، ساری قوم اس اُونٹنی کا دودھ پیتی، لیکن کچھ شر پسند لوگوں کو یہ سوجھی کہ آخر یہ معاملہ کب تک چلتا رہے گا۔ انہوں نے اس اُونٹنی کے خاتمے کی تدبیریں کرنا شروع کر دیں۔ اس مقصد کے لئے انہوں نے دو اشخاص کو تیار کیا کہ اگر تم اس اُونٹنی کا خاتمہ کر دو تو فلاں فلاں عورتیں تمہارے سپرد کر دی جائیں گی، چنانچہ یہ لوگ چھپ کر راستہ میں بیٹھ گئے اور جیسے ہی اُونٹنی اور اس کا بچہ ادھر سے گزرے انہوں نے حملہ کر کے اُونٹنی کو مار ڈالا۔

ترجمہ: ''پس کاٹ ڈالا اس اُونٹنی کو اور سرکشی کی اپنے رب کے حکم کی اور کہنے لگے، اے صالح! لے آ ہم پر وہ (عذاب) جس کی تو ہمیں دھمکی دیتا

ہے۔ اگر تو (سچا) رسول ہے۔"

(سورۃ الاعراف: ۷۷)

حضرت صالح علیہ السلام کو اُونٹنی کی ہلاکت کا بہت رنج ہوا اور انہوں نے کہا اپنی قوم سے کہ اے قوم! تم نے اُونٹنی کو ہلاک کر کے خدا کے غضب کو آواز دی ہے، حالانکہ تمہیں منع کیا گیا تھا کہ اس اُونٹنی کو نقصان نہ پہنچانا، اب تمہیں اللہ کی پکڑ سے کوئی نہیں بچا سکتا، چنانچہ:

فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ○

(سورۃ الاعراف: ۷۸)

ترجمہ: "پس آلیا ان کو زلزلے نے اور وہ رہ گئے صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے۔"

قوم نوح اور قوم عاد کی طرح قوم ثمود نے بھی آئین خداوندی کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی نشانی (اُونٹنی) کو قتل کر ڈالا، یہی اس قوم کی تباہی کا باعث بنا۔

قوم لوط

حضرت لوط علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے۔ آپ کا بچپن اور جوانی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ گزرا اور آپ ان پر ایمان لائے، چونکہ بڑھاپے تک حضرت ابراہیمؑ کے کوئی اولاد نہ تھی، لہٰذا حضرت لوطؑ کو ہی اپنا وارث سمجھتے تھے، جب قوم کے ظلم وستم سے تنگ آ کر حضرت ابراہیمؑ نے ہجرت کی تو آپؑ کی بیوی حضرت سارہ اور حضرت لوطؑ بھی ہمراہ تھے، پھر بغرض دعوتِ حق حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت لوطؑ کو اُردن کے علاقے سدوم بھیج دیا اور خود فلسطین چلے گئے۔

شرق اردن کا علاقہ (سدوم) زرخیزی اور سرسبز شادابی کے سبب مشہور تھا اور یہاں کے لوگ خوشحال اور فارغ البال زندگی بسر کر رہے تھے۔ خوشحالی نے اس قوم کو انتہائی گھٹیا اور

Marfat.com

ذلیل کاموں میں مبتلا کر دیا تھا، یہ لوگ عورتوں کی بجائے لڑکوں سے اختلاط کرتے تھے۔ انہوں نے بے حیائی اور بدکرداری کے ایسے فعل کی ابتداء کی جو اس سے پہلے کسی قوم میں رائج نہ تھی، جبکہ مسافروں اور قافلوں کو لوٹنا بھی ان کا مشغلہ تھا۔

''حضرت لوطؑ نے اس قوم کو ایسے رذیل کاموں سے منع کیا اور پاکیزہ زندگی بسر کرنے کے لئے ایک خدا کی عبادت اور اس کے بتائے ہوئے راستہ پر چلنے کی دعوت دی لیکن اس قوم نے آپ کی دعوت وہ بے حیائی جو نہیں کی تم سے پہلے کسی نے بھی اہل عالم میں سے، بے شک تم تو آتے ہو مردوں کے پاس شہوت رانی کے لئے عورتوں کو چھوڑ کر بلکہ تم حد سے بڑھنے والے لوگ ہو اور نہ تھا کوئی اور جواب اس کی قوم کا سوا اس کے کہ کہنے لگے نکال دو انہیں اپنی بستی سے کیونکہ وہ تو ایسے لوگ ہیں جو بڑے پاک صاف بنتے ہیں۔''
(سورۃ الاعراف: ۸۰-۸۲)

حضرت لوطؑ کی کوششوں کا جب کوئی نتیجہ نہ نکلا تو پھر سدوم اور عمورہ کے ان بے حیاؤں کو عذاب الٰہی سے ڈرایا گیا، جس کے جواب میں اس قوم کے سرکردہ لوگوں نے کہا کہ اے لوطؑ! جس عذاب کی تو ہمیں دھمکی دیتا ہے وہ لے آ، اگر تو اپنی بات میں سچا ہے، چنانچہ حضرت لوطؑ نے دعا کی اے باری تعالیٰ: مجھے ان مفسد لوگوں پر غالب فرما۔ قرآن مجید میں اہل سدوم پر عذاب الٰہی کے بارے میں بیان ہے:

ترجمہ: ''اور بے شک آئے ابراہیم کے پاس ہمارے فرشتے خوشخبری لے کر، پہنچے تو سلام کیا اور آپ نے بھی سلام کا جواب دیا، پھر دیر نہ کی لے آیا بچھڑا بھنا ہوا، پھر جب اس نے دیکھا کہ ان کے ہاتھ نہیں پہنچتے ہیں اس تک تو مشتبہ سمجھا ان کو اور محسوس کیا دل میں ان سے خوف، وہ بولے نہ ڈر ہم تو بھیجے

گئے ہیں قوم لوطؑ کی طرف۔"

(سورۃ ہود:۶۹۔۷۰)

ترجمہ: "پس جب دور ہوا ابراہیمؑ سے خوف اور آ گئی اس کے پاس خوشخبری تو لگا جھگڑنے ہمارے ساتھ قوم لوطؑ کے بارے میں، بے شک ابراہیمؑ بڑا بردبار، خدا سے ڈرنے والا اس کی طرف رجوع کرنے والا تھا۔"

(سورۃ ہود:۷۵)

حضرت ابراہیمؑ کو ان فرشتوں نے جواب دیا کہ بے شک تیرے رب کا حکم آ چکا ہے اور انہیں عذاب دیا جائے گا، البتہ لوطؑ اور اس کے گھر والے محفوظ رہیں گے، چنانچہ فرشتے نوجوان لڑکوں کی شکل میں حضرت لوطؑ کے پاس پہنچے تو وہ پریشان ہو گئے، پھر کسی طرح اہل سدوم کو ان کی خبر ہو گئی اور وہ آ مکان کے گرد جمع ہوئے اور کہا تو تو جانتا ہے کہ ہمارا مقصد کیا ہے۔ حضرت لوطؑ نے اپنی قوم سے کہا، ڈرو اللہ سے یہ میرے مہمان ہیں اور مجھے ان کے سامنے رسوا نہ کرو، کیا تم میں کوئی بھی شریف النفس نہیں لیکن وہ باز نہ آئے۔ حضرت لوطؑ نے کہا، کاش مجھ میں طاقت ہوتی اور میں تمہارے ہاتھ روک سکتا۔ فرشتوں نے کہا، گھبرائیں نہیں ہم خدا کے بھیجے ہوئے فرستادے ہیں اور ان کے لئے عذاب لے کر آئے ہیں:۔

ترجمہ: "تو فرشتوں نے کہا، اے لوط! ہم تو بھیجے ہوئے (فرشتے) ہیں تیرے رب کے وہ ہرگز نہ پہنچ پائیں گے، تیری طرف پس لے کر نکل چل اپنے گھر والوں کو کچھ حصہ رات رہے اور مڑ کر نہ دیکھے تم میں سے کوئی، سوائے تیری بیوی کے کہ ضرور پہنچ کر رہے گا اسے وہ (عذاب) جو پہنچنے والا ہے انہیں، بے شک ان کے وعدہ کا وقت صبح ہے، کیا صبح قریب نہیں۔ پس جب آ گیا ہمارا حکم تو کر دیا ہم نے اس بستی کے اُوپر کا حصہ نیچے اور برسائے

Marfat.com

ان پر پتھر کھنکر کی قسم کے لگا تار۔"

(سورۃ ہود: ۸۱۔۸۲)

اس قوم نے انسانوں میں ایک ایسی بے حیائی کی ابتداء کی جو اس سے قبل کسی قوم میں رائج نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے پیغمبرؑ نے ان کی اصلاح کی ہر ممکن کوشش کی، لیکن تباہی و بربادی ان کا مقدر ہو چکی تھی۔ چنانچہ اس پکڑ میں آپؑ کی بیوی اور ایک بیٹا بھی شامل تھا۔ لہٰذا یہ لوگ بھی پہلی نافرمان قوموں کی طرح عبرت کا نشان بنا دیئے گئے۔

حضرت شعیب علیہ السلام

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تیسری بیوی قطورا کے بیٹے مدین کی نسل سے ایک قوم (آل مدین) شام اور حجاز سے متصل علاقہ میں رہائش پذیر تھی۔ قبیلہ کے نام کی مناسبت سے اس علاقے کا نام مدین کہلایا۔ اہل مدین اور اصحاب الایکہ کاشتکاری کے علاوہ تجارت بھی کرتے تھے۔ یہ قوم بھی مشرک تھی اور ایک خدا کی بجائے غیروں کی پوجا کرتی تھی۔ نیز یہ لوگ ناپ تول میں کمی کرتے، لین دین میں دھوکہ دہی، وعدہ خلافی اور سود کے علاوہ لوٹ مار اور قافلوں سے مال و اسباب چھیننا ان کا مشغلہ تھا۔

اہل مدین کی اصلاح اور ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ نے انہی میں سے حضرت شعیب علیہ السلام کو مبعوث فرمایا، حضرت شعیبؑ نے قوم سے کہا کہ اے لوگو! غیروں کی اطاعت چھوڑ کر ایک معبود کی بندگی اختیار کرو اور معاشرتی برائیاں جو تم میں رائج ہیں، ان سے باز آجاؤ، اس سلسلے میں قرآن مجید میں بیان ہے:

ترجمہ: "اور ہم نے مدین کی طرف ان کے بھائی شعیبؑ کو بھیجا، انہوں نے کہا، اے میری قوم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں، تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے واضح دلیل آچکی ہے تو تم ناپ اور تول پوری پوری کیا کرو اور لوگوں کا ان چیزوں میں نقصان مت کیا کرو اور روئے

زمین میں فساد مت پھیلاؤ، یہ تمہارے لئے نافع ہے، اگر تم تصدیق کرو"۔

(سورۃ الاعراف:۸۵)

حضرت شعیبؑ ایک اچھے مقرر اور فصیح و بلیغ بیان پر قدرت رکھتے تھے۔ جب آپؑ کی تبلیغ کا ان پر کوئی اثر نہ ہوا، تو آپ نے کہا! خدا سے ڈرو کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہاری سرکشی اور گمراہی قوم نوح، قوم عاد، قوم ثمود اور قوم لوط کی طرح تباہی و بربادی کا باعث نہ بن جائے، اس پر قوم کے سرداروں نے کہا:

ترجمہ: "انہوں نے کہا شعیبؑ! تیری باتیں تو ہماری سمجھ میں نہیں آتیں اور ہم تجھے اپنے اندر کمزوری کی حالت میں پاتے ہیں، اگر تیرے قبیلے کا خیال نہ ہوتا تو ہم تجھے سنگسار کر دیتے، ہم تجھے کوئی حیثیت والی ہستی نہیں سمجھتے۔ اس نے جواب دیا کہ اے میری قوم کے لوگو! کیا تمہارے نزدیک میرے قبیلے کے لوگ اللہ سے بھی زیادہ ذی عزت ہیں کہ تم نے اسے پس پشت ڈال رکھا ہے۔ یقیناً میرا پروردگار جو کچھ تم کر رہے ہو سب گھیرے ہوئے ہے۔"

(سورۃ ہود:۹۰۔۹۱)

مسلسل دعوتِ حق کے باوجود جب یہ قوم اپنی ہٹ دھرمی سے باز نہ آئی تو حضرت شعیبؑ نے کہا کہ اب تم اپنی جگہ عمل کئے جاؤ اور میں بھی عمل کئے جاتا ہوں، عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ وہ عذاب کس پر آتا ہے:-

ترجمہ: "اور پھر ہماری ٹھہرائی ہوئی بات کا وقت آ پہنچا تو ایسا ہوا کہ ہم نے شعیبؑ اور ان کو جو ان کے ساتھ ایمان لائے تھے، اپنی رحمت سے بچا لیا اور جو لوگ ظالم تھے انہیں ایک سخت آواز نے آ پکڑا، پس جب صبح ہوئی تو اپنے اپنے گھروں میں اوندھے پڑے تھے، وہ اس طرح اچانک ہلاک ہو گئے، گویا ان گھروں میں کبھی بسے ہی نہ تھے! تو

Marfat.com

سن رکھو کہ قبیلہ مدین کے لئے بھی محرومی ہے جس طرح ثمود کے لئے محرومی ہوئی تھی۔"

(سورۃ ہود:۹۴-۹۵)

گویا یہ قوم بھی خدا کی نافرمانی اور خلق خدا کو دھوکہ اور فریب دینے کی پاداش میں صفحہ ہستی سے مٹادی گئی۔

فرعون اور اس کی قوم پر عذابِ الٰہی

حضرت یوسف علیہ السلام کا خاندان مراعات کے ساتھ مصر میں قیام پذیر تھا، بنی عمالقہ (مصر کے حکمران) نے بنی اسرائیل کو ہر قسم کی سہولیات دے رکھی تھیں، جب مصریوں نے بنی عمالقہ کو نکال باہر کیا تو بنی عمالقہ کے ساتھ عداوت کے سبب مصریوں نے بنی اسرائیل پر بھی عرصہ حیات تنگ کر دیا اور ان کی حیثیت غلاموں کی سی رہ گئی۔

اس وقت شاہان مصر کو فرعون کے لقب سے پکارا جاتا تھا، تاریخی روایات سے پتہ چلتا ہے کہ وقت کے بادشاہ (فرعون) نے ایک بھیانک خواب دیکھا، جس کی تعبیر اس وقت کے نجومیوں نے یہ کی کہ بنی اسرائیل میں ایک بچہ پیدا ہوگا جو تمہاری حکومت کے زوال کا باعث بنے گا، چنانچہ فرعون نے حکم جاری کر دیا کہ بنی اسرائیل کے گھروں میں پیدا ہونے والے لڑکوں کو پیدا ہوتے ہی قتل کر دیا جائے اور ان کی لڑکیوں کو زندہ رکھا جائے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل میں پیدا ہوئے، آپ کے والد کا نام عمران تھا، جن کا سلسلہ نسب مختلف واسطوں سے حضرت یوسف علیہ السلام سے جاملتا ہے، جو مصر میں آباد تھے۔ حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بڑے بھائی تھے۔ قرآن مجید میں پہلے انبیاء کرام میں سے سب سے زیادہ تفصیلی واقعات حضرت موسیٰؑ اور بنی اسرائیل کے ہی بیان ہوئے ہیں۔

جب حضرت موسیٰؑ پیدا ہوئے تو آپ کی والدہ نے فرعون کے خوف سے صندوق

Marfat.com

میں ڈال کر آپؑ کو دریا کے سپرد کر دیا اور اپنی بیٹی سے کہا کہ دریا کے ساتھ ساتھ چلتی جائے۔ صندوق دریا میں بہتا ہوا فرعون کے محل سے جا لگا۔ فرعون کے حرم کی عورتوں نے نوکروں سے صندوق نکلوا لیا۔ قرآن مجید میں بیان ہے:

ترجمہ: ''پھر اُٹھا لیا، اس کو فرعون کے گھر والوں نے تا کہ وہ ہو ان کے لئے دشمن اور باعث غم، بے شک فرعون اور ہامان (فرعون کا وزیر) اور اس کے لشکر خطا کار تھے کہ وہ اپنے دشمن کو پال رہے تھے اپنے گھر کے اندر اور بولی فرعون کی بیوی کہ یہ تو ٹھنڈک ہے، آنکھوں کی میرے اور آپ کے لئے، تم اسے قتل نہ کرو، کچھ بعید نہیں کہ وہ ہمیں نفع دے یا ہم بنا لیں، اس کو بیٹا اور انہیں (انجام) کی خبر نہ تھی۔''

(سورۃ القصص: ۸۔۹)

بچے کو دودھ پلانے کے سلسلے میں فرعون کے محل میں جا کر حضرت موسیٰؑ کی بہن نے کہا کہ میں ایک ایسی دایہ کو جانتی ہوں، جو نیک خصلت ہے، اگر اجازت ہو تو اس کو لے آؤں، چنانچہ بیٹی ماں کو لے کر محل چلی گئی اور بچے نے اپنی ماں کا دودھ پینا شروع کر دیا۔

ترجمہ: ''پھر ہم نے لوٹا دیا اس کو اس کی والدہ کی طرف تا کہ ٹھنڈی رہے اس کی آنکھ اور وہ غم نہ کرے، اور جان لے کہ وعدہ اللہ کا سچا ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔''

(سورۃ القصص: ۱۳)

حضرت موسیٰؑ نے شاہی محل میں پرورش پائی، جوان ہوئے تو چہرے پر رعب اور جلال تھا جو رسولوں اور انبیاء کا خاصہ رہا ہے۔ اگرچہ آپ کی پرورش شاہی محل ہوئی، لیکن فطری طور پر بنی اسرائیل سے ہمدردی رکھتے تھے اور ان کی غربت اور غلاموں جیسی زندگی پر کڑھتے رہتے تھے۔

اتفاقاً ایک دن حضرت موسیٰؑ سے ایک قبطی ہلاک ہو گیا اور گرفتاری کے ڈر سے آپ

Marfat.com

مصر سے نکل کر مدین کے علاقے میں گئے وہاں ایک کنوئیں پر حضرت شعیب کی بیٹیوں سے ملاقات ہوئی اور آپؑ نے ان کی بکریوں کو پانی پلانے میں مدد کی۔ بیٹیوں کی وساطت سے آپ حضرت شعیبؑ کے گھر پہنچے اور اپنی ساری سرگزشت بیان کی تو انہوں نے کہا کہ خوف نہ کریں، بے شک آپ نے ظالموں سے نجات پالی ہے۔

حضرت شعیبؑ نے اس شریف النفس نوجوان سے متاثر ہو کر اپنی بیٹی (صفورا) کا عقد حضرت موسیٰؑ سے کر دیا اور آپؑ کئی سال وہاں قیام پذیر رہے۔ شادی کے بعد حضرت موسیٰؑ ایک دن بکریاں چراتے ہوئے دور نکل گئے، رات ہوگئی، سخت سردی میں اپنی بیوی کو ایک جگہ بٹھا کر آگ کی تلاش میں گئے، سامنے سینا پہاڑی کا سلسلہ نظر آیا اور ایک چمکتا ہوا شعلہ دیکھا آپ وہاں گئے تاکہ آگ تاپنے کے لئے لے سکیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بعثت:

حضرت موسیٰؑ نے وہاں درخت پر آگ دیکھی، جیسے جیسے آپ آگے بڑھتے روشنی بھی اتنی ہی دور ہو جاتی۔ رات کے سناٹے میں آپ نے خوف محسوس کیا اور واپس جانے کے لئے پلٹے لیکن:

ترجمہ: ''پس جب وہ آئے اس کے پاس تو ندا آئی! اے موسیٰؑ: بے شک میں تیرا رب ہوں، پس اتار دے اپنی جوتیاں کیونکہ تو میدان پاک طویٰ میں ہے اور میں نے منتخب کر لیا ہے، تجھ کو پس سن جو کچھ وحی کی جاتی ہے۔''

''اور کیا ہے تیرے داہنے ہاتھ میں اے موسیٰؑ: کہا! یہ میری لاٹھی ہے، میں سہارا لیتا ہوں اس پر اور پتے جھاڑتا ہوں اس سے اپنی بکریوں کے لئے اور میرے کچھ اور مقاصد بھی ہیں۔ فرمایا ڈال دے! اے موسیٰؑ: سو ڈال دیا تو یکا یک وہ ہو گیا ایک سانپ دوڑتا ہوا، فرمایا اس کو پکڑ اور مت ڈر ہم لوٹا دیں گے اس کو اسی حالت میں جو پہلے تھی اور ملا اپنا ہاتھ اپنی بغل میں سے نکلے گا

Marfat.com

روشن بلاعیب کے، یہ ہے نشان دوسرا تا کہ ہم دکھائیں تجھ کو اپنے بڑے نشان، جاؤ فرعون کی طرف بے شک وہ سرکش ہے۔"

(سورۃ طٰہٰ: ۱۳، ۱۷-۲۴)

حضرت موسیٰؑ نے کہا، اے میرے پروردگار: میری زبان میں لکنت ہے، لہٰذا میرے ساتھ میرے بھائی حضرت ہارونؑ کو کردے، کیونکہ وہ فصیح البیان ہے، چنانچہ حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ بے خوف وخطر فرعون کے دربار میں چلے گئے اور اسے کہا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے رسول بنا کر تمہاری طرف بھیجا ہے اور ہم تجھ سے دو مطالبے کرتے ہیں، اول یہ کہ خدائے وحدہ لاشریک پر ایمان لاؤ اور اس کی عبادت کرو، دوسرا بنی اسرائیل پر ظلم و جبر بند کردو اور غلامی سے نجات دے دو۔

فرعون نے کہا کہ آج تو پیغمبر بن کر آیا ہے وہ دن یاد کر جب تو نے میرے گھر میں پرورش پائی اور یہ کہ میں تیرا مربی ہوں۔

حضرت موسیٰؑ نے کہا کہ درست ہے، تاہم یہ خدائے ذوالجلال کا فضل وکرم ہے، جس نے مجھے پیغمبر بنا کر تیری طرف بھیجا ہے تا کہ تجھے ایک معبود کی اطاعت کی دعوت دوں۔ فرعون اور اس کے درباریوں نے نبوت اور رسالت کا مذاق اڑایا اور فرعون نے کہا، اگر میرے علاوہ اور کوئی رب ہے تو اس کا حال بیان کر اور اگر تو سچا ہے تو کوئی نشانی دکھا- چنانچہ حضرت موسیٰؑ نے اپنی لاٹھی زمین پر ڈالی تو وہ اژدھا بن گیا، پھر اپنی بغل میں ہاتھ ڈال کر نکالا تو وہ چمکدار ستارے کی مانند تھا۔ فرعون کے درباری شور کرنے لگے کہ یہ تو بڑا جادوگر ہے اور فرعون نے کہا کیا تو ہمیں جادو کے زور سے مصر سے نکالنا چاہتا ہے۔

فرعون نے کہا اگر ایسا ہے اور تجھ میں مقابلے کی ہمت ہے تو کوئی دن مقرر کر، ہم تیرے جادو کا مقابلہ کریں گے۔ حضرت موسیٰؑ نے کہا میں جادوگر نہیں ہوں، بلکہ اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں اور دعوتِ حق دیتا ہوں، غیروں کی پوجا چھوڑ کر ایک معبود کی بندگی اختیار کر، تکبر اور غرور میں

Marfat.com

خدا ہونے کا دعویٰ چھوڑ دے، تاہم اگر تو جادوگروں کو بلوا کر مقابلہ کرنا چاہتا ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں، چنانچہ مقابلے کا دن طے پا گیا۔

فرعون نے پورے ملک سے جادوگروں کو حضرت موسیٰؑ سے مقابلے کے لئے بلوایا اور ان کی حوصلہ افزائی کی اور کہا کہ اگر تم کامیاب ہوئے تو تمہیں انعام و کرام سے نوازا جائے گا۔ مقابلہ کے دن جادوگروں نے کہا، اے موسیٰؑ مقابلے کا آغاز ہم کریں یا تو کرے گا۔ حضرت موسیٰؑ نے کہا پہلے تم اپنے جادو کا مظاہرہ کرو، چنانچہ جادوگروں نے رسیاں پھینکیں اور وہ سانپ بن کر رینگنے لگیں۔ حضرت موسیٰؑ نے خوف محسوس کیا، تاہم اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی۔

ترجمہ: ''اور ہم نے وحی کی موسیٰؑ کی طرف کہ اب تو ڈال اپنا عصا، کہ فوراً ہی وہ (سانپ بن گیا) نگل جائے گا، جو کچھ ڈھونگ وہ بنا رہے تھے۔ پس ثابت (یعنی اژدھے نے جادوگروں کے سانپوں کو نگل لیا) ہوگیا حق اور ملیامیٹ ہوگیا (باطل) جو وُہ کر رہے تھے، پس وہ مغلوب ہوگئے اور وہاں سے واپس لوٹے ذلیل ہوکر اور گر پڑے سب جادوگر سجدہ میں وہ بولے ہم ایمان لائے، سب جہانوں کے پروردگار پر جو موسیٰؑ اور ہارونؑ کا رب ہے۔''

(سورۃ الاعراف: ۱۱۷-۱۲۲)

فرعون جادوگروں کی شکست پر دنگ رہ گیا، چہ جائیکہ ایمان لاتا وہ اور اکڑ گیا اور جادوگروں کو کہا کہ تمہارے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالوں گا، کیونکہ تم موسیٰؑ اور ہارونؑ کے رب پر ایمان لے آئے ہو۔ حضرت موسیٰؑ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی! اے پروردگار تیرے نام لیواؤں پر یہ نافرمان ظلم کر رہے ہیں اور ایمان کو ٹھکرا رہے ہیں یا اللہ تو ان پر عذاب نازل فرما، اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی فرمایا کہ فرعون اور اس کی قوم سے کہہ دو کہ تمہارے ظلم و جبر کے باعث تم پر عذاب نازل ہوگا۔

چنانچہ فرعون اور اس کی قوم پر طوفان، قحط، ٹڈی، مینڈکوں اور جوؤں کے عذاب یکے بعد دیگرے آئے، جب کوئی عذاب آتا تو جھٹ حضرت موسیٰؑ کے پاس آتے اور کہتے کہ

Marfat.com

اے موسیٰؑ اپنے رب سے دعا کر کہ وہ عذاب ٹال دے۔ حضرت موسیٰؑ کی دعا سے عذاب ٹل جاتا، لیکن جیسے ہی عذاب ٹلتا، یہ قوم پھر اپنی من مانی اور ہٹ دھرمی پر ڈٹ جاتی۔

فرعون اور اس کے لشکر کی غرقابی:

جب دعوت و تبلیغ کی کوششیں بار آور نہ ہو سکیں تو آپؑ نے بنی اسرائیل کو مصر سے نکال لے جانے کا فیصلہ کیا- چنانچہ خفیہ طور پر بنی اسرائیل رات کو حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ کی سرکردگی میں نکلے۔ فرعون اور اس کے لشکریوں کو پتہ چل گیا، انہوں نے پیچھا کیا اور بحر قلزم کے کنارے جالیا۔ حضرت موسیٰؑ نے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی فرمایا:

ترجمہ: ''پس ہم نے وحی کی موسیٰؑ کی طرف کہ مارو تم اپنا عصا اس سمندر میں، انہوں نے مارا عصا اپنا، تو پانی پھٹ کر دونوں جانب بڑے پہاڑ کی طرح کھڑا ہو گیا اور دوسروں (فرعونیوں) کو بھی نزدیک کر دیا۔ حضرت موسیٰؑ اور ان کے ہمراہ بنی اسرائیل کو سمندر پار کر کے نجات دی، پھر ہم نے غرق کر دیا، دوسروں کو بلاشبہ اس میں ایک نشانی ہے، قدرت کی اور نہیں تھے اکثر ان میں سے ایمان لانے والے-''

(سورۃ الشعراء:۶۳-۶۷)

بنی اسرائیل حضرت موسیٰؑ کی سربراہی میں سمندر پار کر گئے، جبکہ خدائی دعویدار اور بہت بڑے سرکش کو زمین نے قبول نہ کیا اور تا قیامت اس کی لاش کو باعث عبرت بنا دیا گیا۔

قارئین کرام! ازل سے دنیا میں دو قوتیں برسر پیکار ہیں، ایک شر کی طاقت جسے شیطان کی مدد و تائید حاصل ہے اور دوسری قوت خیر اور بھلائی کی ہے، جس کی فتح و نصرت کے لئے اللہ تعالیٰ نے پیغمبر مبعوث فرمائے- جب شر اپنی انتہا کو پہنچ جاتا ہے تو اس کی بیخ کنی کا سامان قدرت کاملہ کی طرف سے کر دیا جاتا۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ حق کو باطل پر اس طرح مارتا ہے

کہ باطل ٹکڑے ٹکڑے ہوجاتا ہے۔ گزشتہ قوموں کی تباہی کے جو واقعات قرآن مجید میں بیان ہوئے وہ تا قیامت انسانوں کے لئے باعث عبرت ہیں، ہمیشہ ظلمت وتاریکی کے بعد روشنی نمودار ہوتی رہی ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری پیغمبر اور رسول ہیں اور آپ کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا، چونکہ اس کتاب کا بنیادی موضوع قیامت کی آمد سے متعلق ہے، اس لئے گزشتہ اقوام تباہی کا جائزہ پیش کیا گیا تا کہ نشاندہی ہو سکے کہ ایسی کون سی برائیاں تھیں جن کے سبب ان قوموں پر عذاب الٰہی نازل ہوا۔

اگر ہم بالخصوص بیسویں صدی کے آغاز سے تا حال ہر مذہب، قوم اور معاشرے میں رائج برائیوں اور نت نئے جنم لینے والے فتنوں کا بغور جائزہ لیں اور ان کا پہلی قوموں میں رائج برائیوں سے موازنہ کریں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پہلی قومیں اگر کسی برائی میں ۱۰ فیصد تھیں تو اب یہ برائی ۱۰۰ فیصد ہو چکی ہے۔ ہر برائی اور فتنہ اپنی انتہا کو پہنچ چکا ہے۔ آج بنی نوع انسان ہر چیز کو سائنس، فلسفہ اور مفروضے کی کسوٹی سے پرکھتا ہے لیکن خدا کی پکڑ سے نہیں ڈرتا اور یہ بھول جاتا ہے کہ کائنات اور اس میں موجود ہر چیز کا مالک ومختار محض اللہ تعالیٰ ہے اور اس کی پکڑ بڑی سخت ہے۔

❁ ❁ ❁

Marfat.com

Marfat.com

باب چہارم

کائنات کا انجام

کائنات کے ارتقاء کے متعلق ہمیشہ تین سوال اہم رہے ہیں، اول! یہ کائنات کب تخلیق ہوئی؟ دوم کائنات کی تخلیق کس طرح سے ہوئی؟ سوم کائنات کے بنانے میں کتنا عرصہ لگا؟

چونکہ قرآن کریم کے نزول کا اصل مقصود لوگوں کی ہدایت ورہنمائی ہے اوراس میں مذکور بعض سائنسی امور قرآن کی حقانیت کی دلیل ہیں۔ کائنات کے آغاز سے متعلقہ معلومات قرآن کے اصل موضوعات سے چنداں مطابقت نہیں رکھتا لہذا مفسرین نے اس بارے وضاحت نہیں کی ہے۔ تاہم سائنس دانوں، فلاسفر اور ماہرین فلکیات و ارضیات نے اپنی تک بندیوں اور اندازوں (Estimates) سے اسے لاکھوں، اربوں اور کھربوں سال قبل کی تخلیق قرار دیا ہے، لیکن یہ مالک ارض وسما ہی بہتر جانتا ہے کہ کائنات کا ارتقاء کب ہوا۔

دوسرا سوال! کائنات کی تخلیق کس طرح ہوئی کے بارے میں ہے- قرآن مجید میں اس بارے میں بہت سی آیات موجود ہیں- جبکہ سائنس دانوں نے بھی اس سلسلے میں مثبت پیش رفت کی ہے۔ مختصر یہ کہ کائنات کی تخلیق سے پہلے اللہ رب العالمین کا عرش پانی پر تھا، نیم تاریکی اور گہرے پانی کے سوا کچھ نہ تھا۔

اللہ تعالیٰ نے کائنات کی تخلیق کا فیصلہ فرمانے سے پہلے پانی، عرش لوح اور قلم تخلیق فرمائی، پھر پانی سے بخارات اٹھائے اور یہ بخارات دھوئیں کی شکل اختیار کر گئے۔ کثافت بڑھنے، شدید دباؤ اور حرارت کے باعث دھواں پھٹا۔

ترجمہ: ”کیا کافروں نے نہیں دیکھا کہ آسمان اور زمین ملے ہوئے تھے تو ہم نے جدا جدا کر دیا اور تمام جاندار چیزیں ہم نے پانی سے بنائیں، پھر یہ

Marfat.com

لوگ ایمان کیوں نہیں لاتے۔"

(سورۃ انبیاء:۳۰)

سائنس دانوں نے علیحدگی کے اس عمل کو ایک عظیم دھماکہ (Big Bang) قرار دیتے ہوئے کائنات کی تخلیق کے سلسلے میں جو تھیوری پیش کی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے:

۱- کائنات کی تخلیق سے پہلے فضاء اور اطراف واکناف لامحدود تھے۔

۲- کائنات کی ابتداء مادے (دھوئیں) سے ہوئی۔

۳- مادے کی کثافت بڑھی، شدید دباؤ اور حرارت کے باعث بڑا دھماکہ (Big Bang) ہوا۔

۴- مادہ ٹکڑے ہو کر بکھرا، ٹھنڈا ہو کر سدیم بنا پھر کہکشائیں وجود میں آئیں۔

۵- کہکشاؤں میں عمل افتراق سے سیارے وجود میں آئے جن میں ایک سیارہ زمین بھی ہے، جو نظام شمسی سے مربوط ہے۔

تیسرا اہم سوال:

کائنات کی تخلیق میں کتنا وقت لگا اس سلسلے میں قرآن مجید کی آیت انتہائی غور طلب ہے۔

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ قف
یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ یَطْلُبُهٗ حَثِیْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ
وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍ بِاَمْرِهٖ ط اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ
تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ○

(سورۃ الاعراف: ۵۴)

ترجمہ: "بے شک تمہارا پروردگار تو وہ اللہ ہے جس نے پیدا کیا آسمان اور زمین کو چھ دنوں میں پھر اس نے قرار پکڑا عرش پر، وہ پردہ ڈالتا ہے

رات پر دن کا جو اس کی تلاش میں دوڑا چلا آ رہا ہے اور پیدا کیا سورج چاند اور ستاروں کو تابع اپنے حکم کے سنو اسی کے لئے ہے پیدا کرنا اور حکم دینا، بڑا ہی بابرکت ہے، اللہ پالنے والا سب جہانوں کا۔''

قرآن مجید میں کائنات کی تخلیق کے بارے میں بہت سی آیات میں بیان ہوا ہے۔ تاہم تفسیر ابن کثیر میں اس آیت کی وضاحت کچھ یوں کی گئی ہے۔

''تخلیق کائنات کے چھ دن یہ ہیں اتوار، پیر، منگل، بدھ، جمعرات اور جمعہ اور جمعہ ہی کے روز ساری مخلوق مجتمع ہوئی اور اسی روز حضرت آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے۔ ایام کے بارے میں اختلاف ہے کہ کیا دن ان دنوں کی طرح تھا یا یہ کہ ایک ہزار سال والا دن تھا۔ اب رہ گیا ہفتہ کا دن، اس دن کچھ پیدا نہیں کیا گیا، پیدائش اس روز منقطع تھی اسی لئے ساتویں دن یعنی ہفتہ کے دن کو یوم السبت کہتے ہیں اور ''سبت'' کے معنی قطع کے ہیں۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ تھاما اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہفتہ کے روز زمین پیدا کی اور اتوار کے روز پہاڑ پیدا کئے اور پیر کے روز درخت پیدا کئے۔ برائیاں اور مکروہات منگل کے روز، نور بدھ کے روز اور تمام جانور اور ذی روح جمعرات کے روز اور آدم علیہ السلام کو عصر کے بعد بروز جمعہ آخری گھڑی عصر اور مغرب کے درمیان۔''

(صحیح مسلم: ۲۱۴۹)

دونوں میں تعارض ہے، اس سلسلے میں تفسیر ابن کثیر میں کچھ اس طرح سے وضاحت کی گئی ہے۔

'' اس حدیث سے تو ساتوں دن مصروف ثابت ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے

Marfat.com

تو فرمایا ہے کہ چھ دن مصروفیت کے تھے- اسی لئے امام بخاریؒ نے اس حدیث کی صحت میں کلام کیا ہے کہ اس کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کعب احبارؒ سے سن کر کہہ دیا ہوگا-

ان چھ دنوں کی مصروفیت کے بعد وہ عرش پر جلوہ افروز ہوگیا- اس مقام پر لوگوں نے بہت کچھ خیال آفرینیاں کی ہیں جن کی تفصیل میں جانا مناسب نہیں ہے- ہم اس بارے میں صرف سلف صالحین کا مسلک اختیار کرتے ہیں یعنی مالک، اوزاعی، ثوری لیث بن سور، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ وغیرہ اور نئے پرانے آئمۃ المسلمین، اور وہ مسلک یہ ہے کہ اس پر یقین کر لیا جائے بغیر کسی کیفیت و تشبیہہ کے اور بغیر اس فوری خیال کی طرف ذہن لے جانے کے- غرض جو کچھ اللہ تعالی نے فرمایا ہے بغیر اس پر کچھ خیال آرائی اور شبہ کرنے کے تسلیم کر لیا جائے اور چون و چرا میں نہ پڑیں-"

(تفسیر ابن کثیر، ترجمہ مولانا محمد صاحب جونا گڑھی، جلد اول: ص ۹۳۲)

یہود و نصاریٰ کی کتاب مقدس یعنی پرانا اور نیا عہد نامہ میں کائنات کے ارتقاء کی تفصیل اس طرح سے بیان ہوئی ہے:

"خدا نے ابتداء میں زمین آسمان کو پیدا کیا اور زمین ویران اور سنسان تھی اور گہراؤ کے اُوپر اندھیرا تھا اور خدا کی روح پانی کی سطح پر جنبش کرتی تھی اور خدا نے کہا روشنی ہو جا اور روشنی ہوئی اور خدا نے دیکھا کہ روشنی اچھی ہے اور خدا نے روشنی سے تاریکی کو جدا کیا اور خدا نے روشنی کو تو دن کہا اور تاریکی کو رات اور شام ہوئی اور صبح ہوئی، سو پہلا دن ہوا"-

(پرانا اور نیا عہد نامہ، باب ۱: ۱-۵)

اسی طرح پیدائش، باب اول میں (آیات) ۱ تا ۳۱ میں چھ دنوں میں کائنات اور اس

Marfat.com

میں موجود تمام چیزوں کی تخلیقات کی تفصیل بیان کی گئی ہے، جبکہ باب دوم میں ساتویں دن کے بارے میں درج ہے:-

''سو آسمان اور زمین اور ان کے کل لشکر کا بنانا ختم ہوا اور خدا نے اپنے کام کو جسے وہ کر رہا تھا سے ساتویں دن فارغ ہوا اور خدا نے ساتویں دن کو برکت دی اور اسے مقدس ٹھہرایا، کیونکہ اس خدا نے ساری کائنات سے جسے اس نے پیدا کیا اور بنایا اور فارغ ہوا-''

(پرانا اور نیا عہد نامہ، پیدائش، باب ۲: ۱-۳)

قرآن مجید کی درج بالا آیات اور عہد نامہ قدیم، پیدائش، باب ۱-۲ کے متون سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ چھ دن میں کائنات کی تکمیل ہوئی اور اسے برکت دی اور ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْش - جبکہ عہد نامہ قدیم میں ساتواں دن فارغ ہوا اور اسے مقدس ٹھہرایا- ابن خلدون نے (مقدمہ ابن خلدون) بھی کائنات کی تخلیق کے حوالے سے ساتویں دن کو شامل کیا، یعنی مالک ارض وسماء نے تخلیق کا عمل مکمل ہونے پر (بجلی کے سوئچ کی طرح) اسے چلا دیا اور یوں کائنات کے چلنے کا عمل شروع ہو گیا-

یہ مماثلت قوی تر ہے سات آسمان، سات زمینیں اور سات دن، اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک دن کے بارے میں یوں وضاحت فرمائی ہے:

وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهُ ط وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِمَّا تَعُدُّوْنَ ○

(سورۃ حج: ۴۷)

ترجمہ: اور (یہ لوگ) تم سے عذاب کے لئے جلدی کر رہے ہیں اور خدا اپنا وعدہ ہرگز خلاف نہیں کرے گا اور بے شک تمہارے پروردگار کے نزدیک ایک روز

تمہارے حساب کی رو سے ایک ہزار برس کے برابر ہے۔"

یعنی اللہ کا ایک دن دنیا کے ایک ہزار سال کے برابر ہے، دوسرے لفظوں میں ہمارے 365000 دن اللہ تعالیٰ کے ایک دن کے برابر ہیں تو گویا اللہ تعالیٰ نے کائنات کی تخلیق دنیا کے دنوں اور سالوں کے حساب سے سات ہزار سال میں مکمل فرمائی۔

اہم نکتہ:

جتنی کسی چیز کی بلندی ہوتی ہے اتنی ہی اُس کی اترائی ہوتی ہے۔ اگر یہ کائنات سات ہزار سال میں تخلیق ہوئی ہے تو اس کا انجام بھی ممکن ہے سات ہزار سال میں ہو اور پھر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے اندازے مقرر کئے ہوئے ہیں اور اس میں ردوبدل ممکن نہیں ہے۔

قُلْ لَّكُمْ مِّيْعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَاخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ ○

(سورۃ سبا: ۳۰)

ترجمہ: "کہہ دو کہ تم سے ایک دن کا وعدہ ہے جس سے نہ ایک گھڑی پیچھے رہو گے اور نہ آگے بڑھو گے۔"

اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ وَمَآ اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ" كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ ○

(سورۃ قمر: ۵۰)

ترجمہ: "ہم نے ہر چیز مقررہ اندازے کے ساتھ پیدا کی ہے اور ہمارا حکم تو آنکھ کے جھپکنے کی طرح ایک بات ہوتی ہے۔"

یہود و نصاریٰ کے حساب (شمسی سالوں) سے حضرت آدم علیہ السلام کو اس زمین پر آئے سات ہزار سال بیت چکے ہیں۔ دُنیا کی مدت حیات کے بارے میں سہیلی کے حوالہ سے ابن خلدون نے مقدمہ ابن خلدون میں اس طرح بیان کیا ہے:

Marfat.com

"ممکن ہے آسمان زمین کی تخلیق کی مدت کے برابر دُنیا کی مدت مانی گئی ہو اور وہ سات ہی دن ہیں جن میں سے ہر دن ایک ہزار برس کا ہے۔"

اِنَّ یَوْمًا عِنْدَ رَبِّکَ کَاَلْفِ سِنَةٍ مِمَّا تَعُدُّوْنَ.

ترجمہ: "کہ ایک دن اللہ کے نزدیک تمہارے شمار سے ایک ہزار برس کا ہے"۔

صحیحین میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ اے مسلمانو! تمہارا کل زمانہ اگلی اُمتوں کے مقابلہ میں اتنا ہے، جتنا کہ عصر کی نماز سے مغرب کا وقت پھر فرمایا کہ میرے اور قیامت کے درمیان اس قدر فاصلہ ہے، شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی سے اشارہ فرمایا۔

"اور نماز عصر کے وقت کی تعیین ہر چیز کے سایہ اصلی کو چھوڑ کر دو مثل ہو جانے سے کی ہے اور اس کا حساب لگایا جائے تو نماز عصر سے مغرب تک کا وقت پورے دن کے ساتویں حصہ کا آدھا بیٹھتا ہے اور شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی کا فرق بھی تقریباً اسی قدر ہوتا ہے۔"

حضرت وہب بن منبہ (جو کہ یہود سے مسلمان ہوئے) کا قول ہے کہ دُنیا کی مدت بوقت ظہور اسلام پانچ ہزار چھ سو (۵۶۰۰) برس کی تھی۔ + 1400 = 7000 برس

(مقدمہ ابن خلدون: ترجمہ مولانا سعد اللہ یوسفی: ص:۳۶۱)

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تخلیق فرما کر اسے اشرف المخلوقات کے درجہ پر فائز کیا اور اسے زمین اتارتے ہوئے یہ پروانہ عطاء کیا۔

ترجمہ: "یہاں سے نکل جاؤ، تم ایک دوسرے کے دشمن ہو گے، اب تمہارے لئے زمین میں ٹھکانہ ہے اور ایک خاص مدت تک زمین پر سامان زندگی سے فائدہ اُٹھاؤ، اسی میں جیو گے اور اسی میں مرو گے، پھر اسی سے مرنے کے بعد اُٹھائے جاؤ گے۔"

(سورۃ الاعراف:24)

Marfat.com

کائنات کی تخلیق کب ہوئی، اس کا علم تو خدا کے پاس ہے، تاہم حضرت آدم علیہ السلام کا زمین اتارا جانا اسی طرف اشارہ ہے کہ ایک خاص مدت (یعنی دنیا کی مختصر مدت کی طرف رہنمائی کرتا ہے) تک زمین میں قیام، گویا کائنات کے انجام کا آغاز حضرت آدم علیہ السلام کے زمین پر اترنے کے ساتھ ہی ہوگیا اور یہ اس کی پہلی نشانی ہے۔

دُنیا میں کسی اچھے کاریگر کی سب سے آخر میں بنائی ہوئی چیز اس کے عمر بھر کے تجربے کا نچوڑ ہوتی ہے اور اسے نایاب اور منفرد چیز قرار دیا جاتا ہے۔

قارئین کرام! اللہ رب العالمین سب سے بڑا کارساز اور کاریگر ہے، اس کی سب آخری تخلیق حضرت انسان کائنات میں بے مثل ہے اور اسے وہ اعزاز و انعامات اور صلاحیتیں دربار رب العزت سے عطاء ہوئی ہیں جو کائنات کی تمام مخلوقات میں سے کسی کو نہیں بخشی گئیں اور اسے اپنے نائب کی حیثیت دے ڈالی، جبکہ اس کے قلب و روح کو خیر و شر کی قوتوں سے لیس کر کے میدان عمل میں مخصوص مدت کے لئے اتارا گیا ہے۔

جیسے جیسے دُنیا کی مدت حیات پوری ہو رہی ہے، انسان کا عقل و شعور اپنی انتہا کو پہنچ رہا ہے، اس چھ فٹ کے انسان نے زمین پر کھڑے ہو کر اپنی ذہانت کے بل بوتے پر آسمان پر کمند ڈال دی ہے، چاند کو جا چھوا ہے اور کائنات کے بہت سے سربستہ رازوں سے پردہ اٹھا دیا ہے۔ سائنس کے بل بوتے پر اب انسان نے اللہ تعالیٰ کے نظام کائنات میں مداخلت شروع کر دی ہے۔ انسانوں یہ حرکت اللہ رب العالمین کو پسند نہیں ہے، لہٰذا دنیا کی مدت حیات کے خاتمے کی یہ بھی ایک بڑی دلیل ہے اور وقت آ پہنچا ہے جسے یوم الحشر کہا گیا ہے۔

قیامت (یوم الفصل)

قیامت عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی موت کے بعد دوبارہ جی اُٹھنے کے ہیں، دوسرے لفظوں میں وہ دن جب ساری مخلوق زندہ ہو کر اپنے مالک حقیقی کے روبرو پیش ہوگی، اسی

کو ''یوم قیامت'' کہا گیا ہے۔

قرآن مجید میں بار بار اس بڑے دن سے خبردار کرتے ہوئے اسے یوم الدین (جزا و سزا کا دن)، یوم البعث (اٹھنے کا دن)، یوم الحساب (حساب کا دن)، یوم الحشر (اکٹھا کرنے کا دن)، اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ (جب قیامت واقع ہوگی) یوم آخرت (آخرت کا دن)، الساعۃ (گھڑی وہ وقت)، یَوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ (جس روز صور پھونکا جائے گا) اور یوم الفصل (فیصلہ کا دن) جیسے ناموں سے بیان کیا گیا ہے۔

قیامت کا وقت پہلے سے مقرر ہے:

قرآن مجید میں کئی ایسی آیات ملتی ہیں، جس سے پتہ چلتا ہے کہ کائنات اور اس میں موجود تمام اجسام و اجرام کی تخلیق کے ساتھ ہی اس کائنات کے انجام (قیامت) کا فیصلہ فرمالیا گیا تھا:

ترجمہ: ''وہی تو ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو تدبر سے پیدا کیا اور جس دن وہ فرمائے گا کہ ہو جا تو (حشر) برپا ہو جائے گا۔ اس کا ارشاد برحق ہے اور جس دن صور پھونکا جائے گا (اس دن) اسی کی بادشاہت ہوگی، وہی پوشیدہ اور ظاہر سب کا جاننے والا ہے اور وہی دانا اور خبردار ہے۔''

(سورۃ انعام:۷۳)

ترجمہ: ''ہم نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان دونوں میں ہے، مبنی برحکمت اور ایک مقررہ وقت (قیامت) تک کے لئے پیدا کیا ہے اور کافروں کو جس چیز کی نصیحت کی جاتی ہے اس سے منہ پھیر لیتے ہیں۔''

(سورۃ احقاف:۳)

Marfat.com

قیامت ضرور آئے گی:

(i) لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ○

(سورۃ قیامہ: ۱)

''میں قسم کھاتا ہوں قیامت کے دن کی''۔

(ii) اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ'' اَكَادُ اُخْفِيْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسعٰى.

(سورۃ طٰہٰ: ۱۵)

ترجمہ: ''یقیناً وہ گھڑی آنے والی ہے میں چاہتا ہوں کہ اس کے (وقت) کو پوشیدہ رکھوں تا کہ ہر شخص جو کوشش کرے اس کا بدلہ پائے۔''

(iii) اِنَّ الَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ يُؤْمِنُوْنَ ○ (سورۃ مومن: ۵۹)

ترجمہ: ''یقیناً قیامت تو آنے والی ہے اس میں کچھ شک نہیں لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں رکھتے۔''

اللہ تعالیٰ نے قیامت کی قسم کھائی ہے اور اس کے آنے میں کوئی شک نہیں ہے، انسان کیا سمجھتا ہے کہ قیامت کے روز ہم اس کی ہڈیاں جمع کرنے پر قادر نہ ہوں گے، بلکہ اس کے جوڑ جوڑ کو جمع کر کے دوبارہ اٹھا کھڑا کیا جائے گا اور پھر دنیا میں وہ جو بھی خیر و بد کرتا رہا ہے، اسے جزا و سزا کے عمل سے گزرنا پڑے گا۔

قیامت اچانک آئے گی:

اللہ تعالیٰ کا امر مخفی ہے اور جب یہ امر اچانک آئے گا تو کسی کو مہلت نہ ملے گی۔ لوگ جس کام میں بھی مصروف ہوں گے سب اسی طرح دھرے کے دھرے رہ جائیں گے اور قیامت

Marfat.com

آجائے گی۔

(i) وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ اَقْرَبُ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ".

(سورة نحل :۷۷)

ترجمہ: "اور آسمانوں اور زمین کا علم اللہ تعالیٰ کو ہی ہے اور اللہ کے نزدیک قیامت کا آنا یوں ہی ہے جیسے آنکھ کا جھپکنا بلکہ (اس سے بھی) جلد تر کچھ شک نہیں کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے۔"

(ii) بَلْ تَاْتِيْهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ۔

(سورة انبياء: ۴۰)

ترجمہ: "بلکہ قیامت ان پر ناگہاں آ واقع ہوگی اور ان کے ہوش کھو دے گی، پھر نہ تو وہ اس کو ہٹا سکیں گے اور ان کو مہلت دی جائے گی۔"

قیامت قریب آ گئی:

(i) يَسْئَلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ط قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ ط وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِيْبًا ○

(سورة احزاب: ۶۳)

ترجمہ: "وہ لوگ تم سے قیامت کے بارے میں دریافت کرتے ہیں (کہ کب آئے گی) کہہ دو کہ اس کا علم تو خدا کو ہی ہے اور تمہیں کیا معلوم ہے شاید قیامت قریب ہی آ گئی ہو۔"

(ii) اَللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَالْمِيْزَانَ ط وَمَا

Marfat.com

یُدرِیکَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِیبٌ ○

(سورۃ شوریٰ: ۱۷)

ترجمہ: خدا ہی ہے جس نے سچائی کے ساتھ کتاب نازل کی اور (عدل وانصاف کی) ترازو، اور تمہیں کیا معلوم شاید قیامت قریب ہی آ پہنچی ہو۔"

قیامت کے برپا ہونے کا عمل

اللہ تعالیٰ نے کائنات اور اس کی تمام مخلوقات کو اپنے نور سے پیدا فرمایا، اور ہر چیز سے اس کا رابطہ بالواسطہ یا بلاواسطہ طور پر ہر وقت موجود رہتا ہے۔

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط

(سورۃ نور: ۳۵)

"اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔"

اور فرشتوں سے فرمایا:

"جب اس کو صورت (انسان) میں درست کرلوں اور اس میں اپنی (بے بہا چیز) روح پھونک دوں تو اس کے آگے سجدہ میں گر پڑنا۔"

(سورۃ الحجر: ۲۸)

روح چونکہ نور کی تخلیق ہے اور اللہ تعالیٰ کا امر ہے، جب یہ امر واپس اٹھالیا جاتا ہے انسان مرجاتا ہے اور اس کا جسم بے کار ہو جاتا ہے۔ قیامت کے دن یہ امر دوبارہ داخل کیا جائے گا تو انسان پھر سے زندہ ہو جائے گا۔

بالکل اسی طرح پوری کائنات کی تخلیق اللہ کے نور سے کی گئی ہے۔ ورطہ حیرت میں ڈال دینے والے اجرام فلکی اور مظاہر قدرت سب اسی کے نور کا پرتو ہی تو ہیں۔ اگر انسان غور کرے تو ہر چیز میں جو اسے چمک دمک نظر آتی ہے، سمندروں کی روانی میں پہاڑوں اور چٹانوں کی سختی میں،

Marfat.com

زمین کی گہرائیوں میں، حشرات الارض میں، خورد بین سے نظر آنے والی مخلوق میں، لہلہاتی فصلوں میں، آسمان کی وسعتوں میں اور دنیا کی چہل پہل میں، الغرض ہر چیز میں اس کا نور نظر آتا ہے۔

کائنات کی ہر چیز کا رابطہ اللہ تعالیٰ (مرکز نور) سے بالواسطہ یا بلاواسطہ ہر وقت موجود ہے۔ پوری کائنات اس کے عرش (مرکز) سے (Gravity) کشش ثقل کی بنیاد پر قائم ہے۔ جیسے ہی اللہ تعالیٰ اپنا امر (نور) واپس لے گا، تمام اجرام فلکی اور اجسام ارضی کا رابطہ مرکز سے منقطع ہو جائے گا، تمام کی مرکز سے کشش ثقل (Gravity) ختم ہو جائے گی اور ہر چیز بے وزن ہو کر ریزہ ریزہ ہو جائے گی اور فضاء میں تیرنے لگے گی۔

سورج اور چاند بے نور ہو جائیں، ستارے مرجھا جائیں گے، سمندروں کو آگ لگ جائے گی اور پہاڑ (بے وزن ہو کر) ٹوٹ پھوٹ کر روئی کے گالوں کی طرح اُڑتے پھریں گے۔
قرآن مجید میں اس عمل کو قیامت کے برپا ہونے کا عمل کہا گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِذَاالشَّمْسُ كُوِّرَتْ ○ وَاِذَاالنُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ○
وَاِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ○

(سورۃ التکویر: ۱ — ۳)

ترجمہ: ”جب سورج لپیٹ لیا جائے گا اور ستارے بے نور ہو جائیں گے اور جب پہاڑ چلائے جائیں گے“۔

وَاِذَاالْبِحَارُ سُجِّرَتْ

(التکویر: ۶)

اور جب دریا آگ ہو جائیں۔
پھر فرمایا:

Marfat.com

اِذَاالسَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ○ وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ○
وَاِذَاالْبِحَارُ فُجِّرَتْ ○ وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ○
(سورۃ انفطار: ۱-۴)

ترجمہ: ''جب آسمان پھٹ جائے گا اور جب تارے جھڑ پڑیں گے۔ اور جب دریا بہہ کر ایک دوسرے سے مل جائیں گے اور جب قبریں اکھیڑ دی جائیں گی۔''

الغرض اس دن تمام کائنات اور مظاہر قدرت مرکز سے رابطہ منقطع ہونے کے سبب ٹوٹ پھوٹ جائیں گے، زمین جو کچھ اس کے اندر ہے اُگل دے گی، یہی قیامت کے برپا ہونے کا عمل ہے۔ یہ مالک ارض وسماء کے اختیار میں ہے، جب چاہے گا اسے برپا کردے گا۔

جولوگ قیامت کے برپا ہونے سے انکار کرتے رہے ہیں انہیں اس دن قبروں سے اُٹھا کھڑا کیا جائے گا اور سب کے سب عاجز اور درماندہ ہوکر جزاوسزا کے لئے گردنیں جھکائے باری تعالیٰ کے سامنے پیش ہوں گے:

يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتاً لِّيُرَوا اَعْمَالَهُمْ ○ فَمَنْ يَّعْمَلْ
مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهُ ○ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّيَّرَهُ ○
(سورۃ زلزال: ۶-۸)

ترجمہ: ''اس دن لوگ گروہ در گروہ ہوکر آئیں گے تا کہ اُن کو ان کے اعمال دکھا دیئے جائیں تو جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہوگی وہ بھی اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ بھر برائی کی ہوگی، وہ اسے دیکھ لے گا''۔

انبیاء کرام نے پہلی اُمتوں کو اس بڑے دن کے قائم ہونے اور جزاوسزا کے عمل سے ڈرایا ہے، جبکہ مسلمانوں کو بھی اس دن کی ہولناکی اور اس کے برپا ہونے کے بارے میں قرآن

مجید میں بار بار خبردار کیا گیا ہے، کفار مکہ اکثر حضور نبی کریم ﷺ سے سوال کرتے تھے کہ قیامت کب آئے گی۔ قرآن مجید میں اس کا جواب اس طرح سے دیا گیا ہے۔

ترجمہ: ''آپ سے سوال کرتے ہیں، قیامت کب آئے گی! تو آپ ان سے کہہ دیں، اس کی خبر میرے رب کے پاس ہے۔''

(سورۃ الاعراف: ۱۸۷)

قدرت کاملہ کی طرف سے قیامت کا قائم ہونا اس لئے بھی ضروری ہے کہ اس دنیا میں بڑے بڑے نمرود، فرعون اور شداد گزرے ہیں، جنہوں نے شیطان کے ورغلاوے اور معاونت سے خدائی دعوے کئے۔ کمزوروں پر ظلم کیا، معاشرے کو گمراہی اور ضلالت کی اتھاہ گہرائیوں میں دھکیل دیا، فساد فی الارض میں مبتلا ہوئے، خونِ ناحق سے کھیلے اور ایک معبود کی فرمانبرداری کی بجائے غیروں کے آگے سر جھکایا۔ انہیں حساب دینا ہوگا اور اس دن مظلوموں اور بے گناہوں کی دادرسی ضرور ہوگی۔

❁ ❁ ❁

Marfat.com

باب پنجم

قیامت کی علاماتِ صغریٰ

قیامت کی نشانیوں کے تذکرہ سے پہلے یہ وضاحت ضروری ہے کہ انسانیت کی فلاح و ہدایت اور رہنمائی کے لئے حضور نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے آخری نبی ﷺ (پیغمبر، رسول) مبعوث فرمایا اور آپ ﷺ خاتم النبیین کہلائے۔ آپ ﷺ کے بعد نبوت ورسالت کا سلسلہ ختم ہوگیا، لہٰذا قیامت کی نشانیوں کا ظہور آپ کی بعثت سے شروع ہوگیا جیسا کہ:

آپ ﷺ نے فرمایا:

مجھے اور قیامت کو اس طرح بھیجا گیا ہے جس طرح یہ دو انگلیاں باہم قریب ہیں۔

(صحیح بخاری، کتاب الرقاق: ۲۶-۱۴۲۵)

بے شک قیامت آنے کا علم تو اللہ تعالیٰ کو ہی ہے، تاہم اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کے ذریعہ سے علامات بیان کروادی ہیں۔ ایک مشہور حدیث اس طرف رہنمائی کرتی ہے۔

''حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''رسول اللہ ﷺ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور اس وقت سے لے کر قیامت تک جو کچھ ہوگا، اس کا ذکر کیا جس نے یاد رکھا، اس نے یاد رکھا اور جس نے بھلا دیا وہ بھول گیا، میرے ساتھی اس بات کو جانتے ہیں، ان میں کوئی چیز ظہور پذیر ہوتی ہے جس کو میں بھول چکا ہوں تو اس کو دیکھ کر مجھے یاد آجاتا ہے، جیسے ایک آدمی کسی کا چہرہ یاد رکھتا ہے، پھر وہ غائب ہوجاتا ہے، پھر جب اس کو دیکھتا ہے تو

Marfat.com

پہچان لیتا ہے۔"

(مشکوۃ ۱/۵۱۶۶: متفق علیہ)

اکابرین نے زمانی اعتبار سے قیامت کی علامات کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔

اوّل علامات صغریٰ، دوم علامات کبریٰ۔

حضور نبی کریم ﷺ سے حضرت امام مہدی کے زمانے تک پیش آنے والی نشانیوں کو "علامات صغریٰ" کہا جاتا ہے، جبکہ حضرت امام مہدی سے قیامت کے برپا ہونے تک کے زمانہ کی علامات کو علامات کبریٰ مانا گیا ہے۔ ابواب کی صف بندی کے اعتبار سے علامات کبریٰ کو اگلے باب میں رکھا گیا ہے۔

علامات صغریٰ

علامات صغریٰ کو اس باب میں کئی حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے تا کہ احادیث سے قیامت کی وہ علامات واضح ہو جائیں، جسے ہم اسباب اور وجوہات کا نام دیتے ہیں۔

(۱) زمانی علامات

(۲) دین سے بے رغبتی اور روگردانی

(۳) سماجی اور معاشرتی علامات

(۴) دولت کی کثرت اور معاشی علامات

(۴) ظہور امام مہدی سے قریب تر علامات اور فتنوں کی شدت (متفرق علامات)

(۱) زمانی علامتیں

(i) نبی کریم ﷺ کی بعثت اور وفات:

۱– عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رضی اللّٰہ عنہُ عَنْ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ۔

(صحیح بخاری، کتاب الرقاق: ۱۴۲۶)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ سے مروی ہے کہ:

''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں اور قیامت اس طرح بھیجے گئے (شہادت اور درمیانی اُنگلی کو اُونچا کر کے اشارہ فرمایا)۔''

یہی حدیث بخاری میں سہلؓ بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے:

ب۔ ''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری بعثت اور قیامت دونوں اس طرح قریب ہیں۔ آپ ﷺ نے اپنی دونوں انگلیوں (شہادت اور درمیان کی انگلی) کو لمبا کر کے بتایا۔''

(صحیح بخاری، کتاب الرقاق: ۱۴۲۵)

ج۔ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللّٰه عَنْهُ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي خِدْرِلَهُ، فَقُلْتُ: أُدْخِل ، قُلْتُ؟ فَقَالَ: أَدْخِلُ: أَكُلِّي؟ قَالَ : كُلُّكَ ، فَلَمَّا جَلَسْتُ، قَالَ: أَمْسِكَ سِتًّا تَكُوْنُ قَبْلَ السَّاعَةِ أُوْلٰهُنَّ وَفَاةُ نَبِيِّكُمْ قَالَ فَبَكَيْتُ.....)

(صحیح بخاری: کتاب الجزیة والموادعة: ۳۱۷۶)

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''میں نبی کریم ﷺ کے پاس گیا: آپ ﷺ اپنے خیمے میں تشریف فرما تھے، میں اجازت لے کر اندر داخل ہوا اور بیٹھا آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت سے پہلے چھ (علامتیں) یاد رکھو جن میں سے پہلی تمہارے نبی ﷺ کی

وفات ہے۔"

(ii) چاند کا شق ہونا:

قرآن مجید میں چاند کے ٹکڑے ہونے کا بیان ہے:

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ۝ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ۝

(سورۃ القمر: ۱-۲)

"قریب آ گئی گھڑی (قیامت کی) اور پھٹ گیا چاند اور اگر وہ دیکھ لیں کوئی معجزہ تو منہ موڑ لیں اس سے اور کہیں کہ یہ تو جادو ہے، ہمیشہ سے چلا آتا ہے۔"

اس سلسلے میں صحیح بخاری میں حدیث:

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ أَهْلَ مَكَّةَ سَاَلُوْا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّرِيَهُمْ اٰيَةً فَاَرَاهُمْ اِنْشِقَاقَ الْقَمَرِ.

(بخاری: کتاب المناقب: ۸۳۸)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"اہل مکہ نے نبی کریم ﷺ سے درخواست کی کہ کوئی نشانی دکھائیں۔ آپ ﷺ نے چاند کا پھٹ جانا ان کو دکھلایا۔"

اس حدیث کو مسلم اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔

کفار مکہ نے آپ ﷺ کو سچا نبی ماننے کے لئے مطالبہ کیا کہ ہمیں کوئی معجزہ دکھائیں تو اللہ تعالیٰ نے چاند کو دو ٹکڑے کر دیا۔ ایک ٹکڑا ایک پہاڑ اور دوسرا ٹکڑا دوسرے پہاڑ پر چلا گیا۔ چاند کے شق ہونے کا معجزہ دیکھ کر بھی کفار مکہ ایمان نہ لائے اور اپنی ہٹ دھرمی پر قائم رہے اور کہا کہ

Marfat.com

محمد ﷺ نے ہم پر جادو کر دیا ہے۔

درحقیقت یہ ایک معجزہ تھا اور قرآن مجید میں اسے قرب قیامت کی علامت بھی قرار دیا ہے۔

(iii) حضرت عمر رضی اللہ عنہ فتنوں کے درمیان رکاوٹ:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (صحابہؓ سے) کہا تم میں سے آنحضرت ﷺ کا ارشاد فتنہ اور فساد کے بارے میں کس کو یاد ہے۔ حضرت حذیفہؓ نے کہا، مجھ کو، جیسے آنحضرت ﷺ نے فرمایا، ویسا ہی یاد ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا اچھا بیان کرو، تم تو حدیث بیان کرنے میں بڑے بہادر معلوم ہوتے ہو۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا! آنحضرت ﷺ نے فرمایا: آدمی کو جو فساد اس کے گھر والوں، مال و دولت اور ہمسایہ کی وجہ سے ہوتا ہے۔ نماز، روزہ، اچھی بات کا حکم کرنا، بری بات سے منع کرنا، ان عبادتوں سے اس کا اتار (کفارہ) ہو جاتا ہے۔

حضرت عمرؓ نے کہا میں اس فساد کو پوچھتا ہوں جو سمندر کی موج کی طرح اُمڈ آئے گا (سب لوگ اس میں مبتلا ہو جائیں گے)۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: امیر المومنین تم کو اس کا کیا ڈر ہے، تمہارے اور اس کے درمیان تو ایک بند دروازہ ہے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا، وہ دروازہ کھولا جائے گا یا توڑا جائے گا؟ حذیفہؓ نے کہا توڑا جائے گا۔ حضرت عمرؓ نے کہا، پھر تو اس کا بند ہونا ہی مشکل ہے۔ وائلؒ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے کہا، کیا عمر رضی اللہ عنہ یہ دروازہ پہچانتے تھے۔ انہوں نے کہا ہاں، جیسے اس کا یقین تھا کہ آج کے بعد کل کا دن آئے گا، میں نے ان سے ایک حدیث بیان کی جو اٹکل پچو بات نہ تھی۔ وائلؒ کہتے ہیں ہم حذیفہؓ سے پوچھنے سے ڈرے (دروازہ کیا ہے) ہم نے مسروقؒ سے

Marfat.com

کہا، انہوں نے پوچھا۔ حذیفہؓ نے کہا وہ دروازہ خود عمرؓ تھے۔"

(صحیح بخاری، کتاب المناقب:۷۹۵)

وضاحت:

(۱) حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے اصولوں اور مزاج کے باعث اسلام پر سختی سے کاربند تھے، انہوں نے بلاد اسلام میں نہ صرف اضافہ کیا بلکہ اسلام پر زندگی گزارنے کے لئے شریعت پر سختی سے عمل بھی کروایا اور ان کے دور میں مسافر اور قافلے بے خوف وخطر سفر کرتے، انصاف کا بول بالا تھا اور پورا مسلم معاشرہ فتنوں سے پاک تھا۔

(۲) دروازے کے توڑے جانے سے مراد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت ہے، جبکہ اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی اور پھر مسلمانوں میں باہمی جدال وقتال شروع ہوگیا اور مختلف فتنوں نے سر اٹھایا، جیسے اُمت مسلمہ کا دو گروہوں میں تقسیم ہو جانا، خوارج کا فتنہ، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت وغیرہ۔

(iv) نبوت کے جھوٹے دعویدار اور دجالوں کا ظہور:

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهَ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لاَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یُبْعَثَ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ، قَرِیْبٌ مِنْ ثَلاَثِیْنَ كُلُّهُمْ یَزْعَمُ أَنَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ○

(بخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوة فی الاسلام)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

"حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تیس کے قریب دجال اور جھوٹے نبی ظاہر نہ ہو جائیں، ہر ایک یہ کہے گا میں اللہ کا رسول ہوں۔"

Marfat.com

حضور نبی کریم ﷺ کے بعد مسیلمہ کذاب، عنسی کذاب وغیرہ نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا- اسی طرح حضرت امام حسینؓ کی شہادت کے بعد خون حسین کا بدلہ لینے کے لئے مختار ثقفی نے اہل بیت سے محبت کا ڈھونگ رچایا اور بالآخر نبوت کا دعویٰ کر دیا- بعد میں آنے والے دور میں بھی کئی لوگوں نے پہلے اسلام کا لبادہ اوڑھا، پھر نبوت کا دعویٰ کرتے رہے اور کیفر کردار کو پہنچے- اس کے علاوہ بعض جابر اور ظالم حکمران بھی ہوئے ہیں، جن کے ہاتھوں مسلمانوں کا خون ناحق بہا، جیسے حجاج بن یوسف وغیرہ۔

وضاحت:

(۱) جھوٹی نبوت اور دجالوں کی تعداد ۳۰ بتائی گئی ہے۔

(۲) حضور نبی کریم ﷺ کے دور سے لے کر دجال اکبر کے آنے تک قیامت کی یہ نشانی پوری ہو رہی ہے۔

(۷) حجاز کے ملک سے ایک آگ کا نکلنا:

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَخْرُجَ نَارٌ مِنْ أَرْضِ الْحِجَازِ تُضِیْئُ اَعْنَاقَ الْاِبِلِ بِبُصْرٰى.

(بخاری، کتاب الفتن، باب خروج النار)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی، یہاں تک کہ حجاز سے ایک آگ نکلے گی جس سے بصریٰ کے اُونٹوں کی گردنیں روشن ہو جائیں گی-''

Marfat.com

وضاحت:

(۱) علاماتِ قیامت کے سلسلے میں یہ حدیث مُسلمانوں میں بہت زیادہ مشہور ہے اور زیادہ تر قیاس یہی کرتے ہیں کہ یہ حدیث اس آگ کے بارے میں ہے جو سب سے آخر میں نکلے گی اور لوگوں کو میدان محشر کی طرف دھکیلے گی۔

(۲) سرزمین عرب سے آگ کا نکلنا قیامت کی نشانی ہے۔

(۳) حضرت امام نوویؒ فرماتے ہیں: کہ ۶۵۴ھ میں مدینے کے مشرق کی طرف سے ایک بہت بڑی آگ روشن ہوئی، جس کے بارے میں شام اور دوسرے ممالک کے لوگ بھی واقف ہیں۔ حافظ ابن کثیرؒ وغیرہ بھی اس سے متفق ہیں کہ یہ آگ واقعی جمادی الثانی ۶۵۴ھ میں ظاہر ہو چکی ہے۔ یہ آگ تقریباً ایک مہینہ تک رہی، بصرہ کے لوگوں نے بھی گواہی دی کہ اس کی روشنی سے بصرہ کے اُونٹوں کی گردنیں روشن دکھائی دیں۔

(البدایہ والنھایۃ ابن کثیر)

(vi) امت مسلمہ کی قریش کے ہاتھوں تباہی:

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

''میں نے پیغمبر ﷺ سے سنا کہ جو سچے تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو سچا کہا تھا۔ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ قریش کے چند چھوکروں کے ہاتھوں سے میری اُمت تباہ ہوگی۔ مروان نے کہا اللہ ان پر لعنت کرے، چھوکروں کے ہاتھوں سے۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا اگر میں چاہوں تو ان کے نام بھی بیان کردوں، فلاں کے بیٹے فلاں کے بیٹے۔''

(صحیح بخاریؒ کتاب الفتن: باب قول النبی ﷺ)

(vii) بیماریاں (طاعون کی وباء):

عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَمْسِکْ سِتًّا تَکُوْنُ قَبْلَ السَّاعَۃِ..... مَوْتَانِ یَکُوْنُ فِیْ النَّاسِ کَقِصَاصِ الْغَنَمِ

(بخاری، کتاب الجزیۃ، باب یحذر من القدر)

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت سے پہلے چھ چیزیں یاد رکھو..... تم میں موت (وباء) پھیلے گی، جس طرح بکریوں میں طاعون (بیماری) پھیلتا ہے اور وہ مرنے لگتی ہیں۔''

(دوسری پانچ چیزیں یہ ہیں: میرا فوت ہونا، بیت المقدس کا فتح ہونا، مال کی زیادتی، ہونا، عام فتنہ جو عربوں کے گھروں میں ہوگا، مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان جنگ ہونا جس میں ۸۰ جھنڈے ہوں گے اور ہر جھنڈے کے نیچے بارہ ہزار کا لشکر ہوگا)۔

(اسے ابن ماجہ اور ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے)

وضاحت:

(۱) طاعون کی وباء خلفاء راشدین کے زمانے میں پھیل چکی ہے، اس کے علاوہ بعد کی صدیوں میں بھی طاعون کی وباء مختلف علاقوں میں پھیلتی رہی۔ برصغیر میں بیسویں صدی کی دوسری دہائی (۱۹۱۵-۱۹۲۰ء) میں پھیل چکی ہے، جس سے بے شمار انسانی جانوں کا ضیاع ہوا۔

(۲) ہارٹ اٹیک، بلڈ پریشر اور حادثاتی (ایکسیڈنٹ) اموات بھی اب کثرت سے ہونے لگی ہیں۔

(۳) قیامت کی یہ علامتیں پوری ہو رہی ہیں۔

(۲) دین محمدی سے بے رغبتی

(i) امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو چھوڑنا (وعدہ، امانت) :

۱— عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: كَيْفَ بِكُمْ وَبِزَمَانٍ يُوْشِكُ اَنْ يَاْتِيَ، يُغَرْبَلُ النَّاسِ فِيْهِ غَرْبَلَةً، وَيَبْقٰى حُثَالَةٌ" مِنَ النَّاسِ: قَدْ مَرِجَتْ عُهُوْدُهُمْ وَاَمَانَاتُهُمْ فَاخْتَلَفُوْا، وَكَانُوْا هٰكَذَا؟ (وَشَبَّكَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ) قَالُوْا: كَيْفَ بِنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِذَا كَانَ ذٰلِكَ؟ قَالَ: تَاْخُذُوْنَ بِمَا تَعْرِفُوْنَ، وَتَدَعُوْنَ مَاتُنْكِرُوْنَ وَتُقْبِلُوْنَ عَلٰى خَاصَّتِكُمْ وَتَذَرُوْنَ اَمْرَ عَوَامِكُمْ.

(ابن ماجه: ابواب الفتن: باب التثبت فی الفتنه)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''رسول کریم ﷺ نے فرمایا: بہت جلد ایسا وقت آئے گا نیک لوگ اٹھا لئے جائیں گے اور برے لوگ باقی رہ جائیں گے، وعدہ اور امانت خلط ملط (پہچان) ہو جائیں گے، لوگ بالکل بگڑ جائیں گے، اچھے اور برے لوگ آپس میں یوں مل جائیں گے، اور آپ نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر دکھائیں۔ صحابہؓ نے عرض کیا؟ اگر ایسا وقت ہم پر آجائے تو کیا کریں، آپ ﷺ نے فرمایا: جسے نیکی سمجھو اس پر عمل کرنا اور جسے برا سمجھو اسے چھوڑ دینا اور اس وقت اپنے قابل اعتماد لوگوں کے پاس چلے جانا اور دوسروں کو ان کے حال پر چھوڑ دینا۔''

Marfat.com

ب- حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت ابوموسیٰؓ اشعری سے مروی ہے کہ:

''آنحضرت ﷺ نے فرمایا: قیامت کے قریب، کچھ پہلے ہی ایسے دن آئیں گے جن میں جہالت اُتر آئے گی اور دین کا علم اُٹھ جائے گا اور ہرج یعنی خون ریزی بہت ہوگی۔''

(صحیح بخاری، کتاب الفتن: باب ظہور الفتن)

(ii) نیک لوگوں کا خاتمہ:

(الف) عَنْ مِرْ دَاسٍ الْاَسْلَمِیِّ ص قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: یَذْھَبُ الصَّالِحُوْنَ الْاَوَّلُ فَالْأَوَّلُ وَیَبْقٰی حُفَالَۃٌ'' کَحُفَالَۃِ الشَّعِیرِ أَ وِالتَّمْرِ لَا یُبَالِیْھِمُ اللّٰہُ بَالَۃً.

(بخاری، کتاب الرقاق: باب ذھاب الصالحین)

حضرت مرداس اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

''آنحضرت ﷺ نے فرمایا (قیامت کے قریب) نیک لوگ دنیا سے اُٹھ جائیں گے، ایک کے بعد ایک اور جو کے بھوسے کے کچرے کی طرح کچھ لوگ دنیا میں رہ جائیں گے، جن کی اللہ تعالیٰ کو کچھ ذرا بھی پرواہ نہ ہوگی۔''

(ب) عَنْ حُذَیْفَۃَ بْنِ الْیَمَانِ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی تَقْتُلُوْا اِمَامِکُمْ تَجْتَلِدُوْا بِاَسْیَفِکُمْ وَیَرِثُ دُنْیَاکُمْ شِرَارُکُمْ۔

(ترمذی، کتاب الفتن، باب مَا جَآفِی الْامْرِ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّھِیْ عَنِ الْمُنْکَرِ)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

Marfat.com

"حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس پروردگار کی قسم کہ میری جان جس کے مبارک ہاتھ میں ہے کہ قیامت اُس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ تم اپنے امام کو قتل نہ کرو گے اور آپس میں ایک دوسرے کو نہ مارو گے اپنی تلواروں سے، اور جب تک بدترین لوگ تمہارے وارث نہ ہو گے یعنی حکمران بدتر ہوں گے۔"

(ج) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

"حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اِس پروردگار کی قسم کہ جس کے مبارک ہاتھ میں میری جان ہے کہ قیامت اِس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تم اپنے امام کو قتل نہ کرو گے اور آپس میں ایک دوسرے کو نہ مارو گے اپنی تلواروں سے، اور جب تک بدترین لوگ تمہارے وارث نہ ہوں گے یعنی حکمران بدتر ہوں گے۔"

(ترمذی، کتاب الفتن، باب ماجآ فی الامر بالمعروف والنھی عن المنکر)

(د) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

"حضور نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا: اللہ تعالیٰ دین کا علم بندوں سے چھین کر ختم نہیں کرے گا، بلکہ عالموں کو اُٹھا کر (یعنی علماء کی موت) علم اُٹھالے گا، جب کوئی عالم باقی نہ رہے گا تو لوگ جاہلوں کو پیشوا (رہنما) بنالیں گے، ان سے مسئلہ پوچھیں گے وہ بے علم فتوے دیں گے، خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔"

(صحیح بخاری، کتاب العلم، باب کیف یقبض العلم)

(iii) دین پر رہنا مشکل ہوگا:

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ

Marfat.com

اللّٰہِ ﷺ یَأْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ الصَّابِرُ فِیْهِمْ عَلٰی دِیْنِهٖ كَالْقَابِضِ عَلَى الْجَمَرِ○

(ترمذی ، کتاب الفتن: باب ماجآ فِی النَّهِی)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ صابر (نیک لوگ) اس وقت اپنے دین پر ایسا مصیبت میں ہوگا جیسے چنگاری (آگ کا کوئلہ) کا ہاتھ میں لینا۔''

(iv) دین غریب الدیار:

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِنَّ الْاِسْلَامَ بَدَأَ غَرِیْبًا وَسَیَعُوْدُ غَرِیْبًا كَمَا بَدَأَ فَطُوْبٰی لِلْغُرَبَاءِ، قِیْلَ: وَمَنِ الْغُرَبَاءُ؟ قَالَ النُّزَّاعُ مِنَ الْقَبَائِلِ○

(ترمذی: ۲۶۱۹)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اسلام کا آغاز اجنبی (حالت) میں ہوا تھا اور اسی طرح اختتام بھی (اجنبی) حالت میں ہوگا، لہٰذا اجنبی لوگوں (مسلمانوں) کے لئے خوشخبری ہے۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ اجنبی کون ہے؟ فرمایا: جو قبائل بغرض ہجرت (اسلام کے لئے) وطن سے نکل گئے ہوں، (یعنی اسلام سکڑ کر مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ میں آجائے گا)۔''

(v) صرف جان پہچان والوں کو سلام کرنا:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ رَسُوْلُ

Marfat.com

اللہ ﷺ : اِنَّ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ يُسَلِّمُ الرَّجُلُ عَلَى الرَّجُلِ لاَ يُسَلِّمُ عَلَيْهِ اِلَّا لِلْمَعْرِفَةِ.

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ:

''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ ایک آدمی دوسرے کو صرف جان پہچان کی وجہ سے سلام کرے گا۔''

(مسند الامام احمد، اشراط الساعۃ: ۵/۲۱۳)

قرب قیامت کی یہ نشانی پوری ہو چکی ہے، لوگ اپنے جاننے والوں کے علاوہ کسی دوسرے اجنبی شخص کو سلام نہیں کرتے۔

(vi) دنیا کے بدلے دین کو بیچنا:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت سے پہلے فتنے شب تاریک کے ٹکڑوں کی طرح رونما ہوں گے۔ ایک آدمی صبح کو مومن ہوگا اور شام کو کافر ہوگا۔ شام کو مومن ہوگا تو صبح کے وقت کافر ہوگا۔ بہت سی قومیں دنیا کے مال اور دولت کے بدلے اپنا خون بیچ ڈالیں گے۔''

وضاحت بترتیب حدیث:

۱۔ مسلمانوں میں برے کام سے بچنے اور نیک کام کرنے کی ترغیب دینے کا عمل ختم ہوتا جا رہا ہے۔ گناہ اتنا زیادہ ہو گیا ہے کہ گناہ کو گناہ نہیں سمجھا جاتا۔ وعدہ خلافی اور امانت میں خیانت معمول کی بات ہے۔

۲۔ نیک لوگ آہستہ آہستہ ختم ہوتے جا رہے ہیں۔

Marfat.com

۳۔ حق بات کہنا اور دین پر رہنا انتہائی مشکل ہوتا جا رہا ہے۔

۴۔ لوگ محض دنیاوی مقاصد کے لیے علم سیکھتے ہیں۔ والدین اپنے بچوں کو انگریزی زبان اور دیگر علوم زرکثیر خرچ کر کے سکھاتے ہیں، جب کہ قرآن وحدیث کے علم کی طرف توجہ نہیں دی جاتی۔

(۳) سماجی اور معاشرتی علامات

(i) قیامت کی اہم معاشرتی علامت:

والدین کی نافرمانی ہوگی، لونڈی اپنے مالک کو جنے گی اور ننگے پاؤں والے سردار ہوں گے۔

۱۔عَنْ اَبِیْ هُرِیرَةَ ﷺ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: يَوْمًا بَارِزاً فَاَتَاهُ رَجُل" فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَتَى السَّاعَةُ؟ فَقَالَ: مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ وَلٰكِنْ سَاُخْبِرُكَ عَنْ اَشْرَاطِهَا، اِذَا وَلَدَتِ الْاَمَةُ رَبَّتَهَا، فَذٰلِكَ مِنْ اَشْرَاطِهَا، وَاِذَا كَانَتِ الْحُفَاةُ الْعُرَاةُ رُؤُوْسَ النَّاسِ فَذٰلِكَ مِنْ اَشْرَاطِهَا، وَاِذَا تَطَاوَلَ رِعَآءُ الْغَنَمِ فِی الْبُنْيَانِ، فَذٰلِكَ مِنْ اَشْرَاطِهَا فِیْ خَمْسٍ لَايَعْلَمُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ: فَتَلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَافِی الْاَرْحَامِ..... (الاٰية)

(ابن ماجه ، كتاب الفتن باب ، باب الشراط الساعة)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

"آنحضرت ﷺ ایک روز صحابہ کرامؓ کے ساتھ تشریف فرما تھے۔

Marfat.com

ایک آدمی حاضر ہوا اور پوچھنے لگا: یارسول اللہ ﷺ: قیامت کب آئے گی:
رسول کریم ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا: ''قیامت کے بارے میں جس سے پوچھا گیا ہے وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا (یعنی تمہاری طرح مجھے بھی اس کا علم نہیں) لیکن میں تجھے اس کی بعض علامات بتادیتا ہوں۔''

۱- جب عورت اپنا مالک (یعنی نافرمان اولاد) جنے تو یہ قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔

۲- جب ننگے پاؤں، ننگے بدن والے لوگوں کے سردار بنیں تو یہ قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔

۳- اور جب بکریاں چرانے والے بلند و بالا عمارتیں تعمیر کریں، یہ قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔

۴- قیامت کا وقت ان پانچ چیزوں میں سے ہے، جن کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں، پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

ترجمہ: ''بے شک قیامت کا علم اللہ ہی کے پاس ہے۔ وہی بارش برساتا ہے (اسی کو علم ہے کہ بارش کب ہوگی) ماؤں کے رحموں میں جو کچھ ہے اسے بھی وہی جانتا ہے، کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا (اللہ جانتا ہے) نہ ہی کوئی شخص یہ جانتا ہے کہ وہ کس جگہ فوت ہوگا (اللہ جانتا ہے)۔''

(سورۃ لقمان: ۳۴)

(ii) عزیز اقارب اور پڑوسیوں کا قتل:

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت سے پہلے ہرج ہوگا۔ میں نے عرض کیا رسول اللہ ﷺ ہرج کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''قتل''

بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! قتل تو اب بھی ہوتا ہے، ہم ایک ایک سال میں کتنے کتنے مشرکوں کو قتل کر دیتے ہیں- آپ ﷺ نے فرمایا: ہرج سے مراد مشرکوں کا قتل نہیں، بلکہ تم لوگ (مسلمان) آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرو گے، حتّٰی کہ آدمی اپنے پڑوسی، اپنے چچازاد اور اپنے عزیز و اقارب کو قتل کرے گا-"

(ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب الثبت فی الفتنۃ)

(iii) ہمسایوں، رشتہ داروں سے برا سلوک:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

"حضور نبی ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی، حتیٰ کہ بے حیائی پھیل جائے گی، قطع تعلقی عام ہوگی (رشتہ داروں سے) اور ہمسائیگی بری ہوگی"

(مسند احمد، اشراط الساعۃ: ۶۵۱۱)

(iv) اخلاقی اقدار کا خاتمہ:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

"آنحضرت ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی، جب تک دنیا کے اعتبار سے سب سے بڑا خوش نصیب اسے سمجھا جائے گا، جو خاندانی کمینہ اور احمق ہوگا- (یعنی عزت دار ذلیل اور ذلیل عزت دار ہو جائے گا)-

(ترمذی، کتاب الفتن: باب الشراط الساعۃ)

(v) بوڑھوں کا جوان نظر آنا (سیاہ خضاب لگا کر):

عَنْ اِبْنِ عَبَاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ:

يَكُوْنُ قَوْمٌ يَخْضِبُوْنَ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ السَّوَادَ كَحَوَاصِلِ الْحَمَامِ، لاَ يَرِيْحُوْنَ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ.

(ابو داؤد: كتاب اللباس: باب ماجاء فی خضاب السواد)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

''رسول کریم ﷺ نے فرمایا: آخری زمانے میں کچھ لوگ کبوتر کے سینے جیسا سیاہ خضاب لگائیں گے، ایسے لوگ جنت کی خوشبو بھی نہ پا سکیں گے۔''

(سنن نسائی اور مسند احمد نے بھی اِسے روایت کیا ہے)

(vi) گانا بجانا، شراب اور بے حیائی کا پھیلنا:

(ا) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ اَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: سَيَكُوْنُ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ خَسْفٌ وَقَذْفٌ وَمَسْخٌ: قِيْلَ وَمَتٰى ذٰلِكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ اِذَا ظَهَرَتِ الْمَعَازِفُ وَالْقَيْنَاتُ وَاسْتُحِلَّتِ الْخَمْرُ.

(رواه الطبرانی: مجمع الزوائد: كتاب الفتن)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: آخری زمانے میں خسف، قذف اور مسخ ہوں گے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یارسول اللہ کب ایسا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جب گانے بجانے کے آلات اور گانے والی عورتیں (گلوکارائیں) ظاہر ہوں گی اور شراب کو حلال سمجھ لیا جائے گا۔''

ب۔ عبدالرحمٰن بن غنم کہتے ہیں کہ مجھ سے کہ حضرت ابو عامر یا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ (ابوداؤد کی روایت میں ابو مالک ہے بغیر شک کے) نے:

Marfat.com

''کہ انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے سنا: آپ ﷺ فرماتے ہیں: میری اُمت میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو زنا، شراب اور باجوں کو (یعنی گانے بجانے) کو اپنے اُوپر (ثقافت کی آڑ میں) حلال کرلیں گے اور پھر ایسا ہوگا کہ (ان میں سے) کچھ لوگ ایک پہاڑ کے بازو پر اتریں گے، شام کو ان کا چرواہا ان کے جانور لے کر ان کے پاس آئے گا (جیسے) کوئی حاجت مند ان کے پاس آئے تو اس سے کہیں ارے فقیر کل آنا، لیکن کل تک وہ بچتے کہاں اللہ تعالیٰ رات ہی انہیں (ان کی سرکشی اور بے حیائی کی وجہ سے) ہلاک کردیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان پر پہاڑ گرادیں گے، ان میں سے جو بچ جائیں گے انہیں اللہ تعالیٰ بندر اور خنزیر بنادے گا اور یہ قیامت تک اسی حالت میں رہیں گے''۔

(صحیح بخاری، کتاب الاشربة، باب مَاجَآء فیمن یستحل الخمر ویسمیه بغیر اسمه)

ج- حضرت عمران بن حصن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری امت میں خسف، مسخ اور قذف ہوں گے- صحابہ کرامؓ میں سے کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ کب ہوگا؟ آپ نے فرمایا: جب گانے بجانے والیاں عام ہوجائیں اور شراب پی جائے-''

(ترمذی، کتاب الفتن، باب اشراط الساعة)

(د) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''حضور نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا کہ: علم کا اُٹھ جانا، جہالت کا پھیل جانا، زنا کی کثرت، شراب نوشی، مردوں کی کمی عورتوں کا زیادہ ہونا (پچاس عورتوں کے لئے ایک مرد) یہ سب قیامت کی نشانیاں ہیں-''

(صحیح بخاری: کتاب النکاح: باب یقل الرجل و یکثر النساء)

Marfat.com

(vii) لباس کے باوجود عورتیں ننگی:

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صِنْفَانِ مِنْ اَهْلِ النَّارلَمْ اَرَهُمَا، قَوْمٌ مَعَهُمْ سِیَاطٌ كَاَذْنَابِ الْبَقَرِ یَضْرِبُوْنَ بِهَا النَّاسَ وَنِسَآءٌ كَاسِیَاتٌ عَارِیَاتٌ مُمِیْلَاتٌ مَائِلَاتٌ رُءُوْسُهُنَّ كَاَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ لَا یَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا یَجِدْنَ رِیْحَهَا وَرِیْحُهَا لَیُوْجَدُمِنْ مَسِیْرَةِ كَذَا.

(صحیح مسلم: کتاب صفة المنافقین، باب جهنم أعاذنا اللّٰه مِنها)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جہنم میں جانے والی دو قسمیں ایسی ہیں جو میں نے ابھی تک نہیں دیکھیں۔ ایک وہ لوگ ہیں جن کے پاس بیل کی دموں کی طرح کوڑے ہوں گے، جن سے وہ (اپنی رعایا) کو ماریں گے۔ دوسری قسم ان عورتوں کی ہے جو کپڑے پہننے کے باوجود ننگی ہوتی ہیں، مردوں کو بہکانے والیاں اور خود بہکنے والیاں، ان کے سر بختی اُونٹوں کی کوہانوں کی طرح (بالوں میں جوڑا لگانے کی وجہ سے) ایک طرف جھکے ہوں گے۔ ایسی عورتیں جنت میں نہ جائیں گی، نہ جنت کی خوشبو پاسکیں گی، جبکہ جنت کی خوشبو دور سے آتی ہے۔''

(viii) زنا اور شراب نوشی کی کثرت:

(ا) عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: یَقُوْلُ اِنَّ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ یُرْفَعَ الْعِلْمُ وَیَكْثُرَ الْجَهْلُ

وَيَكْثُرَ الزِّنَا وَيَكْثُرَ شُرْبُ الْخَمْرِ وَيَقَلَّ الرِّجَالُ وَيَكْثُرَ النِّسَآءُ حَتّٰى يَكُوْنُ بِخَمسِيْنَ اِمْرَأَةً اَلْقَيِّمُ الْوَاحِدُ.

(بخاری ، کتاب النکاح، باب یقل الرجال ویکثر النساء)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''حضور نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہیں کہ علم اُٹھ جائے گا، جہالت چھا جائے گی، زنا عام ہوگا، شراب نوشی کی کثرت ہوگی اور مردوں کی کمی ہوگی اور عورتوں کی کثرت، حتیٰ کہ پچاس پچاس عورتوں کے لئے ایک مرد ہوگا۔''

(ب) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

''نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: علم دین اُٹھ جائے گا، جہالت پھیل جائے گی، شراب پی جائے گی اور کھلم کھلا زناء ہوگا، یہ قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب العلم، باب رفع العلم فی آخر الزمان)

(ج) مردوں کا عورتوں سے مشابہت کرنا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''حضور نبی کریم ﷺ نے ان مردوں پر لعنت کی ہے جو عورتوں سے مشابہت کریں (زنانے بنیں) ، اسی طرح ان عورتوں پر بھی لعنت جو مردوں کی مشابہت کریں۔''

(صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب المتشبھون بالنساء والمتشبھات بالرجال)

(د) شرم گاہ اور پیٹ کے فتنے:

(مراد زناء اور حرام کی کمائی، رشوت کا پیسہ، شراب، سود وغیرہ)

حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مجھے تمہارے بارے میں تمہارے پیٹوں کو گمراہ کرنے والی خواہشات، شرمگاہ کو گمراہ کرنے والی خواہشات اور گمراہ کرنے والے فتنوں کے بارے میں بہت زیادہ ڈر ہے۔''

(مسند احمد: مجمع الزوائد، کتاب الفتن)

۴- دولت کی کثرت اور معاشی علامات

(i) جھوٹ، مکروفریب اور دھوکہ دہی:

(الف) عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی تَظْهَرَ الْفِتَنُ وَیَکْثُرَ الْکِذْبُ وَیَتَقَارَبَ الْاَسْوَاقُ.

(مسند احمد، اشراط الساعة: ۲/ ۵۱۹)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''آنحضرت ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی، جب تک فتنے ظاہر نہ ہوں، جھوٹ کی کثرت ہو جائے اور تجارتی مراکز (بازار) قریب نہ ہو جائیں۔''

(ب) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جلد ہی لوگوں پر ایسا وقت آئے گا جس میں ہر طرف دھوکہ دہی ہوگی، جھوٹ کو سچ اور سچ کو جھوٹ سمجھا جائے گا۔ امانت دار کو خائن اور خائن کو امانت دار سمجھا جائے گا اور رویبضہ خوب بولے گا۔ صحابہ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ رویبضہ کون ہے؟ آپ ﷺ نے

فرمایا: عوام الناس کے معاملات پر اختیار رکھنے والا کمینہ آدمی۔''

(ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب شدہ الزمان ۲/ ۳۲۶۱)

شاید اس سے مراد ایجنٹ، سیلز مین اور دلال وغیرہ ہے۔ بہر حال آپ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ چرب زبانی سے ناقص اور گھٹیا مال کو معیاری قرار دے کر فروخت کیا جاتا ہے۔

(ii) سود اور حرام کی کمائی کا فتنہ:

(الف) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: یَاْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَان'' مَایُبَالِی الرَّجُلُ مِنْ اَیْنَ اَصَابَ مِنْ حَلاَلَ اَوْ حَرَامٍ.

(سنن نسائی ، کتاب البیوع ،باب اجتناب الشبهات فی الکسب)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جب کوئی پرواہ نہ کرے گا کہاں کہاں سے مال پیدا کیا، حلال سے خواہ حرام سے''۔

(ب) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ :قَالَ یَاْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَان'' یَاْکُلُوْنَ الرِّبَا فَمَنْ لَمْ یَاْکُلْهُ اَصَابَهُ مِنْ غُبَارِهٖ.

(سنن نسائی ، کتاب البیوع ،باب اجتناب الشبهات فی الکسب)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ایک زمانہ ایسا آوے گا جب لوگ سود کھائیں گے اور جو نہ کھائے گا اس پر بھی سود کا غبار پڑے گا۔''

(جس طرح سود کی رقم آگے کسی اور کے پاس آتی ہے یا بنک کا لین دین وغیرہ)

Marfat.com

(iii) حق کو چھپانا، جھوٹی گواہی، قطع رحمی، قلم کا ظہور (اشاعت پریس)

(الف) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: اِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ شَهَادَةُ الزُّوْرِ وَكِتْمَانَ الْحَقِّ.

(مسند احمد: اشراط الساعة)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت سے پہلے جھوٹی گواہی دینے والے اور حق کو چھپانے والے لوگ ہوں گے''۔

(ب) حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت سے پہلے یہ نشانیاں ظاہر ہوں گی: (۱) جان پہچان کے لوگوں کو سلام کرنا (۲) تجارت کا عام ہونا، حتیٰ کہ بیوی اپنے شوہر کی تجارت میں مددگار ہوگی (۳) قطع رحمی (۴) جھوٹی گواہی، سچی گواہی کو چھپانا (۶) قلم کا ظہور (اشاعت پریس)۔''

(مسند احمد، اشراط الساعۃ)

(iv) مال و دولت کی فراوانی:

(الف) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَفِيْضَ الْمَالُ وَتَظْهَرَ الْفِتَنُ وَيَكْثُرَ الْهَرْجُ.

(ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب اشراط الساعۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی، حتیٰ کہ مال

Marfat.com

کی کثرت ہو جائے، فتنے ظاہر ہوں اور ہرج (قتل) بہت زیادہ ہوں۔"

(ب) حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

"حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ آدمی اپنے سونے کا صدقہ لے کر پھرے گا اور کوئی نہ ملے گا کہ اس کو قبول کر لے اور ایک شخص کسی دوسرے شخص کو دیکھے گا کہ اس کے پیچھے چالیس چالیس عورتیں لگی ہوں گی اور پناہ پکڑیں گی۔ ایسا مردوں کے کم ہونے اور عورتوں کے زیادہ ہونے کی وجہ سے ہوگا۔"

(صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب بیان انّ اسم الصدقۃ یقع علی کل نوع من المعروف)

(ج) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

"حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ مال بہت زیادہ نہ ہو جائے اور بہہ نہ نکلے، یہاں تک کہ ایک آدمی زکوۃ لے کر نکلے گا اور کسی کو نہ پاوے گا جو اس کو قبول کرے یہاں تک زمین عرب میں چراگاہیں اور نہریں ہو جائیں گی۔"

(صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب بیان انّ اسم الصدقۃ یقع علی کل نوع من المعروف)

(۷) تجارت عام ہوگی اور عورت شوہر کا ہاتھ بٹائے گی:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

"رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت سے پہلے سلام جان پہچان والوں کو کیا جائے گا۔ تجارت اس قدر عام ہوگی کہ بیوی (تجارت میں) اپنے شوہر کی معاون ہوگی۔"

(مسند احمد، اشراط الساعۃ)

Marfat.com

(۵) امام مہدی کے ظہور سے قریب تر علامات:

قارئین کرام! امام مہدی کے ظہور سے پہلے جب یہ اہم علامات رونما ہو جائیں گی اور امت مسلمہ کی بے کسی اور بے چارگی کی حالت دیکھ کر دین اور دنیا کی سوجھ بوجھ رکھنے والا مسلمان سمجھ جائے گا کہ امام مہدی کے آنے میں اب زیادہ دیر نہیں اور ان کا ظہور کسی بھی وقت ہو سکتا ہے۔

(i) خلافت اور اسلام کی کڑیاں ٹوٹنا:

عَنْ اَبِیْ أُمَامَةَ الْبَاهِلِّي رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَتَنْتَقِضَنَّ عُرَى الإِسْلَامِ عُرْوَةً فَكُلَّمَا اِنْتَقَضَتْ عُرْوَةٌ تَشَبَّثَ النَّاسُ بِالَّتِیْ تَلِيْهَا فَأَوَّلُهُنَّ نَقْضاً اَلْحُكْمُ وَآخِرُهُنَّ الصَّلَاةُ.

(مسند احمد: ۳۱۶/۵)

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اسلام کی کڑیاں ایک ایک کر کے ٹوٹتی جائیں گی۔ جب ایک کڑی ٹوٹے گی تو لوگ دوسری کڑی پکڑ لیں، سب سے پہلی کڑی ''حکم'' (امر خلافت) اور سب سے آخر میں ٹوٹنے والی کڑی نماز ہوگی، یعنی اقامت الصلوۃ (نماز قائم کرنے والی) کی کڑی ٹوٹ جائے گی۔

وضاحت:

(۱) قیامت کی یہ نشانی پوری ہو چکی ہے۔

(۲) اسلامی خلافت ٹوٹ چکی ہے، اسلامی نظام عدل (Islamic Law) کی بجائے مغربی قوانین (European Laws) کے تحت عدالتوں میں فیصلے ہوتے ہیں۔

Marfat.com

(۳) اُمت مسلمہ قرآن سے رہنمائی چھوڑ کر مغرب کے افکار و خیالات اپنا چکی ہے اور سنت نبوی پر عمل پیرا رہنے والوں کی زندگی مشکل سے مشکل تر ہوتی جا رہی ہے۔

(۴) پاکستان میں بالغ مرد اور عورتوں میں بمشکل ۱۰ فیصد لوگ نماز پنجگانہ کے پابند ہیں، کچھ نے صبح کی پڑھ لی، باقی اللہ جانے جبکہ مسلمانوں کی اکثریت نماز نہیں پڑھتی۔

(۵) مسلمان ممالک میں دین کی عجیب و غریب توجیہات پیش کی جا رہی ہیں۔

(ii) حکمرانوں کا فتنہ:

ا— ظالم اور جابر حکمران :

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنْ طَالَ بِکَ مُدَّة" أَوْشَکْتَ أَنْ تَرٰی قَوْماً یَغْدُوْنَ فِیْ سَخْطِ اللّٰهِ وَیَرُوْحُوْنَ فِیْ لَعْنَتِهٖ فِیْ أَیْدِیْهِمْ مِثْلَ أَذْنَابِ الْبَقَرَةِ.

(صحیح مسلم: کتاب الجنة، باب النار یدخلها الجبارون)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''میں نے حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان سنا، آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تمہاری عمر لمبی ہوئی تو تم ایک ایسی کو قوم دیکھو گے جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور غصے میں صبح کرے گی اور اللہ کی لعنت میں شام کرے گی، ان کے ہاتھوں میں بیلوں کی دموں کی طرح لاٹھیاں ہوں گی۔''

ب— نااہل حکمران:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رسول اللّٰه ﷺ: اِذَا ضُیِّعَتِ

Marfat.com

اَلْاَمَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ، قَالَ: كَيْفَ اِضَاعَتُهَا يَارَسُوْلَ اللّٰه قَالَ: اِذَآ اُسْنِدَ الْاَمْرُ اِلٰى غَيْرِ اَهْلِهٖ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ۔

(صحیح بخاری ، کتاب الرقاق ، باب رفع الأمانة)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب امانت ضائع کی جائے اس وقت قیامت کا انتظار کر۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے دریافت کیا، یارسول اللہ ﷺ امانت کیسے ضائع جائے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جب حکومت ان لوگوں کو دی جائے جو اس کے اہل نہ ہوں (یعنی نااہل) تو قیامت کا انتظار کر۔''

ج۔ عورتوں کی حکمرانی:

عَنْ أَبِىْ بَكْرَةَ ؓ قَالَ لَقَدْ نَفَعَنِىَ اللّٰهُ بِكَلِمَةٍ أَيَّامَ الْجَمَلِ لَمَّا بَلَغَ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ أَنَّ فَارِسًا مَلَّكُوْا ابْنَةَ كِسْرَى قَالَ لَنْ يُفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْا أَمْرَهُمُ امْرَأَةً.

(صحیح بخاری، کتاب الفتن: ۷۱۱۱)

''حضرت ابوبکرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''انہوں نے کہا کہ جنگ جمل کے واقعہ میں اللہ تعالیٰ نے مجھ کو ایک کلمہ سے فائدہ دیا جو میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے سنا ہوا تھا یہ کہ جب آنحضرت ﷺ کو یہ خبر پہنچی کہ ایران والوں نے کسری کی بیٹی کو بادشاہ بنایا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا، وہ قوم کبھی فلاح نہیں پاسکتی، جو عورت کو اپنا حکمران بنالے۔''

Marfat.com

د- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

''آنحضرت ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی، جب تک قحطان قبیلے کا ایک شخص لوگوں کو اپنی چھڑی سے نہ ہانکے گا۔''

(صحیح بخاری، کتاب الفتن: باب ظہور الفتن)

وضاحت:

(۱) قیامت کی یہ نشانیاں پوری ہو چکی ہیں۔

(۲) ایسے حکمران گزشتہ کئی صدیوں سے پیدا ہو رہے ہیں اور آج کے دور میں تقریباً تمام مسلم ممالک کی سربراہی ایسے حکمرانوں کے ہاتھوں میں ہے، اور ان کے اہلکار خلق خدا پر ظلم کرتے ہیں۔

(۳) آج اُمت مسلمہ کے حکمران بظاہر وعظ و نصیحت اور احکام خداوندی اور سنت نبوی کریم ﷺ کی اتباع کا دعویٰ کرتے ہیں، جبکہ درحقیقت وہ سنت پر عمل پیرا ہونے سے روکتے ہیں اور خلاف شریعت احکام زبردستی عوام پر مسلط کرتے ہیں۔

(۴) عورت کی حکمرانی کے بارے میں واضح حدیث موجود ہے، لیکن اس کے باوجود دو بار پاکستان کی وزیراعظم ایک عورت رہ چکی ہے۔

(۵) امام مہدی کے ظہور سے قبل عرب کے قحطان قبیلے سے ایک شخص حکمران ہوگا، جو لوگوں پر ظلم کرے اور لاٹھیوں سے ہانکے گا۔

(iii) زلزلوں کی کثرت:

ا- حضرت عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''حضور نبی کریم ﷺ نے ہمیں پیادہ جہاد کرنے کے لئے بھیجا تاکہ ہم مال غنیمت لائیں، ہم واپس لوٹے اور کچھ مال غنیمت حاصل نہ ہوا۔ ہمارے چہروں

Marfat.com

پر آپ ﷺ نے مشقت کا اثر دیکھا- آپ ﷺ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے -فرمایا: اے اللہ ان کے کام میری طرف نہ سونپ میں ضعیف ہو جاؤں گا اوران کوان کی جانوں کی طرف نہ سونپ، وہ اس سے عاجز رہ جائیں گے- ان کو لوگوں کی طرف نہ سونپ وہ ان کی حاجتوں پر اپنی حاجتوں کو مقدم رکھیں گے، پھر اپنا ہاتھ میرے سر پر رکھا، فرمایا: اے ابن حوالہ جس وقت تو دیکھے کہ خلافت مقدس زمین پر اتر چکی ہے، اس وقت زلزلے، فکر وغم اور بڑے بڑے امور قریب آجائیں گے- قیامت اس وقت اُس قدر قریب ہوگی جیسا کہ میرا ہاتھ تیرے سر کے قریب ہے (روایت کیا اس کو ابوداؤد نے)-"

(مشکوۃ، ج سوم، ۱۳/۵۲۱۳)

ب- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعالٰی عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ ﷺ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یُقْبَضَ الْعِلْمُ وَتَکْثُرَ الزَّلَازِلُ وَیَتَقَارَبَ الزَّمَانُ وَتَظْهَرَ الْفِتَنُ وَیَکْثُرَ الْهَرْجُ وَهُوَ الْقَتْلُ اَلْقَتْلُ حَتّٰی یَکْثُرَ فِیْکُمُ الْمَالُ فَیَفِیْضَ-

(صحیح بخاری، کتاب الاستسقاء، باب ما قیل في الزَّلازل والآیات)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

"حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا،: قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک (دین کا) علم اُٹھ نہ جائے، زلزلے بکثرت آئیں گے، وقت گھٹ جائے گا، فتنے ظاہر ہوں گے، ہرج بہت زیادہ ہوگا، ہرج سے مراد قتل اور مال اور دولت کی فراوانی ہو جائے بلکہ بہنے لگے گا-"

Marfat.com

وضاحت:

(۱) قیامت کی یہ علامت گذشتہ کئی صدیوں سے پوری ہورہی ہے۔

(۲) قیامت کا برپا ہونا شدید زلزلے کی صورت میں ہوگا۔

(۳) گزشتہ صدی سے زلزلے بکثرت آرہے ہیں اور ان زلزلوں میں لاکھوں انسان مرچکے ہیں۔ جاپان، ترکی، ایران، پاکستان اور دنیا کے ہر ملک میں زلزلے آتے رہے ہیں۔لیکن گزشتہ ۱۰ سال سے زلزلوں کی کثرت ہوگئی ہے۔

دوسال قبل ماہ رمضان میں پاکستان کے شمال مشرقی (آزاد کشمیر، صوبہ سرحد) علاقوں میں شدید زلزلہ آیا جس سے دولاکھ سے زائد ہلاکتیں، لاتعداد زخمی اور اربوں کی املاک تباہ ہوئیں۔

(۴) ۲۰۰۰ء کے بعد زلزلے آنے کی شدید کثرت ہوتی جارہی ہے، تقریباً ہر ماہ دنیا کے کسی نہ کسی خطہ میں زلزلہ آتا ہے اور بدستور زلزلے کے جھٹکے محسوس کئے جارہے ہیں، جو کہ کسی بہت بڑی تباہی کا پیش خیمہ ہوسکتے ہیں۔

(iv) وقت کا جلدی گزرنا:

(۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: یَتَقَارَبُ الزَّمَانُ وَیُلْقَی الشُّحُّ وَتَظْهَرُ الْفِتَنُ وَیَکْثُرَ الْهَرْجُ.

(صحیح بخاری، کتاب الفتن: باب ظهور الفتن)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

"حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (قیامت سے پہلے) وقت جلدی جلدی گزرے گا۔ نیک اعمال گھٹ جائیں، بخیلی دلوں میں سما جائے گی، فتنے فساد پھوٹ پڑیں گے اور ہرج بہت ہوگی۔"

Marfat.com

ب- حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ:

''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی، حتیٰ کہ وقت تیزی سے گزرنے لگے گا۔ سال مہینے کے برابر، مہینہ ہفتہ کے برابر، ہفتہ دن کے برابر اور دن گھنٹہ کی طرح گزرے گا اور گھنٹہ کھجور کی شاخ کے خشک پتوں کے جلنے کے وقت کی طرح گزرے گا۔''

(مسند احمد، اشراط الساعۃ، الجزالاول: ٦٧)

(۷) بلند و بالا عمارات بنانا:

(۲) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهُ ﷺ: قَالَ: لاَ تَقُوْمُ السَّاعَةَ..... حَتّٰی یَتَطَاوَلَ النَّاسُ فِیْ الْبُنْیَانِ وَحَتّٰی یَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ فَیَقُوْلُ یَالَیْتَنِیْ مَکَانَهُ.

(صحیح بخاری، کتاب الفتن: باب ظهور الفتن)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی..... حتیٰ کہ لوگ بلند و بالا عمارات بنائیں گے (اور ان پر فخر کریں گے) اور ایک شخص دوسرے شخص کی قبر پر سے گزرے اور کہے کاش میں اس کی جگہ (مر گیا) ہوتا۔''

(ب) ''جب تم دیکھو گے کہ جسم و بدن سے ننگے فقیر مفلوک الحال اور بکریاں چرانے والے چرواہے (بدو) بڑی بڑی عمارتیں بنانے میں مقابلہ کریں گے (تو قیامت بہت قریب ہوگی)۔''

(مسلم کتاب: کتاب الایمان)

اسے ترمذی، مسند احمد، نسائی میں بھی بیان کیا گیا ہے۔

Marfat.com

وضاحت:

(۱) قیامت کی یہ نشانی مکمل طور پر پوری ہو چکی ہے۔

(۲) بڑی بڑی عمارات، پلازے ٹریڈ سنٹر، شاپنگ سنٹر منہ بولتا ثبوت ہیں۔

(۳) عرب ممالک کویت، بحرین، متحدہ عرب امارت اور سعودی عرب میں فلک بوس پلازے اور شاپنگ سنٹرز عربوں کے بارے (عرب کے چرواہوں) میں رہنمائی کرتے ہیں، حال ہی میں دنیا کی سب سے اُونچی عمارت متحدہ عرب امارات (دبئ) میں ''برج دبئ'' کے نام سے تعمیر کی جارہی ہے جس کا ذکر آئے روز اخباروں میں ہورہا ہے۔

''اس عمارت کی کل اُونچائی ۲۲۷۶ فٹ ہوگی، جبکہ ۱۶۸۰ فٹ تک اونچی منزلیں تعمیر ہو چکی ہے۔ برج دبئ کی ۱۴۱ منزلیں ہوں گی، جو دنیا کی کسی بھی عمارت سے زیادہ ہیں۔ اس کی تعمیر ۲۱ ستمبر ۲۰۰۴ء میں شروع تھی جو کہ ۲۰۰۸ء میں مکمل ہوگی، اس عمارت کو ۱۰۰ کلومیٹر دور سے دیکھا جاسکے گا، یاد رہے کہ اس سے قبل دنیا کی بلند ترین عمارت تائیوان میں تھی جس کی اُونچائی ۱۶۶۷ فٹ ہے۔''

(vi) پے در پے فتنوں کا ظہور:

حضرت امام مہدی کے ظہور سے قبل رونما ہونے والے فتنوں میں شدت آجائے گی۔ اس سلسلے میں صحاح ستہ کی تمام کتب میں احادیث موجود ہیں، تاہم طوالت سے بچنے کے لئے یہاں صرف بخاری شریف سے احادیث اور ترجمہ پیش ہے۔

۱۔ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: قَالَ أَشْرَفَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى أُطُمٍ مِنْ آطَامِ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ هَلْ تَرَوْنَ مَا أَرَى قَالُوْا لاَ قَالَ فَإِنِّيْ لَأَرَى الْفِتَنَ تَقَعُ خِلاَلَ بُيُوْتِكُمْ كَوَقْعِ الْقَطْرِ.

(بخاری، کتاب الفتن: باب قول النبی ﷺ وَيْلٌ لِلْحَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِاقْتَرَبَ)

Marfat.com

''حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''حضور نبی اکرم ﷺ مدینہ کے ٹیلوں میں سے ایک پر چڑھے اور (صحابہؓ) سے پوچھا جو میں دیکھتا ہوں وہ تم دیکھتے ہو، انہوں نے کہا نہیں یارسول اللہ، آپ ﷺ نے فرمایا، میں فتنوں کو دیکھ رہا ہوں، وہ بارش کے قطروں کی طرح تمہارے گھروں میں ٹپک رہے ہیں۔''

ب- عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: اِسْتَيْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةً فَزِعًا، يَقُوْلُ: سُبْحَانَ اللّٰهِ مَاذَا أَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْخَزَائِنِ؟ وَمَاذا أَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْفِتَنِ ؟ مَنْ يُؤقِظُ صَوَاحِبَ الْحُجُراتِ، يُرِيْدُ أَزْوَاجَهُ، لِكَيْ يُصَلِّيْنَ؟ رُبَّ كَاسِيَةٍ فِيْ الدُّنْيَا عَارِيَةٌ فِيْ الْاٰخِرَةِ.

(صحیح بخاری ، کتاب الفتن،باب ظهور الفتن)

اُم المومنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

''آنحضرت ﷺ سوتے وقت گھبرائے ہوئے جاگے، آپ ﷺ نے فرمایا: سبحان اللہ اس رات کو اللہ تعالیٰ نے کیا کیا خزانے اتارے (جو مسلمانوں کے ہاتھ آئے، جیسے روم اور ایران کے خزانے) اور کیا کیا فتنے اور فسادات اتارے، اور حجرے والیوں (ازواج مطہرات) کو کون جگائے، تاکہ اُٹھیں اور تہجد پڑھیں، دیکھو بہت سی عورتیں ایسی ہیں جو دنیا میں لباس پہنے ہوں گی، مگر آخرت میں نیکیوں سے خالی ہوں گی (یعنی ننگی ہوں گی)۔''

(صحیح بخاری، کتاب الفتن، باب ظہور الفتن)

Marfat.com

ج- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''آنحضرت ﷺ نے فرمایا: کئی ایسے فتنے ہوں گے جن میں بیٹھ رہنے والا، کھڑے رہنے والے سے بہتر ہوگا اور کھڑا رہنے والا، چلنے والے اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ (ایسے وقت میں جو شخص ان فتنوں کو جھانکے گا وہ اس میں مبتلا ہو جائے گا) ایسے وقت میں جو شخص جہاں پناہ کی جگہ پاوے وہاں پناہ حاصل کر لے۔''

(صحیح بخاری، کتاب الفتن: باب ظہور الفتن)

د- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: دیکھو فتنہ اِدھر سے آئے گا، ادھر سے (مشرق کی طرف اشارہ کیا) (مسلم) جہاں سے شیطان کی چوٹی نکلتی ہے یا سورج کا سر نمودار ہوتا ہے۔''

(صحیح بخاری، کتاب الفتن: باب ظہور الفتن)

(۵) عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی ص عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ فِیْ الْفِتْنَهِ كَسِّرُوْا فِيْهَا قِسِيَّكُمْ وَقَطِّعُوْا فِيْهَا اَوْتَارَكُمْ وَاَلْزِمُوْا فِيْهَا اَجْوَافَ بُيُوْتِكُمْ وَكُوْنُوْا كَابْنِ اٰدَمَ.

(ترمذی کتاب الفتن: باب مَادَآءَ فِیْ اِتِّخَاذِالسَّیْفِ مِنْ خَشَب)

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: فتنہ کے زمانہ میں توڑ ڈالو اپنی کمانیں اور کاٹ ڈالو ان کی زین اور لازم پکڑو گوشہ مکان کو اور ہو جاؤ ابن آدم کی مانند، یعنی ہابیل کی مثل کہ جس نے مقتول ہونے پر صبر کیا۔''

Marfat.com

(vii) آنے والا زمانہ پہلے زمانہ سے بدتر ہوگا:

''زبیر بن عدی سے روایت ہے:

''ہم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، ہم نے ان سے حجاج بن یوسف (ظالم) کا شکوہ کیا، جو جو مصیبتیں اس کی طرف سے ہم کو پہنچ رہی تھیں، انہوںؓ نے کہا: صبر کرو اس کے بعد جو زمانہ آئے گا، وہ اس سے بھی بدتر ہوگا۔ اسی طرح ہوتا رہے گا، یہاں تک کہ تم اپنے پروردگار سے مل جاؤ گے، میں نے یہ تمہارے پیغمبر سے سنا ہے۔''

(صحیح بخاری، کتاب الفتن، باب ظہور فتن)

(viii) زندہ لوگوں کا قبروں والوں پر رشک کرنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی، جب تک ایک ایک آدمی دوسرے آدمی کی قبر پر گزر کر یوں نہ کہے گا، کاش اس کی جگہ میں (قبر میں) ہوتا (یعنی مر گیا ہوتا)۔''

(صحیح بخاری، کتاب الفتن: باب ظہور الفتن)

(ix) عرب میں بت پرستی دوبارہ شروع ہونا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

''آنحضرت ﷺ نے فرمایا، قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی، جب تک دوس قبیلے کی عورتیں ذوالخلصہ کے بت خانہ میں چوتڑ مٹکاتی نہ پھریں۔ ذوالخلصہ ایک مقام کا نام ہے، جہاں پر دوس قبیلے کا بت تھا۔ جاہلیت کے زمانہ میں اس کو لوگ

Marfat.com

پوجا کرتے تھے"۔

(صحیح بخاری، کتاب الفتن: باب ظہور الفتن)

(xi) اندھادھند قتل وغارت:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَیَأْتِیَنَّ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ" لَّا یَدْرِیْ الْقَاتِلُ فِیْ اَیِّ شَیْءٍ قَتَلَ وَلَا یَدْرِیْ الْمَقْتُوْلُ فِیْ اَیِّ شَیْءٍ قُتِلَ.

(صحیح مسلم کتاب الفتن وأشراط الساعة)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ قتل کرنے والا نہ جانے گا، اس نے قتل کیوں کیا اور مقتول نہ جانے گا وہ قتل کیوں ہوتا ہے (ایسے اندھا دھند فساد ہوں گے اور لوگ ناحق مارے جائیں گے)۔"

وضاحت:

(۱) حضرت امام مہدی کے ظہور سے قبل فتنوں کی شدت میں تیزی آجائے گی۔ بیسویں صدی میں ہم اپنی آنکھوں سے یہ سب کچھ دیکھ رہے ہیں۔

(۲) عورتوں کی بد اعمالیوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔ آج مسلمان عورتیں اخلاق، کردار، نشست و برخاست اور لباس میں یہود و نصاریٰ کی عورتوں کی تقلید کر رہی ہیں اور شریعت محمدی کی پاسداری کا ہرگز خیال نہیں، قیامت کی یہ نشانی پوری ہو چکی ہے۔

(۳) بد سے بدتر زمانہ: یہ نشانی بھی عرصہ سے پوری ہو رہی ہے، پہلے زمانے اچھے تھے،

Marfat.com

اب بد سے بدتر وقت آ رہا ہے۔

(۴) فتنوں کی شدت کا یہ رنگ الامان ان سے بچنے کی جائے پناہ نہیں مل رہی۔ گھر میں موسیقی، کیبل، ڈش، فحش فلمیں، باہر عریاں عورتیں، خوراک میں حرام وحلال کی آمیزش، مسجدوں میں فتنے (تفرقہ بازی)، امامت کرنے والے کو ملنے والا اعزازیہ (تنخواہ دار) حرام کی کمائی کا یا حلال کی کمائی، اذان اور تکبیر پڑھنے والا رشوت خور، بددیانت، کاروبار میں ملاوٹ، بددیانتی، حرام وحلال کی آمیزش سود کا کاروبار، دونمبری مال، جھوٹ اور فریب کے ذریعہ تجارت اور خرید وفروخت الغرض گھر سے نکلنے سے لے کر گھر واپس آنے تک فتنے ہی فتنے، یہ علامات پوری ہو چکی ہیں۔ (اللہ تعالیٰ محفوظ فرمائے)

(۵) حضور نبی کریم ﷺ نے مشرق کی طرف اشارہ فرما کر بیان فرمایا کہ فتنے ادھر سے آئیں گے (نجد عراق وغیرہ)۔

(۶) فتنوں، ظلم وجبر، قتل وغارت، ناانصافی، دین بچانا مشکل تر ہو گیا، صاحب ایمان دنیا میں ہونے والے اس اندھیر سے بچنے کے لئے قبروں پر جا کر حسرت سے کہیں: کاش اس کی جگہ مجھے موت آ گئی ہوتی اور میں قبر میں اتر گیا ہوتا، آج ذلت ورسوائی میں یہ دن نہ دیکھنے پڑتے۔ یہ علامت پوری ہو چکی ہے۔

(۷) عرب کے لوگوں کا بت پرستی میں مشغول ہو جانا اور شرک میں مبتلا ہونا۔ ذوالخلصہ جنوبی طائف کے علاقے میں ہے۔ اس علاقے کے لوگ ذوالخلصہ کے بت خانہ کی پرستش میں مبتلا ہو گئے تھے، لیکن شاہ عبدالعزیز کے زمانہ میں لوگوں کو تبلیغ کی گئی اور حکومت نے بزور طاقت اس درگاہ کو مسمار کروا دیا گیا۔

دیگر مسلم ممالک بالخصوص پاکستان اور بھارت میں بعض مزاروں پر غیر شرعی حرکات سکنات دیکھنے میں آتی ہیں۔ مزاروں پر جہلاء کی اکثریت عجیب وغریب نذرانے

Marfat.com

اور منتیں مانتی ہے- قیامت کی یہ علامت بھی پوری ہو رہی ہے۔

(۸) دور جدید کے بم دھماکے، بسنت اور شادیوں کے تہواروں پر فائرنگ سے لوگ روزانہ مر رہے ہیں، کسی دھماکہ یا فائرنگ کرنے والے کو معلوم نہیں ہوتا کہ مرنے والا کون ہے اور اِس کی مقتول سے کیا دشمنی ہے، اِسی طرح مقتول کو یہ معلوم نہیں کہ قاتل اِسے کیوں قتل کر رہا ہے۔ قیامت کی یہ نشانی بھی روزانہ پوری ہوتی دکھائی دے رہی ہے۔

(xii) عیسائیوں کی کثرت ہونا (تعداد اور طاقت میں)

عَنْ الْمُسْتَوْرَدِالْفَهْرِی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّه' قَالَ لِعَمْرِوبْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهﷺ قَالَ: تَقُوْمُ السَّاعَةُ وَالرُّوْمُ أَكْثَرُ النَّاسِ، فَقَالَ، لَه' عَمْرُو بْنِ الْعَاصِ: أَبْصِرْ مَاتَقُوْلُ! قَالَ: أَقُوْلُ مَاسَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهﷺ قَال: لَئِنْ قُلْتَ ذَاکَ اِنَّ فِيْهِمْ لَخِصَالاً أَرْبَعًا: اِنَّهُمْ لأَحْلَمُ النَّاسِ عِنْدَ فِتْنَةٍ وَأَسْرَعُهُمْ اِفَاقَةً بَعْدَ مُصِيْبَةٍ وَأَوْشَكُهُمْ كَرَّةً بَعْدَ فَرَّةٍ وَ خَيْرَهُمْ لِمِسْكِيْنٍ وَيَتِيْمٍ وَضَعِيْفٍ وَخَامِسَةٌ حَسَنَةٌ جَمِيْلَةٌ: وَأَمْنَعُهُمْ مِنْ ظُلْمِ الْمُلُوْكِ.

(صحیح مسلم ، کتاب الفتن، باب تقوم الساعة والروم اکثر الناس)

(اسے مسند احمد میں بھی بیان کیا گیا ہے)

حضرت مستورد رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے کہا کہ:

''میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ: قیامت سے پہلے رومی (عیسائی) تعداد میں سب سے زیادہ ہوں گے۔ حضرت عمرو بن العاصؓ نے کہا

Marfat.com

کہ غور کرو کیا بات کر رہے ہو؟ مستورد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تو وہی کہہ رہا ہوں جو میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ عمرو بن العاصؓ نے کہا اگر تو کہتا ہے (تو سچ ہے) کیونکہ عیسائیوں میں چار خصلتیں ہیں:

(۱) مصیبت کے وقت بربادی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ (۲) مصیبت اور مشکل کے بعد جلد ہی سنبھل جاتے ہیں۔ (۳) بھاگنے (شکست) کے بعد سب سے پہلے حملہ کرتے ہیں۔ (۴) مسکینوں، یتیموں اور کمزوروں کے حق میں بہتر ہیں۔ اور پانچویں خوبی ان میں یہ ہے کہ بادشاہوں کو ظلم و جبر سے روکنے والے ہیں۔

وضاحت:

(۱) قیامت کی یہ علامت ظاہر ہو چکی ہے۔

(۲) عیسائی اس وقت دُنیا کی مردم شماری کے مطابق آبادی میں سب سے زیادہ ہیں۔

(۳) دفاعی صلاحیت اور اقتصادی اعتبار سے بھی عیسائی اس وقت سپر پاور ہیں۔

(xiii) یہودیوں اور عیسائیوں کی تقلید:

(الف) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللّٰه عنه عن النَّبِیِّ ﷺ قال: لاَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی تَاْخُذَ اُمَّتِیْ بِاَخَذِ الْقُرُوْنِ قَبْلَهَا شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ: فَقِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰهُ ﷺ كَفَارِسٍ وَالرُّوْمِ فَقَالَ: وَمَنِ النَّاسِ اِلَّا اُوْلٰئِکَ.

(بخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة باب قول النبی ﷺ لتتبعن سنن من کان قبلکم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی، جب تک میری اُمت پہلی اُمتوں کے طور طریقے اختیار نہ کر لے، اگر وہ ایک بالشت چلیں گے تو تم بھی ایک بالشت چلو گے اور اگر وہ ایک ہاتھ چلیں گے تو تم بھی ایک ہاتھ کے برابر چلو گے۔ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ گزشتہ اُمتوں سے مراد کون لوگ ہیں، آتش پرست اور نصرانی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ نہیں تو اور کون۔

(ب) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم لوگ اپنے سے پہلی امتوں کے نقش قدم پر چلو گے (یہاں تک کہ) اگر وہ دو ہاتھ چلیں گے تو تم بھی دو ہاتھ چلو گے وہ ایک ہاتھ چلیں گے تو تم بھی ایک ہاتھ چلو گے، وہ ایک بالشت چلیں گے تو تم بھی ایک بالشت چلو گے، حتی کہ اگر وہ گوہ (چوہے کی طرح جانور ہے) کے سوراخ میں ہوں گے تو تم بھی اس میں داخل ہو گے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا ''یارسول ﷺ! پہلی امتوں سے آپ کی مراد یہود و نصاریٰ ہیں؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''تو اور کون؟''

(ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب افتراق الامم)

وضاحت:

(۱) یہودیوں اور عیسائیوں کی تقلید کی علامت بھرپور طریقے سے پوری ہو چکی ہے۔

(۲) جنگ عظیم اول کے بعد تقریباً تمام مسلم ممالک یورپ کے ہاتھوں مفتوح ہو چکے تھے، لیکن جنگ عظیم دوم کے بعد مسلم ممالک آزاد ہونا شروع اور ۱۹۶۰ء تک تقریباً تمام مسلمان آزادی حاصل کر چکے تھے۔ تاہم ذہنی اور فکری اعتبار سے امت مسلمہ یہود و نصاریٰ (اہل مغرب) کی ہی غلام رہی، یہ ذہنی اور فکری غلامی جسمانی غلامی سے بھی بدتر ہے۔ انہیں اپنے اجداد کی کوئی چیز اور طریقہ پسند نہیں۔ انگریزی لباس، انگریزی زبان،

Marfat.com

انگریزی قانون، یورپ کا نظام تعلیم، سیاست، سماجی، اقتصادی الغرض ہر شعبہ ہائے زندگی میں مغرب کی تقلید کی جارہی ہے۔

قارئین کرام! حقیقت تو یہ ہے جتنے فتنوں کی نشاندہی مخبر صادق حضور نبی کریم ﷺ نے فرمائی تھی، وہ تمام فتنے بیسویں صدی کے آخر تک یورپ (عیسائیوں) کی تقلید اور پیروی کی وجہ سے مسلمانوں میں رونما ہو چکے اور تمام علامات صغریٰ پوری ہو چکی ہیں۔ مزید غور کریں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ ہم اکیسویں صدی میں نہیں بلکہ علامات کبریٰ کے دور میں داخل ہو رہے ہیں۔

علامات قیامت کے سلسلے میں (ترمذی شریف) فیصلہ کن حدیث۔

(xiv) معاشرتی خرابیوں کی انتہا اور سرخ آندھی کا چلنا اور زلزلے آنا:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رسول اللّٰه ﷺ:

اِذَا اتُّخِذَ الْفَیْءُ دُوْلاً وَالْاَمَانَةُ مَغْنَمًا وَالزَّکٰوةُ مَغْرَماً وَتُکُلِّمَ لِغَیْرِ الدِّیْنِ وَاَطَاعَ الرَّجُلهُ و امْرَأتَهُ وَعَقَّ اُمَّهُ وَاَدْنٰی صِدِیْقَهُ وَاَقْصٰی اَبَاهُ وَظَهَرَتِ الْاَصْوَاتُ فِیْ الْمَسَاجِدِ وَسَادَ الْقَبِیْلَةَ فَاسِقُهُمْ وَکَانَ زَعِیْمُ الْقَوْمِ اَرْذَلَهُمْ وَاُکْرِمَ الرَّجُلُ مَغَافَةَ شَرِّهٖ وَظَهَرَتِ الْقَیْنَاتُ وَالْمَعَازِفُ وَشُرِبَتِ الْخُمُوْرُ وَلَعَنَ اٰخِرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَوَّلَهَا فَلْیَرْ تَقِبُوْا عِنْدَ ذٰلِکَ رِیْحًا حَمْرَاءَ وَزَلْزَلَةً وَخَسْفًا وَّ مَسْخًا وَقَذْفًاوَ اٰیَاتٍ تَتَابَعُ کَنِظَامٍ بَالٍ قُطِعَ سِلْکُهُ فَتَتَابَعَ.

(ترمذی، کتاب الفتن، باب مَاجَآءَ فِیْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ)

Marfat.com

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب ٹھہرایا جائے مال غنیمت دولت اور امانت کو غنیمت جانا جائے اور زکوٰۃ چٹی سمجھی جائے، غیر دین کا علم سیکھا جائے، مرد بیوی کی فرمانبرداری کرے اور ماں کی نافرمانی کرے، باپ سے بھاگے اور دوستوں کو اچھا جانے، مسجدوں سے آوازیں آئیں، قبیلہ کا سردار فاسق ہو اور قوم کے رذیل (کمینے) ان کے چودھری ہوں اور کسی شخص کی عزت و تکریم اس کے شر اور خوف سے کی جاوے اور جب گانے بجانے والیاں اور باجے (گلوکارائیں، اداکارائیں اور موسیقی) عام ہوں، شراب پی جائے اور آخر امت پہلوں (اپنے پہلوں پر) لعنت کرے، پس پھر انتظار کرو اس وقت سرخ ہواؤں (آندھیوں) کے چلنے کا، زلزلے آنے کا، زمین کے پھٹ جانے کا، مسخ (شکلیں بگڑنے) کا اور آسمان سے پتھر برسنے کا۔ گویا یہ علامات پے در پے ظاہر ہوں گی، جیسے کسی کڑی (تسبیح) کا پرانا دھاگہ ٹوٹ گیا اور اس کے دانے گرنے لگیں (یعنی ایسا جلدی جلدی آثار قیامت کا ظہور ہوگا)۔''

اس حدیث سے پہلے انہی الفاظ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہی روایت ہے دیکھئے (ترمذی شریف: کتاب الفتن: باب اشراط الساعۃ)

(ب) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے، میری امت کے کچھ لوگ فخر و غرور اور لہو و لعب (عیش، تماشا) میں رات گزاریں گے، لیکن صبح کے وقت بندر اور سور بنے ہوئے ہوں گے۔ حرام کو حلال ٹھہرانے، گانے بجانے والیوں (گلوکاراؤں، طوائفوں)

Marfat.com

کے عام ہونے، شراب پینے، سود کھانے اور ریشم پہننے کی وجہ سے۔"

(مسند احمد: اشراط الساعۃ)

(ج) ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

"حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری امت میں صورتوں (شکلوں) کا بگڑنا، زمین میں دھنس جانا اور پتھروں کی بارش ہوگی۔ عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے، جبکہ ہمارے درمیان نیک اور اچھے لوگ بھی موجود ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! جب خباثت عام ہو جائے گی۔"

(ترمذی، کتاب الفتن، باب ماجآء فی الخسف)

وضاحت:

(۱) قیامت کی یہ نشانیاں پوری ہو رہی ہیں۔

(۲) معاشرے میں یہ تمام برائیاں جو احادیث میں بیان ہوئی ہیں۔ اُمت مسلمہ میں رائج ہو چکی ہیں۔ حرام و حلال کی تمیز ختم ہے۔ سود کھایا جاتا ہے، زنا عام ہے۔ شراب نوشی، فحاشی اور بدعملی کھلے بندوں، قرآن و حدیث اور اسلامی علوم کی بجائے مغرب کا علم اور زبان سیکھنے کو ترجیح دی جاتی ہے۔ ناچ گانا، تھیٹر، ڈرامہ ہال، ایک شام فلاں کے نام، فلمیں، ڈرامے، کیبل پر گندی فلمیں اور انڈین عریاں فلمیں الغرض فحاشی، عریانی، بے حیائی اور اہل مغرب کی تقلید ہی اب اُمت مسلمہ کا اوڑھنا بچھونا بن چکی ہے۔

(۳) کئی جگہوں پر بستیوں کی بستیاں پہاڑ گرنے اور زمین پھٹنے سے زمین میں دھنس چکی ہیں۔ زلزلہ کی اتنی کثرت ہے کہ 2000ء سے 2007ء تک (ماہرین ارضیات کے مطابق) زلزلوں کے اتنے جھٹکے آئے ہیں، جتنے گزشتہ پوری صدی میں نہیں آئے۔ دنیا کے مختلف علاقوں میں زلزلے کے شاک (جھٹکے) ہر وقت محسوس کئے جا رہے ہیں، جو کسی بہت بڑی

تباہی کا پیش خیمہ ہو سکتے ہیں۔

(۴) ظلم و بربریت کی سرخ آندھیاں (قتل و غارت) اس وقت اُمت مسلمہ پر چل رہی ہیں۔

قرآن مجید سے علامات قیامت کا بیان

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے جو تا قیامت لوگوں کی رہنمائی کے لئے حضور نبی اکرم ﷺ پر نازل ہوئی ہے، اس میں پہلی امتوں پر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی، خلق خدا پر ظلم و جبر اور آئین خداوندی کی خلاف ورزی کی پاداش میں عذاب الٰہی کے نازل ہونے کے قصص موجود ہیں، جن سے پچھلے باب میں بحث کی جا چکی ہے، ان واقعات کے بیان کا مقصد بعثت نبوی سے قیامت تک کے انسانوں کو محض ایک بڑے دن سے ڈرانا ہے۔ موضوعات کے اعتبار سے قیامت (قرب قیامت، ڈرانا، برپا ہونے کا عمل، جزا و سزا، جنت اور دوزخ) قرآن مجید کا سب سے بڑا مضمون ہے، لیکن اس موضوع پر بہت کم کتابیں لکھی گئی ہیں۔

قیامت کب آئے گی، اس بارے میں کفار کے سوال پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہی جواب دیا گیا ہے کہ اس کا علم صرف خدا کے پاس ہے۔

ترجمہ: ''(اے نبی) آپ سے سوال کرتے ہیں کہ قیامت کب آئے گی؟ تو آپ فرمادیں گے کہ اس کی خبر تو میرے رب کے پاس ہے۔''

(سورۃ الاعراف: ۱۸۷)

یا یہ کہنا کہ:

ترجمہ: ''اور وہ کہتے ہیں کہ قیامت کب آئے گی؟ تو آپ ﷺ فرمادیں کہ عجب نہیں کہ وہ قریب ہی آلگی ہو''۔

(سورۃ بنی اسرائیل: ۵۱)

احادیث نبوی درحقیقت تفسیر قرآن ہے، لہٰذا حضور نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک

Marfat.com

سے علامات کی وضاحت فرمادی گئی ہے، لیکن اگر قرآن مجید کی بعض آیات پر غور کیا جائے تو ان آیات کو بلاشبہ علامات قیامت کی آیات کہا جاسکتا ہے، ذیل میں اس کا بیان پیش ہے:

(ا) "سَنُرِيْهِمْ آيٰتِنَا فِى الْاٰفَاقِ وَفِىْ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ شَهِيْدٌ ○ اَلَآ اِنَّهُمْ فِىْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآءِ رَبِّهِمْ. اَلَآ اِنَّهُ بِكُلِّ شَىْءٍ مُحِيْطٌ".

(سورة حم السجدہ: ۵۳-۵۴)

ترجمہ: "عنقریب ہم دکھائیں گے، ان کو اپنی نشانیاں دنیا میں اور اُن کے نفس میں یہاں تک کہ واضح ہو جائے گا، ان پر کہ وہی حق ہے، کیا کافی نہیں آپ کا رب کہ وہ ہر چیز پر گواہ ہے، سنو! واقعی وہ شک میں پڑے ہوئے ہیں اپنے رب کے ملنے سے سنو، بے شک وہ ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔"

درج بالا آیات میں علامات قیامت کی نشاندہی فرمائی گئی ہے۔

(ا) زمین و آسمان میں علامتیں: مثلاً زلزلے آنا، سمندروں کا پانی خشکی پر چڑھ آنا، آندھیوں کا چلنا، آسمان سے پتھر برسنا، زمین میں دھنس جانا، سورج کا مغرب سے نکلنا اور دیگر مظاہر قدرت کی علامتیں۔

(۲) انسان کی اپنی پیدا کردہ علامتیں: مثلاً قتل و غارت گری، شراب، فحاشی، سود، علم کا اُٹھ جانا، دین سے دُوری، زنا، ظلم و جبر، خوشحالی اور جنگیں وغیرہ۔

(۲) قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّ يُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ.

(سورة انعام: ۶۴)

Marfat.com

ترجمہ: ''اے پیغمبران کو بتلا دو کہ وہ اللہ اس پر قادر ہے کہ تم پر اوپر سے (یعنی آسمان سے پتھر برسائے) عذاب بھیج دے یا تمہارے پیروں کے نیچے سے (یعنی زمین کا دھنس جانا) کوئی عذاب برپا کردے یا ایسا کرے کہ تم کو گروہوں اور پارٹیوں میں تقسیم کر کے آپس میں ٹکرا (جنگوں کی علامات) دے اور پھر ایک دوسرے کو اپنی مار کا مزا چکھادے۔''

(۳) ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِی السَّمَآءِ اَنْ یَخْسِفَ بِکُمُ الْاَرْضَ فَاِذَا هِیَ تَمُوْرُ ○ اَمْ اَمِنْتُمْ مَّنْ فِی السَّمَاءِ اَنْ یُرْسِلَ عَلَیْکُمْ حَاصِباً فَسَتَعْلَمُوْنَ کَیْفَ نَذِیْر ○

(سورۃ ملک: ۱۶:۱۷)

ترجمہ: ''کیا تم اِس بات سے بے خوف ہو گئے ہو کہ آسمان والا تمہیں زمین میں دھنسا دے اور اچانک زمین لرزنے لگے یا کیا تمہیں اِس بات کا ڈر نہیں کہ آسمانوں والا تم پر پتھر برسا دے؟ پھر تمہیں معلوم ہی ہو جائے گا کہ میرا ڈرانا کیسا ہے۔''

(۴) وَاِذَا مَسَّکُمُ الضُّرُّ فِی الْبَحْرِ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّا اِیَّاهُ فَلَمَّا نَجّٰکُمْ اِلَی الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْط وَکَانَ الْاِنْسَانُ کَفُوْرًا ○ اَفَاَمِنْتُمْ اَنْ یَخْسِفَ بِکُمْ جَانِبَ الْبَرِّ اَوْیُرْسِلَ عَلَیْکُمْ حَاصِباً ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَکُمْ وَکِیلاً ○ اَمْ اَمِنْتُمْ اَنْ یُعِیْدَکُمْ فِیْهِ تَارَةً اُخْرٰی فَیُرْسِلَ عَلَیْکُمْ قَاصِفاً مِّنَ الرِّیْحِ فَیُغْرِقَکُمْ بِمَا کَفَرْتُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَکُمْ عَلَیْنَا بِهٖ تَبِیْعاً ○

(سورۃ بنی اسرائیل: ۶۷:۶۹)

Marfat.com

ترجمہ: ''اور جب آپڑتی ہے تم پر مصیبت سمندر میں تو کھوئے جاتے ہیں جن کو تم پکارا کرتے تھے، سوائے خدا کے، پھر جب ہم نجات دیتے ہیں تم کو خشکی کی طرف تو تم منہ پھیر لیتے ہو اور ہے انسان بڑا ناشکرا، پس کیا تم نڈر ہو گئے ہو کہ وہ دھنسا دے تم کو ایک طرف خشکی کے یا بھیج دے تم پر آندھی کے ذریعہ سے پتھر (برسائے) پھر تم نہ پاؤ اپنے لئے کوئی کارساز یا تم بے خوف ہو گئے ہو اس سے کہ وہ لوٹا دے تم کو دریا میں دوبارہ، پھر بھیج دے تم پر ایک سخت جھونکا ہوا کا، پھر غرق کر دے تم کو تمہارے کفر کی وجہ سے پھر تم نہ پاؤ اس بات پر ہمارا پیچھا کرنے والا۔''

بے شک درج بالا آیات کا شانِ نزول مفسرین کرام نے کچھ اور ہی بیان کیا ہو، تاہم سورۃ ملک اور سورہ بنی اسرائیل کی ان آیات میں قرب قیامت کی وہی نشانیاں موجود ہیں جو احادیث میں بھی بتائی گئی ہیں۔

(۱) خسف: سے مراد زمین میں دھنس جانا۔

(۲) قذف: سے مراد آسمان سے پتھر برسنا۔

(۳) زلزال: زلزلہ، یکا یک زمین کا لرزنا اور زمین کا زلزلہ کی شدت سے پھٹ جانا۔

(۴) قاصِفاً من الریحُ: سخت تند و تیز ہوا (طوفان، سمندری طوفان)

(۵) مَسَّكُمُ الضُرُّ فِیُ الْبَحْرِ: سمندر میں مصیبت پڑنا (طوفانی لہروں کا چڑھنا جہازوں کا ڈوب جانا)

اب گزشتہ چار سال میں اس دنیا میں آنے والے شدید نقصانات (عذاب) کی طرف توجہ کریں:-

(۱) سمندر سے مصیبت:

سونامی: سمندر میں زلزلہ آیا، جس سے سمندر کے پانی کی لہریں بلند ہوئیں اور انڈونیشیا،

Marfat.com

سری لنکا، بھارت، بنگلہ دیش، مالدیپ اور سمندر میں کئی جزائر میں تقریباً 5 لاکھ کے قریب افراد لقمہ اجل بنے اور انہیں گھسیٹ کر سمندر میں غرق کر دیا، جبکہ لاکھوں مکانات پانی میں بہہ گئے (کھربوں کا مالی نقصان ہوا)

(۲) امریکہ میں قطرینہ:

اب آپ سورۃ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۶۹ میں سمندروں کی تند و تیز ہواؤں (طوفانوں) کے ذکر کا بغور جائزہ لیں اور مریکہ میں آنے والے (سمندری طوفان) ''قطرینہ'' سے اس کا موازنہ کریں۔

امریکہ میں یہ طوفان گزشتہ تین سال قبل آیا، جس میں تقریباً دو لاکھ افراد ہلاک ہوئے اور لاکھوں زخمی ہوئے، جبکہ اس عذاب سے کھربوں ڈالر کا نقصان ہوا۔

(۳) پاکستان میں زلزلہ:

۸-اکتوبر ۲۰۰۵ء ماہ رمضان المبارک کے آغاز میں شدید زلزلہ آیا، جس میں سرکاری طور پر ڈیڑھ لاکھ جبکہ غیر سرکاری طور پر تقریباً ڈھائی لاکھ پاکستانی ہلاک ہوئے، جبکہ زخمیوں کی تعداد بھی لاکھوں میں تھی، کئی جگہوں پر زمین پھٹ گئی اور پہاڑوں کے بڑے بڑے تودے گرنے سے بستیاں زمین میں دھنس گئیں۔ اس زلزلہ کے تیسرے دن بعد ویسٹ انڈیز کے جزائر میں پہاڑی تودہ گرنے سے پورا گاؤں جس کی آبادی 2800 افراد پر مشتمل تھی، صفحہ ہستی سے غائب ہوگئی، یعنی دھنس گئی۔

درحقیقت درج بالا تینوں وارننگ (عذاب) قرب قیامت کی اہم علامات ہیں، لوگ اس کی سائنسی اور ارضی وجوہات تو پیش کرتے ہیں، لیکن مالک کائنات کی وارننگ (عذاب) کو بھول جاتے ہیں، جبکہ معاشرہ اپنے سیاہ کرتوتوں سے بھرا پڑا ہے-قومیں اب اپنے برے اعمال کی وجہ سے ایسے عذابوں کی مستحق ہیں اور یہ ایک بڑے دن کے آنے کی نشانیاں ہیں۔

Marfat.com

(۴) مسلمان حکمرانوں کو قرآن مجید کا انتباہ

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَھُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓی اَوْلِیَآءَ بَعْضُھُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ وَمَنْ یَّتَوَلَّھُمْ مِّنْکُمْ فَاِنَّہٗ مِنْھُمْ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ○ فَتَرَی الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ یُّسَارِعُوْنَ فِیْھِمْ یَقُوْلُوْنَ نَخْشٰٓی اَنْ تُصِیْبَنَا دَآئِرَۃٌ ط فَعَسَی اللّٰہُ اَنْ یَّاْتِیَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِہٖ فَیُصْبِحُوْا عَلٰی مَآ اَسَرُّوْا فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ، نٰدِمِیْنَ ○ وَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَھٰٓؤُلَآءِ الَّذِیْنَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰہِ جَھْدَ اَیْمَانِھِمْ اِنَّھُمْ لَمَعَکُمْ ط حَبِطَتْ اَعْمَالُھُمْ فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِیْنَ ○

(سورہ المائدہ: ۵۱:۵۳)

ترجمہ: ''اے ایمان والو، یہود و نصاریٰ (عیسائیوں) کو دوست نہ بناؤ، وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جو تم میں سے انہیں دوست بنائے گا بلاشک وہ بھی انہی میں سے ہوگا، بلاشبہ اللہ ظالموں کو راہ راست پر نہیں لاتا۔

جن کے دلوں میں (مسلمانوں) مرض ہے وہ بڑھ بڑھ (دوڑ دوڑ) کر ان کے پاس جاتے ہیں اور کہتے ہیں، ہمیں ڈر ہے کہ کہیں ان کی طرف سے کوئی مصیبت ہمیں نہ گھیر لے، سو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ فتح (مسلمانوں کو) دے یا کوئی اور امر (حکم) بھیج دے تو پھر اس پر جو وہ چھپاتے (اپنے دل میں) اپنے جی میں پشیمان ہوں اور کہیں گے وہ لوگ جو مومن ہیں کیا یہی وہ لوگ ہیں جو قسمیں

Marfat.com

کھاتے (دعویٰ کہ ہم سچے مسلمان ہیں) تھے، ان کی بڑی تاکید (بڑے شدومد سے) کہ وہ تمہارے ساتھ ہیں۔ اکارت ہوئے ان کے عمل پھر ہو گئے وہ خسارہ اُٹھانے والے۔''

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا. (اے ایمان والو) کے الفاظ قیامت تک کے مسلمانوں پر لاگو ہوتے ہیں۔ اور ''اے ایمان والو'' مخاطب کر کے جو حکم اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، وہ قرون اولیٰ کے مسلمانوں سے قیامت تک کے مسلمانوں پر بلا تخصیص ایک جیسا نافذ العمل ہے، ان آیات میں بہت زیادہ وضاحت موجود ہے اور اس میں مزید کہنے کی گنجائش نہیں رہی۔

تاہم عرض ہے کہ موجودہ تمام مسلمان حکمران اس خلاف ورزی کے مرتکب نظر آتے ہیں اور انہیں ہر وقت عیسائیوں کا ڈر اور خوف رہتا ہے کہ کہیں ہمیں پہ پتھر کے زمانے میں نہ لوٹا دیں۔

اِس سے اگلی آیت میں ایسے مسلمانوں کے جھوٹے دعوے کہ ہم بڑے پکے مسلمان ہیں کے برعکس اللہ تعالیٰ نے ان کے متبادل ایک اور جماعت پیدا کرنے کا اظہار فرمایا ہے اور ساتھ ہی ان لوگوں کے خواص بھی بتلا دیئے ہیں۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِہٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰہُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗٓ اَذِلَّۃٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّۃٍ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ یُجَاھِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَا یَخَافُوْنَ لَوْمَۃَ لَآئِمٍ ط ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ○

(سورۃ المائدۃ: ۵۴)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! جو کوئی پھر جائے تم میں سے اپنے دین سے تو لائے گا اللہ ایک اور جماعت کو جنہیں اللہ دوست رکھے گا اور وہ بھی اسے دوست رکھیں گے، نرم دل ہوں گے، مسلمانوں کے لئے، جبکہ سخت ہوں گے

Marfat.com

کافروں پر، جہاد کریں گے اللہ کی راہ میں اور نہ ڈریں گے، کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے یہ تو اللہ کا فضل ہے، وہ دیتا ہے جسے چاہے اور اللہ وسعت والا جاننے والا ہے۔"

آج اُمت مسلمہ انتہائی کمزور اور بے بس نظر آ رہی ہے اور تمام مسلمان حکمران بزدلی میں ایک دوسرے پر بازی لے جا رہے ہیں۔ مسلمانوں پر کشت وخون کا بازار گرم ہے، عراق، افغانستان، فلسطین، اور کشمیر میں مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ ہو چکا ہے۔ عراق اور افغانستان پر اتنی بمباری اور قتل عام ہوا ہے کہ جس کی مثال نہیں ملتی۔ مسلمانوں کی بے کسی، لاچارگی، اُمت مسلمہ کے حکمرانوں کی بے حسی اور عیسائیوں سے ڈرنے کے سبب نیک لوگ (اللہ کے خاص بندے) اب راتوں کو مصلے پر گڑگڑاتے اور روتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہیں:-

"باری تعالیٰ کوئی ایسا مردِ قلندر بھیج، کوئی ایسا مجاہد، کوئی ایسا حکمران پیدا فرما جو امت مسلمہ کو متحد کر دے، جو کافروں کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جائے، جو قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی یاد تازہ کر دے، کیونکہ موجودہ حکمرانوں میں ایک بھی ایسا نہیں جو یہود و نصاریٰ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال سکے۔ یا رب العالمین یہ تو تیرے پیارے حبیب ﷺ کی حدیث (عبارت- کچھ حصہ) ہے:

"ان کی حیثیت پانی پر تیرتے تنکوں جیسی ہے، اسی لئے تو کفار ان پر چڑھے دوڑے آتے، جیسے لوگ کھانے پر ٹوٹ پڑتے ہیں"۔

کی تصویر نظر آتے ہیں، ان کے کلیجے اور دل یہود و نصاریٰ کے خوف سے منہ کو آتے ہیں اور ان کی ٹانگیں لرزتی ہیں یا مالک ارض وسما! کوئی ایسا صالح مرد بھیج جو تیرے پیارے حبیب ﷺ کی اُمت کو کفار کے ظلم و جبر سے نجات دلوائے۔ آمین یارب العالمین۔ یاارحم الراحمین."

اور شاید یہی وہ دعائیں ہیں جن کے نتیجہ میں "امام مہدی" کا ظہور ہوگا۔

Marfat.com

باب ششم

قیامت کی علامات کبریٰ

ایسی علامات جن کے ظہور کے بعد کسی بھی ذی شعور مسلمان کو قیامت کے بالکل سَر پر آ جانے میں ذرہ بھر شک وشبہ نہیں رہے گا۔ مثلاً امام مہدی کے ظہور اور ان کی مدت خلافت، دجال کی آمد اور اس کی مدت، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اور ان کی مدت اور یاجوج ماجوج کا خروج وغیرہ۔ ان علامات میں تسلسل اور وقت کا تعین بھی ملتا ہے۔

(۱) قیامت کی دس بڑی علامات

عَنْ حُذَیْفَةَ بْن اُسَیْدِ الْغَفَارِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اطَّلَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَیْنَا وَنَحْنُ نَذْاکُرُ فَقَالَ مَاتَذْکُرُوْنَ قَالُوا نَذْکُر السَّاعَةَ قَالَ اِنَّهَا لَنْ تَقُوْمَ حَتّٰی تَرَوْا قَبْلَهَا عَشْرَ اٰیَاتٍ فَذَکَرَ الدُّخَانَ وَالدَّجَّالَ وَالدَّآبَّةَ وَطُلُوْعَ الشَّمْسِ مِنْ مَّغْرِبِهَا وَنُزُوْلَ عِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ عَلَیْهِ الصَّلوٰةُ وَاالسَّلَامُ وَیَاجُوْجَ وَمَا جُوْجَ وَثَلٰثَةَ خُسُوْفٍ خَسْفٌ بِالْمَشْرِقِ وَ خَسْفٌ بِالْمَغْرِبِ وَخَسْفٌ بِجَزِیْرَةِ الْعَرَبِ وَاٰخِرُ ذٰلِکَ نَارٌ تَخْرُجُ مِنَ الْیَمَنِ تَطْرُدُ النَّاسَ اِلٰی مَحْشَرِهِمْ

(صحیح مسلم ، کتاب الفتن وأشراط الساعة)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

Marfat.com

''رسول اللہ برآمد (تشریف لائے) ہوئے، ہم گفتگو کر رہے تھے، آپ نے فرمایا تم کیا باتیں کرتے تھے، عرض کیا ہم قیامت کا ذکر کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک تم اس سے پہلے دس نشانیاں نہ دیکھ لوگے۔

پھر آپ ﷺ نے ذکر کیا:

(۱) دھواں کا نکلنا (۲) دجال کا خروج (۳) زمین سے جانور کا نکلنا (۴) سورج کا مغرب سے طلوع ہونا (۵) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول (۶) یاجوج ماجوج کے نکلنے کا (۷) اور تین خسف ہونا (یعنی زمین کا دھنسا) ایک مشرق میں (۸) دوسرا مغرب میں (۹) تیسرے جزیرہ عرب میں (یعنی تین مقامات پر لوگوں کا زمین میں دھنسنا) اور ان سب نشانیوں کے بعد آخر میں (۱۰) ایک آگ پیدا ہوگی جو لوگوں کو یمن سے نکالے گی اور ہانکتی ہوئی محشر کی طرف لے جائے گی (محشر شام کی زمین میں ہے)۔''

گویا قیامت کی یہ علامات ایسے تسلسل سے وقوع پذیر ہوں گی جیسے ہار میں دانے پروئے ہوں اور اگر اس ہار کا دھاگہ ٹوٹ جائے تو ایک ایک کر کے دانے تیزی سے گرنے لگیں۔

اس سلسلے میں ایک اور حدیث پیش جس میں جنگوں کا تسلسل نمایاں ہے:

حضرت معاذ بن جبل سے روایت ہے کہ:

''حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بیت المقدس کا آباد ہونا مدینہ کے ویران ہونے کا سبب ہے اور مدینہ کا ویران ہونا جنگ عظیم کا سبب ہے اور جنگ عظیم قسطنطنیہ کی فتح کا سبب ہے اور قسطنطنیہ کی فتح دجال کی آمد کا سبب ہے۔''

(سنن ابوداؤد، کتاب الملاحم)

دجال کی آمد کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام

Marfat.com

کے دور میں ہی یاجوج ماجوج نکلنے نکلیں گے۔اس ترتیب کے سلسلے میں متعدد احادیث موجود ہیں، جوایک کڑی کے بعد دوسری کڑی کی وضاحت پیش کرتی ہیں۔

امام مہدی کا ظہور

ظہور مہدی کے سلسلے میں صحاح ستہ کے علاوہ دیگر کتب احادیث میں بھی بے شمار روایات موجود ہیں۔جن پر محدثیں نے ''تواتر'' کا حکم لگایا ہے۔ امام مہدی کے ظہور پر بے شمار کتب لکھی جا چکی ہیں۔ذیل میں صحاح ستہ سے احادیث پیش کی جارہی ہیں۔تاہم امام مہدی کے دور خلافت میں ہونے والی جنگوں کے سلسلے میں ایک الگ باب مختص کیا گیا ہے۔

(۱) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهُ صلی اللہ علیہ وسلم :
لَا تَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتّٰى يَمْلِكَ الْعَرَبَ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ بَيْتِىْ يُوَاطِئُ اِسْمُهٗ اِسْمِىْ.

(ترمذی ، کتاب الفتن: باب ماجاء فی المهدی)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی، جب تک میرے اہل بیت سے ایک آدمی عرب کا حکمران نہ بن جائے، اس کا نام میرے نام پر ہوگا (یعنی محمد)۔''

(۲) عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم: قَالَ لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدَّهْرِ اِلَّا يَوْمًا لَبَعَثَ اللّٰهُ رَجُلًا مِّنْ اَهْلِ بَيْتِىْ يَمْلَأُ هَا عَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا.

(سنن ابی داؤد، کتاب المهدی)

Marfat.com

حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ:

''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر زمانہ میں صرف ایک دن (باعتبار) آخرت باقی رہ جائے گا تو بھی اللہ میرے اہل بیت میں سے ایک آدمی کو بھیجیں گے جو زمین کو عدل وانصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم سے پہلے بھر دی گئی تھی۔''

(۳) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَجَابِرِبْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَکُوْنُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ خَلِیْفَۃٌ یَقْسِمُ الْمَالَ وَلَا یَعُدُّہٗ .

(صحیح مسلم ، کتاب الفتن و اشر الط الساعة)

حضرت ابوسعیدؓ اور حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ:

''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: زمانہ آخر میں ایک خلیفہ ہوگا جو مال کو بانٹے گا اور مال کی گنتی نہیں کرے گا (یعنی لپیں بھر بھر کر دے گا)۔''

(۴) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ مہدی مجھ سے ہوں گے، روشن پیشانی اور بلند ناک والے ہوں گے، زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے۔ جس طرح وہ ظلم وجور سے بھر دی گئی تھی اور سات سال تک حکومت کریں گے پھر اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہو جائیں گے جن کی اقتداء میں حضرت امام مہدی دجال سے جنگ کریں گے۔''

(سنن ابوداؤد، ستائیسواں پارہ، کتاب المہدی)

(۵) عَنْ حَفْصَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: سَیَعُوْذُ بِھٰذَا الْبَیْتِ یَعْنِی الْکَعْبَۃَ قَوْمٌ لَیْسَتْ لَھُمْ مَنْعَۃٌ

وَلَا عَدَدٌ وَلَا عُدَّةٌ يُبْعَثُ اِلَيْهِمْ حَبْيُشٌ حَتّٰى اِذَا كَانُوا بِبَيْدَآءَ مِنَ الْاَرْضِ خُسِفَ بِهِمْ.

(صحیح مسلم، کتاب الفتن و اشراط الساعة)

ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس گھر یعنی کعبۃ اللہ میں کچھ لوگ پناہ لیں گے جن کے پاس دشمن کو روکنے کی طاقت نہ ہوگی نہ ان کی تعداد اور سامان جنگ زیادہ ہوگا۔ ان کی طرف (گرفتاری کے لئے) ایک لشکر بھیجا جائے گا جب وہ (لشکر) زمین کے ایک صاف میدان میں پہنچے گا تو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔''

روایتوں میں یہی ہے کہ حضرت امام مہدی کی ابتدا میں بیعت کرنے والوں کی تعداد قلیل ہوگی (بعض نے اصحاب بدر کی تعداد ۳۱۳ کہا ہے) اور وہ کسی فوج کا مقابلہ کرنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں گے اور نہ ہی ان کے پاس کوئی اسلحہ وغیرہ ہوگا، اس لئے وہ کعبۃ اللہ ہی میں پناہ گزیں ہوں گے اور جو لشکر انہیں گرفتار کرنے کے لئے آئے گا وہ زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔

اس سلسلے میں سنن ابی داؤد سے ایک طویل حدیث پیش کی جاتی ہے۔

(۶) ''حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: ایک خلیفہ کی موت کے وقت لوگوں میں (اگلا خلیفہ منتخب کرنے میں) اختلاف ہو جائے گا۔ اس دوران ایک آدمی بھاگ کر مدینہ سے مکہ مکرمہ آئے گا۔ اہلِ مکہ اِس کے پاس آئیں گے اور اِسے خلافت کے لیے نکالیں گے لیکن وہ اِس (خلافت) کو ناپسند کرتا ہوگا۔ پھر لوگ اس کے ہاتھ پر حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان بیعت کریں گے۔ شام سے

Marfat.com

ایک لشکر اِس کی طرف (گرفتاری کے لیے) بھیجا جائے گا جو ''بیدا'' کے مقام پر زمین میں دھنس جائے گا جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک جگہ (کا نام) ہے۔ جب لوگ اس لشکر کو (جب لوگوں کو اس لشکر کے زمین میں دھنس جانے کے بارے میں معلوم ہوگا) دیکھیں گے تو اہل شام کے ابدال اور اہل عراق (کی جماعتیں) ان کے پاس آئیں گے اور ان کی بیعت کریں گے۔

پھر قریش میں سے ایک آدمی اٹھے گا، جس کے ننھیال بنی کلب سے ہوں گے وہ ان کی طرف ایک لشکر بھیجے گا تو وُہ (امام مہدی) اس لشکر پر غلبہ پالیں گے اور وہ لشکر (مفتوح) بنو کلب کا ہوگا - ناکامی ہو اس شخص کے لیے جو بنو کلب کے اموال غنیمت کی تقسیم کے موقع پر حاضر نہ ہو۔ مہدی مال غنیمت تقسیم کریں گے اور لوگوں میں حضور نبی کریم ﷺ کی سنت کو جاری کریں گے اور اسلام اپنی گردن زمین پر ڈال دے گا پھر اس کے بعد سات سال تک زندہ رہیں گے پھر ان کا انتقال ہوگا اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھائیں گے۔

(سنن ابوداؤد، ستائیسواں پارہ، کتاب المہدی)

(۷) سنن ابوداؤد کے اسی باب کی حدیث نمبر ۸۸۶ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہی روایت (اضافہ ہے) کہ:

''حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ کر فرمایا: میرا یہ بیٹا سردار ہوگا جیسا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اس کا نام رکھا تھا اور عنقریب اس کی نسل سے ایک ایسا شخص پیدا ہوگا جس کا نام تمھارے نبی ﷺ کے نام کے مطابق ہوگا۔ وہ اخلاق و کردار میں تمھارے نبی ﷺ کے مشابہ ہوگا لیکن صورت و خلقت میں مشابہ نہیں ہوگا۔ پھر طویل ذکر کر کے فرمایا وہ زمین کو عدل سے بھر دے گا۔ مزید فرمایا: کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے

Marfat.com

ہوئے سنا کہ:

''ماوراء النہر سے ایک آدمی نکلے گا جسے حارث بن حراث کہا جاتا ہوگا اس کے سامنے (ہراول دستے میں) ایک اور آدمی ہوگا جسے منصور کہا جاتا ہوگا وہ محمد ﷺ کی آل کو تسلط دے گا یا متمکن کرے گا (زمین میں) جیسا کہ قریش نے حضور نبی کریم ﷺ کو جگہ دی تھی۔ اس کی مدد کرنا ہر مسلمان پر واجب ہوگا یا فرمایا اس کی دعوت کو قبول کرنا واجب ہوگا۔''

(۸) عَنْ عَلِيٍ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: اَلْمَهْدِيُّ مِنَّا اَهْلَ الْبَيْتِ يُصْلِحُهُ اللّٰهُ فِي لَيْلَةٍ.

(سنن ابن ماجه ، كتاب الفتن، باب خروج المهدى)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مہدی میرے خاندان (اہل بیت) سے ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ایک ہی رات میں اس کی خلافت کا انتظام فرما دے گا۔''

(۹) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ اُمَّتِي يُقَاتِلُوْنَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، قَالَ: فَيَنْزِلُ عِيْسٰى ابْنُ مَرْيَمَ، فَيَقُوْلُ: اَمِيْرُهُمْ تَعَالَ صَلِّ لَنَا، فَيَقُوْلُ : لَا، اِنَّ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ اُمَرَاءُ تَكْرِمَةَ اللّٰهِ هٰذِهِ الْاُمَّةَ.

(صحيح مسلم ، كتاب الايمان: باب بيان نزول عيسى بن مريم)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''میں نے سنا حضور نبی کریم ﷺ سے آپ ﷺ فرماتے تھے: ہمیشہ ایک گروہ

Marfat.com

میری امت کا حق کے لیے لڑتا رہے گا، وہ گروہ قیامت تک غالب رہے گا۔ جب حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام (آسمان سے) نازل ہوں گے (بوقت فجر) اور مسلمانوں کا امیر (مہدی) کہے گا تشریف لائیں اور نماز پڑھایئے، مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے نہیں تم سے ایک دوسروں پر حاکم (یعنی امیر تم ہی میں سے ہوگا) رہے یہ اس امت کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ اعزاز ہے۔"

(۱۰) حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

"ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا نے فرمایا: ایک بار حضور نبی کریم ﷺ اچانک نیند سے بیدار ہوئے، ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آج آپ نے سوتے ہوئے وہ کام کیا جو آپ نے پہلے کبھی نہیں کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تعجب ہے کہ میری امت کچھ لوگ ایک قریشی آدمی (گرفتاری) کے لئے بیت اللہ (پر چڑھائی) گریں، کیونکہ اس قریشی نے بیت اللہ میں پناہ لی ہوگی۔ جب یہ لشکر بیدا (ایک مقام کا نام) پہنچے گا تو سب زمین میں دھنسا دیئے جائیں گے۔ ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ راستے میں (مقابلہ دیکھنے کے لئے) تو سب لوگ ہی جمع ہوتے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں ان میں برے ارادے سے آنے والے، مجبوراً آنے والے اور مسافر یعنی ہر طرح کے لوگ ہوں گے، ان سب کو ہلاک کر دیا جائے گا، تاہم قیامت کے دن وہ اپنے اپنے اعمال اور نیتوں کے مطابق اٹھائے جائیں گے۔"

(صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب الخسف بالجیش الذی یوم البیت)

(۱۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: كَيْفَ أَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيْكُمْ وَاِمَامُكُمْ مِنْكُمْ —

(بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب نزول عیسیٰ بن مریم علیہما السلام)

Marfat.com

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس وقت تمہارا کیا حال ہو گا جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام (فجر کی نماز کے وقت) آسمان سے اتریں گے اور تمہارا امام (امام مہدی) تمہاری قوم میں سے ہی ہوگا۔''

وضاحت:

۱۔ امام مہدی کا ظہور علامات کبری میں سے ہے اور یہ کہ ابھی حضرت امام مہدی کا ظہور نہیں ہوا۔

۲۔ حضرت امام مہدی کا نام اور والد کا نام حضور نبی کریم ﷺ کے نام اور آپ ﷺ کے والد کے نام پر ہوگا۔

۳۔ امام مہدی کا ظہور جس دن ہوگا وہ عام دنوں سے طویل ہوگا جب کہ بعض روایات میں ماہ رمضان میں چاند گرہن ہوگا اور نصف ماہ رمضان جمعہ کی رات ایک چیخ سنی جائے گی۔

۴۔ امام مہدی کے ظہور کے وقت مسلمان بے کسی اور بے چارگی میں زندگی گزار رہے ہوں گے اور ہر طرف فسق و فجور اور قتل و غارت کا بازار گرم ہوگا۔ انہیں گرفتار کرنے والا لشکر مقام بیداء پر دھنس جانے کی وجہ سے مسلمانوں کو حضرت امام مہدی کے ظہور کا یقین ہو جائے گا اور آناً فاناً مسلمان گروہ در گروہ بیعت کے لیے دوڑے چلے آئیں گے اس طرح مسلمانوں کی ایک مجتمع قوت کی شکل بن جائے گی اور ایک پلیٹ فارم مہیا ہو جائے گا پھر امام مہدی کی قیادت میں مسلمان کفار سے جنگ کریں گے۔

۵۔ امام مہدی کی سات، آٹھ، یا نو سال خلافت قائم رہے گی۔ اس کے بعد آپ کا انتقال ہوگا اور مسلمان جنازہ پڑھائیں گے۔

دجال

روے زمین پر حضرت آدم علیہ السلام سے قیامت تک دو قوتیں برسر پیکار ہیں، ایک حزب اللہ اور دوسری حزب الشیطان، یعنی خیر اور شر کی قوتیں۔ ابلیس شر کی طاقت ہے جو حضرت آدمؑ

کو سجدہ نہ کرنے کی پاداش میں بارگاہ رب العزت سے دھتکارا گیا اور زمین پر پھینک دیا گیا۔ اس وقت سے یہ طاغوتی طاقت بنی نوع انسان کی خرابی اور تباہی کا سامان کرنے میں مصروف ہے۔

شر کی دوسری بڑی طاقت قیامت کے برپا ہونے سے قبل دجال کی صورت میں نمودار ہوگی، لیکن دجال کی آمد سے قبل شیطان (ابلیس) بہتوں کو گمراہ کر کے دجال کے لئے ماحول سازگار کر چکا ہوگا، بے عملی بڑھ جائے گی، قتل و غارت عام ہوگی، بلکہ دجالی فتنے ہر گھر میں داخل ہو چکے ہوں گے۔ جب یہ فتنے پے در پے ظاہر ہوں گے تو آخر میں عظیم فتنہ یعنی دجال کا خروج ہوگا۔ الغرض اہل ایمان کے خلاف شر کی یہ دونوں طاقتیں مجتمع ہو جائیں گی۔ احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ دجال عجیب و غریب ماورائی قوت سے لیس ہوگا، اودھم مچائے گا اور زمین پر فساد برپا کرے گا، خدائی دعوی کرے گا، قتل کرے گا اور پھر زندہ کرے گا، جس کے باعث بہت سے لوگ اس کے مکر و فریب میں آ کر گمراہ ہو جائیں گے۔ یہودی دجال کی معاونت میں پیش پیش ہوں گے۔ فتنہ دجال اس قدر شدید اور مہلک ہوگا کہ ہر نبی نے اپنی قوم کو اس عظیم فتنہ سے خبردار کیا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے بھی دجال کے بارے میں خبردار کیا ہے، لیکن آپ نے اس سے پہلے تیس جھوٹے اور خدائی دعویداروں (دجالوں) کی بھی پیش گوئی فرمائی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

"حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تقریباً تیس کے قریب جھوٹے دجال پیدا ہوں گے (دجال کا معنی مکار فریبی ہے) ہر ایک یہ کہے گا میں اللہ کا رسول ہوں۔"

(صحیح مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعۃ)

(i) دجال کی پہچان:

دجال کا خروج قیامت کی دس بڑی علامات میں سے ایک بڑی اہم علامت ہے۔

Marfat.com

ذیل میں دجال کے بارے میں احادیث پیش کی جارہی ہیں۔

ا۔حضرت انس مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے اپنی امت کو کانے اور جھوٹے دجال سے نہ ڈرایا ہو۔خبردار وہ کانا ہے اور تمہار پروردگار کانا نہیں ہے، اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ک-ف-ر لکھا ہے۔''

(صحیح مسلم ، کتاب الفتن واشراط الساعۃ، باب ذکر الدجال)

دجال کا مطلب بہت زیادہ جھوٹ بولنے والا، مکروفریب اور دھوکہ کرنے والا ہے۔

ب- عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ الدَّجَّالُ مَمْسُوْحُ الْعَیْنِ مَکْتُوْبٌ بَیْنَ عَیْنَیْہِ کَافِرٌ ثُمَّ تَھَجَّاھا ک....ف....ر.... یَقْرَأُہٗ کُلُّ مُسْلِمٍ○

(صحیح مسلم ، کتاب الفتن و اشراط الساعۃ: باب ذکر الدجال)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دجال کی ایک آنکھ اندھی (انگور کا پھولا) ہے اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہے۔ پھر اس کے ہجے کیے یعنی اس طرح ''ک.....ف.....ر'' اور ہر مسلمان اس کو پڑھ لے گا۔

ج- عَنْ عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ اَنَّہٗ حَدَّثَھُمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: اِنِّیْ قَدْحَدَّثْتُکُمْ عَنِ الدَّجَّالِ حَتّٰی خَشِیْتُ اَنْ لَاتَعْقِلُوْا اَنَّ الْمَسِیْحَ الدَّجَّالَ رَجُلٌ کَثِیْرٌ اَفْحَجُ جَعْدٌ اَعْوَرُ مَطْبُوْسٌ الْعَیْنِ لَیْسَ بِنَاتِیَۃٍ وَلَا حَجْرَاءَ فَاِنْ اُلْبِسَ عَلَیْکُمْ

فَاعْلَمُوْا اَنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِاَعْوَرَ.

(سنن ابوداؤد ، کتاب الفتن: باب خروج الدجال)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک میں دجال کے بارے میں خبر دے چکا ہوں یہاں تک کہ مجھے یہ خوف ہوا کہ کہیں تم یہ نہ سمجھ بیٹھو کہ مسیح دجال کئی لوگ ہیں۔ وہ پست قد، گھنگھریالے بالوں والا کانا ہے جس کی ایک آنکھ مٹی (بند) ہوئی ہے نہ تو بہت اونچی ہے اور نہ بالکل اندر گھسی ہے پھر بھی اگر تمہیں اس کے پہچانے میں غلطی لگے تو یہ جان رکھو کہ تمہارا رب کانا نہیں ہے۔''

(ii) دجال کا خروج:

۱- عَنْ اَبِیْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ رضی اللہ عنہ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَنَّ الدَّجَّالَ يَخْرُجُ مِنْ اَرْضٍ بِالْمَشْرِقِ يُقَالُ لَهَا خُرَاسَانُ يَتْبَعُهُ اَقْوَامٌ كَاَنَّ وُجُوْهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ.

(ابن ماجه، کتاب الفتن: باب فتنة الدجال و خروج عیسیٰ بن مریم)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

''حضور نبی کریم ﷺ نے ہمیں بتایا: دجال مشرق کی سرزمین سے نکلے گا، جس کا نام خراسان ہے۔ چمڑے کی ڈھالوں جیسے چہروں والے لوگ اس کے ہمراہ ہوں گے۔''

روایتوں میں ہے لوگ دجال کے خروج کے سلسلے میں بالکل غفلت کا شکار ہو چکے ہوں گے۔ حتیٰ کہ علماء مساجد اور منبروں پر اس کا تذکرہ کرنا چھوڑ دیں گے۔

Marfat.com

ب- عَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِنَّ اَوَّلَ مَايَبْعَثُهُ عَلَى النَّاسِ غَضَبٌ يَغْضَبُهُ.

(صحيح مسلم ، كتاب الفتن: باب ذكر ابن صياد)

حضرت حفصہ (ام المومنین) رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اول چیز جو دجال کا لوگوں کے سامنے نکلنے کا سبب ہوگی وہ اس کا غصہ ہوگا جو اسے غضبناک کر دے گا۔''

اس کی وضاحت یوں فرمائی:

ج- ''حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ، ابن صیاد سے مدینہ میں کسی راہ پر ملے تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کوئی بات کہہ دی جس سے ابن صیاد کو غصہ آ گیا وہ اتنا پھولا کہ راستہ بند ہو گیا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ، ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے، انہیں یہ خبر پہنچ چکی تھی۔ انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے تو نے ابن صیاد کو کیوں چھیڑا، تجھے معلوم نہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: دجال جب نکلے گا تو اس کی وجہ غصہ ہوگا (تو شاید ابن صیاد ہی دجال ہو اور تیرے غصہ دلانے کی وجہ سے نکل پڑے)۔''

(صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب ذکر ابن صیاد)

(iii) دجال مشرق کے کسی جزیرے میں قید ہے:

اس سلسلے میں ایک طویل حدیث صحیح مسلم میں بیان ہوئی ہے۔ طوالت سے بچنے کے لیے اس حدیث کا صرف ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے۔

حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا (جو ضحاک بن قیس کی بہن اور ان عورتوں میں سے ہے جنہوں نے پہلے ہجرت کی تھی) فرماتی ہیں کہ:

Marfat.com

''حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ میں نے نماز پڑھی اور میں اس صف میں تھی جس میں عورتیں تھیں، لوگوں کے پیچھے۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو منبر پر بیٹھے اور آپ ﷺ ہنس رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہر آدمی اپنی نماز کی جگہ پر رہے پھر فرمایا: تم جانتے ہو میں نے تمہیں کیوں جمع کیا ہے؟ لوگوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہی بہتر جانتا ہے:

آپ ﷺ نے فرمایا: خدا کی قسم میں نے تم کو رغبت دلانے یا ڈرانے کے لیے جمع نہیں کیا بلکہ اس لیے جمع کیا ہے کہ تمیم داری ایک نصرانی تھا وہ میری بیعت کر کے مسلمان ہو چکا ہے اور اس نے مجھ سے ایک حدیث بیان کی جو موافق پڑی اس حدیث کے جو میں تمہیں دجال کے بارے میں بتا تا رہا ہوں۔

اس نے کہا کہ وہ لخم اور جذام قبیلے کے تیس (۳۰) آدمیوں کے ہمراہ بحری جہاز میں سوار تھا۔ سو مہینہ بھر بحری موجیں ان کی کشتی سے کھیلتی رہیں (یعنی سمندر کی لہروں کی وجہ سے جہاز بھٹکا رہا) پھر وہ لوگ مغرب کے وقت ایک جزیرے پر جا لگے، پھر ایک چھوٹی کشتی پر بیٹھ کر جزیرے میں گئے اور وہاں انہیں ایک گھنے بالوں والا جانور ملا جس کی شناخت کرنا ممکن نہ تھا۔ انہوں نے اس سے پوچھا تو کون ہے کم بخت؟ اس نے کہا میں جاسوس ہوں انہوں نے کہا کس کا جاسوس؟ اس نے کہا اس مرد (شخص) کے پاس چلو جو ''دیر'' میں ہے اور تم سے ملنے کا مشتاق ہے۔ تمیم نے کہا جب اس جانور نے اس مرد کا نام لیا تو ہم ڈرے کہ کہیں وہ شیطان نہ ہو۔ تمیم نے کہا پھر ہم دوڑتے ہوئے ''دیر'' (سنسان جگہ) میں داخل ہوئے تو ہم نے دیکھا کہ ایک بہت بڑا قد آور انسان زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے۔ ہم نے اس سے پہلے اتنا بڑا سخت اور طاقتور انسان نہیں دیکھا تھا! اس انسان کے دونوں ہاتھ گردن کے پیچھے اور پاؤں ٹخنوں کے ساتھ مضبوط لوہے سے بندھے ہوئے تھے۔

Marfat.com

ہم نے کہا اے کمبخت تو کون ہے؟ اس نے کہا میرا حال تو تمہیں معلوم ہو ہی جائے گا، پہلے تم بتاؤ تم کون ہو۔ ہم نے کہا اہل عرب ہیں اور سمندر میں جہاز پر سفر کر رہے تھے کہ سمندر میں طغیانی آ گئی اور ایک مہینے تک موجوں کا شکار رہے پھر ہمارا جہاز اس جزیرے پر آ لگا۔ ہم چھوٹی کشتی میں بیٹھ کر جزیرے میں داخل ہوئے۔ پھر ہمیں ایک بھاری دم اور بہت بڑے بالوں والا جانور ملا۔ ہم نے اس سے پوچھا اے کم بخت تو کون ہے۔ اس نے کہا میں جاسوس ہوں: تم اس ''دیر'' (سنسان جگہ) میں موجود آدمی کی طرف چلو کیونکہ وہ تمہاری خبر کا مشتاق ہے۔ پھر ہم دوڑتے ہوئے تیری طرف آئے ہیں اور ہم ڈرتے آئے تھے کہ کہیں شیطان نہ ہو۔

پھر اس مرد نے کہا مجھے بیسان (شام) کے نخلستان کی خبر دو۔ ہم نے کہا اس نخلستان کی کون سی خبر: اس نے کہا کہ وہ پھلتا (یعنی پھل لاتا ہے) ہے؟ ہم نے کہا ہاں۔ اس نے کہا خبردار رہو، عنقریب وہ پھل دار نہیں رہے گا۔ پھر اس نے کہا مجھے طبرستان کے دریا (بحیرہ طبریہ) کے بارے میں بتاؤ؟ کیا اس میں پانی ہے (یعنی پانی چلتا ہے) ہم نے کہا ہاں اس میں پانی چلتا ہے اس نے کہا عنقریب اس کا پانی خشک ہو جائے گا۔ پھر اس نے کہا مجھے زغر (شام) کے چشمے کے بارے میں بتاؤ۔ ہم نے کہا اس کا کیا حال پوچھتا ہے۔ اس نے کہا اس چشمہ میں پانی ہے اور وہاں کے لوگ اس سے کھیتی باڑی کرتے ہیں۔ ہم نے کہا ہاں اس چشمہ میں پانی ہے اور وہاں کے لوگ خوب اس سے کھیتی باڑی کرتے ہیں۔ اس نے کہا اچھا مجھے عرب کے پیغمبر کی خبر دو؟ ہم نے کہا وہ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ جا چکے ہیں۔ اس نے کہا کیا عرب کے لوگ ان سے لڑے۔ ہم نے کہا ہاں، پھر اس نے کہا لڑائی کا نتیجہ کیا ہوا۔ ہم نے کہا وہ گردوپیش کے عربوں پر غالب ہوئے اور لوگوں نے ان کی اطاعت کر لی ہے۔ اس نے کہا واقعی یہ بات ہو چکی ہے؟ ہم نے کہا ہاں، اس نے کہا لوگوں کے لیے ان کی

(پیغمبر) اطاعت ہی بہتر تھی۔

اس نے کہا اب میرا حال سنو:

میں مسیح ہوں یعنی دجال تمام زمین کا پھرنے والا اور البتہ وہ زمانہ قریب ہے جب مجھے اجازت ہوگی نکلنے (یعنی خروج کی) کی۔ سو میں نکلوں گا اور سیر کروں گا اور کسی بستی کو نہ چھوڑوں گا جہاں نہ جاؤں چالیس رات کے اندر (یعنی 40 دنوں میں پوری روئے زمین کو فتح کرلوں گا) سوائے مکہ اور طیبہ کے، وہاں جانا مجھ پر حرام ہے یعنی منع ہے۔ جب میں ان بستیوں کے اندر جانا چاہوں گا تو وہاں پر تلوار لیے ہوئے فرشتے (پہرے دار) مجھے وہاں جانے سے روک دیں گے اور البتہ ہر ایک ناکہ پر فرشتے پہرہ دے رہے ہوں گے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا عصا سے تین بار منبر کو ٹکورا اور فرمایا:

طیبہ یہی ہے طیبہ یہی ہے طیبہ یہی ہے۔ یعنی طیبہ سے مراد مدینہ منورہ ہے۔ خبردار رہو اس سے کہ وہ دجال ہے۔ کیا میں دجال کے بارے تمہیں نہیں بتایا کرتا تھا، لوگوں نے کہا کیوں نہیں۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ مجھے تمیم کی بات اس لیے اچھی لگتی ہے کہ یہ میری اس خبر کے مشابہ ہے جو کہ میں تمہیں دجال کی مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے بارے میں بتایا کرتا تھا۔

خبردار رہو کہ دجال دریائے شام یا دریائے یمن میں نہیں ہے۔ بلکہ وہ مشرق کی طرف ہے وہ مشرق کی طرف ہے، وہ مشرق کی طرف ہے اور آپ نے ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ بھی کیا۔"

(صحیح مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعۃ، باب قصۃ الجساسۃ)

کم وبیش انہی الفاظ کے ساتھ اسے سنن ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور مسند احمد میں بھی بیان کیا گیا۔

(iv) معراج میں حضور نبی کریم ﷺ کا دجال کو دیکھنا:

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِ ﷺ: قَالَ رَأَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِيْ مُوْسَى رَجُلًا آدَمَ طُوَالًا جَعْدًا كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوْءَةَ وَرَأَيْتُ عِيْسَى رَجُلًا مَرْبُوْعًا مَرْبُوْعَ الْخَلْقِ إِلَى الْحُمْرَةِ وَالْبَيَاضِ سَبِطَ الرَّأْسِ وَرَأَيْتُ مَالِكًا خَازِنَ النَّارَ وَالدَّجَّالَ فِيْ آيَاتٍ أَرَاهُنَّ اللّٰهُ إِيَّاهُ فَلَا تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ مِنْ لِقَائِهِ.

(صحیح بخاری ، باب کیف بدء الخلق: باب اذا قال أحدکم آمین)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس رات مجھے معراج ہوا میں نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا وہ ایک گندم گوں گھونگریالے بالوں والے آدمی ہیں جیسے شنوءۃ (قبیلہ) کے لوگ ہوتے ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام کو بھی دیکھا، وہ میانہ قد، میانہ بدن، سرخ وسفید سیدھے بالوں والے آدمی ہیں اور میں نے اس فرشتے کو بھی دیکھا جو دوزخ کا داروغہ ہے اور ''دجال'' کو بھی دیکھا یہ سب نشانیاں قدرت کاملہ نے مجھے دکھائیں۔''

(v) ابن صیاد کا قصہ:

۱- حضرت ابوبکرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دجال اپنے ماں باپ کے گھر تیس سال بعد (یعنی کسی گھرانے میں تیس سال اولاد نہ ہو اور پھر بچہ پیدا ہو) پیدا ہوگا جس کی ایک آنکھ خراب ہوگی، ایک دانت باہر نکلا ہوگا، وہ بالکل سست اور نکما ہوگا۔ سوتے میں اگرچہ اس کی آنکھیں بند ہوں گی لیکن اس کا دل ودماغ ہوشیار رہے گا۔

Marfat.com

اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے اس کے ماں باپ کے بارے میں بتایا کہ اس کا باپ بہت دراز، دبلا پتلا چونچ کی طرح اس کی ناک ہوگی۔ اس کی ماں کے دونوں پستان بڑے بڑے لٹکے ہوئے ہوں گے۔ حضرت ابوبکرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے مدینہ میں ایک یہودی کے گھر اس قسم کے لڑکے کی پیدائش کا سنا۔ تو میں اور حضرت زبیر بن العوام اسے دیکھنے کے لیے گئے اس کے ماں باپ کے پاس پہنچے تو معلوم ہوا کہ وہ ویسے ہی ہیں جیسا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ان کی خصوصیات بیان فرمائی تھیں۔

ہم نے پوچھا تمھارے کوئی بچہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ تیس سال تک تو ہمارے کوئی بچہ نہیں ہوا تھا پھر اس کے بعد ایک لڑکا پیدا ہوا ہے، جس کی آنکھ خراب ہے، اس کا ایک دانت نکلا ہوا ہے، اس کی آنکھیں سوتی ہیں اور اس کا دل خبردار رہتا ہے۔ جب ہم ان کے گھر سے نکلے تو دیکھا وہ دھوپ میں موٹی چادر لپیٹے پڑا گنگنا رہا تھا، اس نے اپنا سر کھول کر کہا تم کیا باتیں کر رہے تھے ہم نے کہا کیا تو نے ہماری باتیں سن لیں وہ بولا ہاں میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن میرا دل جاگتا رہتا ہے۔"

(ترمذی، کتاب الفتن، باب ذکر ابنِ صیّاد)

دجال کے بارے میں حضور نبی کریم ﷺ نے جو باتیں بیان فرمائیں ابن صیاد اور اس کے ماں باپ میں موجود تھیں جس کے باعث یہ معاملہ حیرت کا باعث بن گیا کیونکہ ابن صیاد میں حیرت انگیز خصوصیات تھیں وہ غصہ میں پھول کر جنات کی طرح بن جاتا اور پوری گلی کا راستہ بند کر دیتا۔ بڑے بڑے صحابہ کرام ابن صیاد کو ہی دجال سمجھتے تھے۔ لہٰذا صحابہ کرام کے مابین ابن صیاد کا معاملہ خاصا باعث نزاع تھا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ب۔ "ہم حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تھے۔ ہم بچوں کے پاس سے گزرے تو

Marfat.com

ان میں ابن صیاد بھی تھا۔ سب لڑکے (آپ ﷺ کو دیکھ کر) بھاگ گئے اور ابن صیاد بیٹھا رہا۔ حضور نبی کریم ﷺ کو برا معلوم ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تیرے ہاتھ غبار آلود ہوں تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ ابن صیاد بولا نہیں، پھر ابن صیاد نے کہا کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ اجازت دیں تو میں اس کو قتل کر دوں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اگر یہ وہ (یعنی دجال) ہے جس کا تجھے شک ہے تو تو اسے قتل نہ کر سکے گا اور اگر یہ کوئی اور ہے تو اسے قتل کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔"

(صحیح مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعۃ: باب ذکر ابن صیاد)

ج— عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِی رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ لِیَ ابْن صَآئِدٍ فَاَخَذَتْنِیْ مِنْهُ ذَمَامَةٌ هٰذا عَذَرْتُ النَّاسَ مَالِیْ وَلَكُمْ يَااَصْحٰبَ محمد ﷺ اَلَمْ يَقُلْ نَبِیُّ اللّٰهِ ﷺ اِنَّهٗ يَهُوْدِيُّ وَقَدْ اَسْلَمْتُ قَالَ وَلَا يُوْلَدُ لَهٗ وَقَدْ وُلِدَ لِیْ وَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْهِ مَكَّةَ وَقَدْ حَجَجْتُ قَالَ فَمَازَالَ حَتّٰى كَادَ اَنْ يَّاخُذَنِیْ قَوْلُهٗ قَالَ فَقَالَ اَمَا واللّٰهِ اِنِّیْ لَاَعْلَمُ الْاٰنَ حَيْثُ هُوَ اَعْرَفُ اَبَاهُ وَاُمَّهٗ قَالَ وَقِيْلَ لَهٗ أَيَسُرُّكَ اَنَّكَ ذَاكَ الرَّجُلُ قَالَ فَقَالَ لَوْ عُرِضَ عَلَیَّ مَاكَرِهْتُ.

(صحیح مسلم، کتاب الفتن و اشراط الساعۃ: باب ذکر ابن صیاد)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ:

"ابن صائد (ابن صیاد) نے مجھ سے کچھ باتیں کیں تو مجھے شرم محسوس ہوئی (اس کو برا کہتے ہیں) وہ کہنے لگا میں نے لوگوں کے سامنے معذرت کی (میں دجال نہیں) اور کہنے لگا کہ اے اصحاب رسول ﷺ تم کو میرے ساتھ کیا گمان ہو گیا ہے۔ کیا رسول اللہ ﷺ نے نہیں فرمایا: کہ دجال یہودی ہوگا جب کہ میں تو مسلمان ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دجال کے اولاد نہ ہوگی جب کہ میری تو اولاد ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ دجال کا مکہ میں داخل ہونا حرام ہے اور میں نے تو حج کیا ہے۔

ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ برابر ایسی گفتگو کرتا رہا کہ قریب تھا کہ میں اس کو سچا سمجھوں اور اس کی بات میرے دل میں اثر کرے لیکن ساتھ ہی۔ اس نے کہا: خدا کی قسم میں جانتا ہوں کہ دجال اس وقت کہاں ہے اور میں اس کے ماں باپ کو بھی پہچانتا ہوں۔

لوگوں نے ابن صیاد سے کہا کہ بھلا تجھے یہ اچھا لگتا ہے کہ تو دجال ہو: وہ بولا اگر مجھے دجال بنایا جائے تو میں ناپسند نہیں کروں گا۔"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن صیاد میں کچھ باتیں غیر معمولی تھیں اور چونکہ دجال کا فتنہ ایک عظیم فتنہ قرار دیا گیا ہے اور راویوں نے اس پر خوب بحث اور آراء دی ہیں۔ جب کہ صحابہ کرامؓ کے بھی اس سلسلے میں دو گروہ ہیں:

۱۔ ایسے صحابہؓ جو ابن صیاد کو دجال نہیں مانتے۔ جس طرح امام مہدی اور عیسیٰ علیہ السلام دو شخصیتیں ہیں۔ اسی طرح دجال اور ابن صیاد بھی دو الگ الگ ہیں، ایک نہیں ہو سکتے۔

۲۔ بعض کبار صحابہؓ مثلاً حضرت جابرؓ بن عبداللہ، حضرت عمرؓ، ابن عمرؓ اور ابوذرؓ کے نزدیک صیاد ہی دجال اکبر ہے۔

تاہم جمہور نے اول الذکر رائے کو ہی اپنایا ہے کہ دجال اور ابن صیاد دو الگ الگ

Marfat.com

شخصیتیں ہیں۔ روایتوں میں آتا ہے کہ ابن صیاد کاہن اور غیر معمولی صلاحیتوں کا مالک تھا کیونکہ ایک دفعہ:

''حضور نبی کریم ﷺ نے ابن صیاد سے پوچھا جنت کی مٹی کیسی ہے۔ اس نے کہا: ابو القاسم ﷺ (نبی کی کنیت) جنت کی مٹی باریک سفید مشک کی طرح خوشبودار ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تو سچ کہتا ہے۔

(مسلم، کتاب الفتن، باب ذکر ابن صیاد)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''حرہ (یہ مدینے کے قریب ایک مقام ہے جہاں صحابہ کرامؓ کے مابین جنگ ہوئی تھی) کے موقع پر ابن صیاد غائب ہو گیا تھا۔''

(ابوداؤد، کتاب الفتن: ۴۳۲۴)

(vi) دجال کا فتنہ اور شعبدہ بازی:

۱- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَلا اُخْبِرُکُمْ عَنِ الدَّجَّالِ حَدِیْثًا مَاحَدَّثَهٗ نَبِیٌّ قَوْمَهٗ اِنَّهٗ اَعْوَرُ وَاِنَّهٗ یَعْبِیْ ءُ مَعَهٗ مِثْلَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَالَّتِیْ یَقُوْلُ اِنَّهَا الْجَنَّةُ هِیَ النَّارُ.

(صحیح مسلم، کتاب الفتن و اشراط الساعة: باب ذکر الدجال)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں دجال کے بارے میں ایسی بات نہ بتاؤں جو اس سے قبل کسی نبی نے اپنی امت کو نہ بتلائی ہو وہ یہ ہے کہ دجال کانا ہو گا اور وہ اپنے ساتھ جنت اور جہنم جیسی چیزیں لے کر آئے گا جسے وہ جنت کہے گا۔ درحقیقت جہنم ہو گی اور جسے وہ جہنم کہے گا وہ جنت ہو گی۔''

Marfat.com

ب- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دجال نکلے گا اس کے ساتھ پانی ہوگا اور آگ ہوگی تو جس کو لوگ پانی کہیں گے وہ آگ ہوگی جلانے والی اور جس کو لوگ آگ سمجھیں گے وہ پانی ہوگا سرد اور شیریں پھر جو کوئی تم میں سے موقع پاوے اور اس کو چاہیے کہ جو آگ معلوم ہو اس میں گر پڑے اس لیے کہ وہ میٹھا اوز پاکیزہ پانی ہوگا۔''

(صحیح مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعۃ، باب ذکر الدجال)

ج- حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''ایک روز حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دجال شام اور عراق کے راستے سے نکلے گا۔ دائیں بائیں فساد مچاتا آئے گا۔ اے خدا کے بندو تم ایمان پر قائم رہنا۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ دجال زمین پر کتنی مدت ٹھہرے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: چالیس دن تک جس کا ایک دن ایک سال کے برابر ہوگا اور دوسرا دن ایک مہینے کے برابر ہوگا اور تیسرا دن ایک ہفتے کے برابر ہوگا، جب کہ باقی دن عام دنوں جیسے ہوں گے (تو ہمارے دنوں کے حساب سے دجال ایک سال دو مہینے اور چودہ دن تک رہے گا)، صحابہ کرامؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ جو دن سال بھر کے برابر ہوگا کیا اس دن ایک دن کی نمازیں (پانچ) کفایت کریں گی؟ آپؐ نے فرمایا نہیں تم اندازہ کر لینا اس دن میں بقدر اس کے یعنی جتنی دیر کے بعد ان دنوں میں نماز پڑھتے ہو۔

صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس کی چال کیسی ہوگی۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اس بارش کی طرح جسے ہوا پیچھے کو دھکیلتی ہے۔ پھر وہ ایک قوم کے پاس جائے گا اور انہیں کفر کی طرف بلائے گا اور وہ اس پر ایمان لے

Marfat.com

آئیں گے اوراس کی بات مانیں گے تو وہ آسمان کو حکم کرے گا وہ پانی برسا دے گا اور زمین کو حکم کرے گا وہ گھاس اگا دے گی۔ شام کو چراگاہوں سے جانور لوٹ کر آئیں گے تو پہلے سے زیادہ ان کے کوہان (اونٹ کی) لمبے ہوں گے، دودھ دینے والے جانوروں کے تھن بڑھے ہوں گے اور جانوروں کی کوکھیں خوب تنی ہوں گی۔ پھر دجال ایک دوسری قوم کے پاس آئے گا اور ان کو بھی کفر کی طرف بلائے گا لیکن وہ قوم دجال کی بات نہ مانیں گی، تو وہ ان کے پاس سے چلا جائے گا۔ ان پر قحط سالی اور خشکی چھا جائے گی۔ ان کا مال واسباب ختم ہو جائیگا۔ دجال ویران اور بنجر زمین کو کہے گا کہ تو اپنے خزانے نکال تو وہاں سے خزانے نکل کر اس کے پاس جمع ہو جائیں گے جیسے شہد کی مکھیاں بڑی مکھی کے گرد جمع ہو جاتی ہیں۔

پھر دجال ایک جوان مرد کو بلائے گا اور اس کو تلوار سے قتل کر دے گا اور دو ٹکڑے کر دے گا۔ پھر اس کو زندہ کر کے پکارے گا اور وہ جوان ہنستا مسکراتا ہوا اس کے پاس آئے گا۔

اچانک اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھیجے گا۔ آپؑ سفید مینار کے پاس زرد کپڑوں میں ملبوس نازل ہوں گے۔"

(صحیح مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعۃ، باب ذکر الدجال)

(vii) دجال سے بچنے کے لیے لوگ پہاڑوں پر چلے جائیں گے:

عَنْ اُمِّ شُرِیْکٍ رضی اللّٰہ عنہا اَنَّھَا سَمِعَتِ النَّبِیَّ ﷺ یَعُوْلُ: لَیَفِرَّنَّ النَّاسُ مِنَ الدَّجَالِ فِیُ الْجِبَالِ، قَالَتْ: اُمُّ شُرِیْکٍ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ فَاَیْنَ الْعَرَبُ یَوْمَئِذٍ؟ قَالَ ھُمْ قَلِیْلٌ.

(صحیح مسلم، کتاب الفتن و اشراط الساعۃ)

Marfat.com

حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لوگ دجال سے بھاگیں گے، پہاڑوں میں پناہ لیں گے۔ اُم شریک رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ ﷺ: عرب کے لوگ اس دن کہاں ہوں گے (یعنی وہ دجال سے مقابلہ کیوں نہیں کریں گے)۔ آپ ﷺ نے فرمایا عرب ان دنوں تھوڑے ہوں گے۔''

(viii) دجال یہودیوں کا امیر ہوگا:

(ا) عَنْ اَنَسَ بْنِ مَالِکٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: یَتْبَعُ الدَّجَّالَ مِنْ یَھُوْدِ اِصْبَھَانَ سَبْعُوْنَ اَلْفًاعَلَیْھِمُ الطَّیَالِسَۃُ۔

(صحیح مسلم، کتاب الفتن و اشراط الساعۃ)

حضرت ابن انس مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دجال کے ساتھ اصفہان کے ستر ہزار یہودی سیاہ چادریں اوڑھے ہوئے ہوں گے۔''

ب۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دجال مشرق کی سرزمین سے ظاہر ہوگا جسے خراسان کہا جاتا ہے۔ بہت سی قومیں اس کے ہمرکاب ہوں گی۔ جن کے چہرے چمڑے کی ڈھالوں کی طرح (موٹے اور چوڑے چوڑے) ہوں گے۔''

(ترمذی، کتاب الفتن، باب خروج الدجال)

(ix) دجال مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں داخل نہ ہو پائے گا:

(ا) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ: قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: یَاتِی

Marfat.com

اَلْمَسِیْحُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ هَمُّهُ الْمَدِیْنَةُ حَتّٰی یَنْزِلَ دُبُرَ اُحُدٍ ثُمَّ تَصْرِفُ الْمَلٰئِکَةُ وَجْهَهٗ قِبَلَ الشَّامِ وَهُنَاکَ یَهْلِکُ.

(صحیح مسلم، کتاب الحج: باب صیانة المدینة من دخول الطاعون والدجال الیها)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کانا دجال مشرق کی طرف سے مدینہ میں داخل ہونے کا ارادہ کرے گا یہاں تک کہ احد پہاڑ کے پیچھے تک آئے گا لیکن فرشتے اس کا منہ شام کی طرف پھیر دیں گے۔''

(ب) حضرت فاطمہؓ بنت قیس (والی لمبی حدیث میں نبی کریم ﷺ) سے روایت ہے کہ:

''دجال کہتا ہے کہ میں ۴۰ دنوں میں ساری دنیا میں پھر جاؤں گا لیکن دو بستیوں یعنی مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ دونوں مجھ پر حرام ہیں۔ جب میں ان میں داخلے کا قصد کروں گا تو تلوار لہراتا ہوا فرشتہ مجھے داخل ہونے سے روکے گا۔ ان دونوں (شہروں) کے راستے پر فرشتے چوکیداری کر رہے ہوں گے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعة، باب قصة الجساسة)

(x) دجال کا خدائی دعویٰ اور اس کا فتنہ:

۱- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب دجال نکلے گا تو مسلمانوں میں سے ایک شخص اس کی طرف چلے گا، راستے میں اس کو دجال کے ہتھیار بند لوگ ملیں گے وہ اس سے پوچھیں گے تو کہاں جاتا ہے وہ بولے گا میں اس شخص کے پاس جاتا ہوں جو نکلا ہے، وہ کہیں گے تو ہمارے مالک پر ایمان نہیں لایا- وہ کہے گا،

Marfat.com

ہمارا مالک چھپا ہوا نہیں ہے- دجال کے لوگ کہیں گے اس کو مار ڈالو، پھر آپس میں کہیں گے ہمارے مالک نے تو منع کیا ہے، کسی کو مارنے سے جب تک اس کے سامنے نہ لے جائیں پھر اس کو وہ مسلح لوگ دجال کے پاس لے جائیں گے-

جب وہ شخص دجال کو دیکھے گا تو کہے گا اے لوگو! یہ تو دجال ہے، جس کی خبر حضور نبی کریم ﷺ نے دی تھی- چنانچہ دجال اپنے لوگوں کو حکم دے کہ اس شخص کا سر پھوڑ دیا جائے، پھر اس کا سر پھوڑ دیا جائے گا اور اس کے پیٹ اور پیٹھ پر بھی مار پڑے گی، پھر دجال اس سے پوچھے گا تو میرے اوپر یقین نہیں کرتا (یعنی میرے خدائی دعوے پر) وہ شخص کہے گا تو جھوٹا مسیح ہے- پھر دجال حکم دے گا کہ اسے آرے سے چیرا جائے، چنانچہ اسے سر سے پاؤں تک آرے سے چیر دیا جائے گا، یہاں تک کہ دو ٹکڑے ہو جائے گا- پھر دجال ان دونوں ٹکڑوں کے درمیان جائے گا اور کہے کہ اٹھ کھڑا ہو وہ شخص زندہ ہو کر سیدھا اٹھ کھڑا ہوگا- پھر دجال اس شخص سے پوچھے گا کہ اب تو میرے اوپر ایمان لایا، وہ کہے مجھے تو اور زیادہ یقین ہو گیا ہے کہ تو ہی دجال ہے-"

(صحیح مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعۃ، باب ذکر الدجال)

ب- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"دجال کے بارے میں جتنا میں نے حضور کریم ﷺ سے پوچھا اتنا کسی نے نہیں پوچھا- میں اکثر دجال کا حال آپ ﷺ سے پوچھا کرتا تھا- آپ ﷺ نے فرمایا: تجھ کو دجال سے کچھ ڈر نہیں ہونا چاہیے (کیونکہ میں ابھی تمہارے درمیان موجود ہوں)- میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ لوگ کہتے ہیں اس کے ساتھ روٹیوں کا ایک پہاڑ ہوگا اور پانی کی ندی ہوگی- آپ ﷺ نے فرمایا: پھر اس سے کیا ہوتا ہے اگر یہ بات بھی ہو تو پھر بھی اللہ کے نزدیک وہ کچھ مال نہیں

Marfat.com

(یعنی دجال کی اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں ہے)۔

(صحیح بخاری، کتاب الفتن، باب ذکر الدجال)

(xi) دجال کی بے بسی اور مومن کا استقلال:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''حضور نبی کریم ﷺ نے ایک دن دجال کا لمبا قصہ بیان فرمایا: اس میں یہ بھی تھا کہ دجال کا مدینہ کے اندر جانا حرام کر دیا گیا۔ وہ مدینہ کے باہر ایک کھاری زمین پر اترے گا۔ جو مدینہ منورہ کے قریب ہوگی۔ اس وقت مدینہ والوں میں سے ایک آدمی جو سب سے اچھا ہوگا وہ دجال کے پاس جائے گا اور کہے گا میں گواہی دیتا ہوں تو وہی دجال ہے جس کا ذکر آنحضرت ﷺ ہم سے فرماتے تھے۔ دجال اپنے ساتھیوں سے کہے گا دیکھو اگر میں اس شخص کو مار ڈالوں پھر جلا دوں تب تم کو میرے بارے میں (رب ہونے کا شبہ) نہیں رہے گا وہ لوگ کہیں گے نہیں (ہمیں کوئی شک نہیں رہے گا) تب دجال اس شخص کو مار ڈالے گا پھر جلائے گا (پھر زندہ کرے گا) تب وہ شخص کہے گا کہ اب تو مجھے یقین ہو گیا ہے کہ تو ہی کم بخت دجال ہے پھر دجال اس کو مار ڈالنا چاہے گا تو نہ مار سکے گا۔''

(صحیح بخاری، کتاب الفتن، باب لا یدخل الدجال المدینۃ)

(xii) دجال کے فتنہ سے پناہ مانگنی چاہیے:

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: يَسْتَعِيْذُ فِي صَلَاتِهِ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالَ.

(صحیح بخاری، کتاب الفتن، باب ذکر الدجال)

Marfat.com

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

"میں نے حضور نبی ﷺ سے سنا آپ ﷺ نماز میں دجال سے پناہ مانگتے تھے۔"

(xiii) دجال سے محفوظ رہنے کا طریقہ اور سورہ کہف:

ا۔ حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

"ایک دن صبح کو حضور نبی کریم ﷺ نے دجال کا تذکرہ فرمایا ..... وہ گھنگریالے بالوں والا نوجوان آدمی ہے، میں اسے عبدالعزی بن قطن (زمانہ جاہلیت کا کافر جو قبل از اسلام مر گیا تھا) سے مشابہت دے سکتا ہوں اور جو شخص تم میں سے اس کا سامنا کرے وہ سورۃ کہف کی ابتدائی آیات تلاوت کرے۔"

(صحیح مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعۃ، باب ذکر الدجال)

ب۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

"حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے سورہ کہف کی ابتدائی آیات حفظ کرلیں تو وہ فتنہ دجال سے محفوظ رہے گا۔ امام ابوداؤدؒ فرماتے ہیں: کہا اسی طرح ہشام الدستوائی نے قتادہؒ سے روایت کیا ہے: لیکن

انہوں نے کہا کہ جس نے سورہ کہف کی آخری (دس آیات) آیات یاد کیں جب کہ شعبہؒ نے اپنی روایت میں سورہ کہف کے آخر کا ذکر کیا ہے۔"

(یعنی سورہ کہف کی پہلی دس اور آخری دس آیات یاد کرنا چاہیے)۔

(سنن ابوداؤد، کتاب الفتن، باب ذکر الدجال)

(xiv) دجال کتنے دن زندہ رہے گا:

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

(حضرت نواسؓ بن سمعان کی روایت کردہ طویل حدیث کا حصہ)

Marfat.com

''ایک دن حضور نبی کریم ﷺ نے دجال کا ذکر کیا.....ہم نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ دجال کتنا عرصہ زندہ رہے گا؟ آپ نے فرمایا۔ چالیس دن، جس کا پہلا دن ایک سال کے برابر ہوگا، دوسرا دن ایک ماہ کے، تیسرا دن ایک ہفتہ کے اور باقی دن عام دنوں کے برابر ہوں گے۔ (ایک سال، ۲ مہینے، ۱۴ دن زندہ رہے گا)۔ ہم نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! جو دن سال کے برابر ہوگا کیا اس کے لئے ہمیں پانچ نمازیں کافی ہوں گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں (پانچ نہیں) بلکہ اس دن کا (سال کے برابر) اندازہ کر لینا اور سال بھر کی نمازیں اندازے سے ادا کرتے رہنا۔''

(صحیح مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعۃ، باب ذکر الدجال)

(xv) دجال کے لشکر سے مسلمانوں کی جنگ:

عَنْ نَافِعِ بْنِ عُتْبَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: تَغْزُوْنَ جَزِيْرَةَ الْعَرَبِ فَيَفْتَحُهَا اللّٰهُ، ثُمَّ فَارِسَ فَيَفْتَحُهَا اللّٰهُ ثُمَّ تُغْزُوْنَ الرُّوْمَ فَيَفْتَحُهَا اللّٰهُ ثُمَّ تَغْزُوْنَ الدَّجَّالَ فَيَفْتَحُهُ اللّٰهُ، قَالَ نَافِعٌ: يَا جَابِرُ! لَا نَرٰى الدَّجَّالَ يَخْرُجُ حَتّٰى يُفْتَحَ الرُّوْمُ.

(صحيح مسلم، كتاب الفتن و اشراط الساعة)

حضرت نافع بن عتبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم (مسلمان) پہلے تو جزیرہ عرب میں (کافروں سے) جہاد کرو گے اللہ فتح دے گا پھر فارس سے جہاد کرو گے اللہ تعالیٰ اس کو بھی فتح کر دے گا پھر روم والوں سے جنگ کرو گے اور اللہ تعالیٰ تمہیں فتح دلوا دے گا پھر دجال سے جنگ کرو۔ اللہ تعالیٰ اس سے بھی تمہیں فتح دلوائے گا۔''

Marfat.com

حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو مقام لد پر قتل کریں گے:

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''حضور نبی کریم ﷺ نے دجال کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: اگر دجال نکلا اور تم میں موجود ہوا تو میں اس کا حجت کرنے والا ہوں گا (یعنی دجال سے خود ہی نمٹ لیں گے) اگر میرے بعد نکلا تو ہر شخص خود ہی اس کا حجت کرنے والا ہوگا اور اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کے اوپر خلیفہ ہیں۔ پس تم میں سے جو اسے پائے تو اس کے اوپر سورہ کہف کی ابتدائی آیات پڑھے۔ اس لیے کہ وہ آیات دجال کے فتنہ سے تمہاری پناہ گاہ ہیں۔

ہم نے عرض کیا کہ وہ کب تک زمین میں رہے گا۔ فرمایا: چالیس دن تک۔ جس کا ایک دن سال کے برابر، دوسرا دن ایک ماہ، تیسرا دن ایک ہفتہ اور باقی تمام ایام تمہارے دنوں کی طرح ہوں گے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ جو ایک سال کا دن ہوگا اس میں ہمارے لیے ایک ہی دن کی نمازیں کافی ہوں گی۔ فرمایا نہیں بلکہ دن کے اعتبار سے اندازہ کر لینا۔

پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔ جامع مسجد دمشق کے مشرقی سفید منارہ پر اور وہ اسے (دجال) کو ''باب لد'' کے قریب پائیں گے اور اسے قتل کر دیں گے۔''

(سنن ابوداؤد، کتاب الفتن، باب خروج الدجال)

وضاحت:

۱۔ دجال کا خروج قیامت کی علامات کبریٰ میں سے ایک علامت ہے۔

۲۔ دجال پستہ قد، مضبوط جسم، گھنگریالے بال اور ایک آنکھ سے کانا (آنکھ میں انگور کی طرح پھولا) ہوگا جب کہ اس کی پیشانی پر کافر (ک.....ف.....ر) لکھا ہوگا، جسے مسلمان پڑھ لیں گے۔

Marfat.com

۳۔ دجال اچانک غصے میں خراسان سے خروج کرے گا پھر شام اور عراق کے درمیان میں سے آئے گا۔ اصفہان کے ستر (۷۰) ہزار یہودی اس کے ہمرکاب ہوں گے۔

۴۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت آدم علیہ السلام سے قیامت تک دجال کو اس روئے زمین کا سب سے بڑا فتنہ فرمایا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک ہر نبی علیہ السلام نے اپنی اپنی امت کو فتنہ دجال سے خبردار کیا ہے۔

۵۔ دجال جھوٹ اور مکروفریب سے لوگوں کو اپنے ساتھ ملائے گا۔ پہلے نبوت اور پھر بعد میں اپنی شعبدہ بازیوں کے ذریعے خدائی دعویٰ کرے گا۔ دجال کے ساتھ آگ، پانی (جنت۔دوزخ) اور روٹیوں کا پہاڑ ہوگا۔ آسمان کو کہے گا بارش برسا تو بارش ہوگی۔ جب کہ ویران زمین کو کہے گا تو وہ اپنے خزانے اگل دے گی۔ لوگوں کو قتل کرے گا پھر زندہ کرے گا اور لوگوں کو کہے گا مجھے خدا مانو۔

۶۔ دجال کی شعبد بازیوں سے عورتیں سب سے زیادہ متاثر ہوں گے حتیٰ کہ ایک شخص اپنی بیوی، بہن اور گھر کی دوسری عورتوں کو رسیوں سے باندھے گا تاکہ دجال کے پاس جا کر اس کے بہکاوے میں نہ آ جائیں۔ کئی قومیں اس کے مکروفریب میں آ کر اپنا ایمان کھو دیں گی۔

۷۔ دجال مدینہ منورہ، مکہ معظّمہ اور بیت المقدس میں داخل نہ ہو سکے گا۔ کیونکہ مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کی حفاظت فرشتے کر رہے ہوں گے جو اسے ان دونوں شہروں میں داخل نہ ہونے دیں گے۔ مدینہ منورہ میں اسی دوران زلزلے کے جھٹکے لگیں گے جس سے منافق اور بے دین گھبرا کر دجال کے پاس چلے جائیں گے۔

۸۔ دجال ایک سال دو ماہ اور ۱۴ دن تک زمین پر اودھم مچائے گا اور بہت سے اس کے فتنے سے بچ نہ سکیں گے۔

Marfat.com

۹۔ حضور نبی کریم ﷺ مخبر صادق نے اپنی امت کو دجال کی پہچان اور اس سے بچاؤ سے آگاہ کر دیا ہے۔ آپ ﷺ نے دجال کے فتنے سے بچنے کے لیے سورہ کہف کی پہلی دس یا آخری دس آیات یاد کرنے اور پڑھنے کی تلقین فرمائی ہے۔

۱۰۔ مسلمان دجال کو ماننے سے انکار کر دیں گے۔ دجال اپنی فوج کے ساتھ بیت المقدس کے قریب مسلمانوں کی فوج کا محاصرہ کرے گا۔ مسلمانوں کی فوج محصور ہو گی کہ اچانک ایک دن فجر کی نماز کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے۔ دمشق کے مشرقی حصہ میں سفید مینار کے پاس زرد رنگ کا لباس پہنے ہوئے اتریں گے۔ اس وقت نماز فجر کا وقت ہو گا۔ حضرت امام مہدی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو امامت کرنے کی دعوت دیں گے جب کہ اقامت ہو چکی ہو گی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ اقامت آپ کے لیے کہی گئی ہے، چنانچہ عیسی علیہ السلام حضرت امام مہدی کی اقتداء میں نماز ادا کریں گے۔ نماز کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسجد کا دروازہ کھلوائیں گے۔ آپ کے پاس ایک چھوٹا سا نیزہ ہو گا۔ آپ کی سانس (تا حد نظر) سے کفار ہلاک ہوں گے۔ دجال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر اس طرح پگھلے گا جیسے پانی میں نمک گھول دیا جاتا ہے۔ آپ کو دیکھ دجال بھاگے گا لیکن آپ دجال کو جالیں گے اور ''باب لد'' کے مقام پر اپنے نیزے سے دجال کو قتل کر دیں گے اور نیزے پر لگا ہوا دجال کا خون مسلمانوں کو دکھائیں گے۔

۱۱۔ دجال کے خاتمے کے بعد مسلمان دجال کے لشکر کو تہہ تیغ کریں گے۔ یہودی جس درخت یا پتھر کی اوٹ میں پناہ لیے ہو گا، وہ درخت اور پتھر پکار اٹھے گا کہ ''اللہ کے بندے'' میرے پیچھے یہودی چھپا ہوا ہے اِسے قتل کر دے، چنانچہ مسلمان چن چن کر یہودیوں کا خاتمہ کریں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبر ہیں جن پر کتاب الٰہی (انجیل) نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا تھا۔

Marfat.com

اسلام اور مسیح کے پیروکاروں کا یہ عقیدہ ہے کہ قیامت کے قریب اللہ تعالیٰ آپؑ کو آسمان سے نازل فرمائیں گے۔ دجال جس نے روئے زمین پر قتل وغارت اور فسق وفجور کا اودھم مچایا ہوگا اور امت مسلمہ دجال کے ہاتھوں رنجیدہ اور پریشان ہوگی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام، دجال کے خلاف جہاد کریں گے اور دجال کا خاتمہ کے بعد زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے۔

۱- نزول عیسیٰ علیہ السلام قرآن کی روشنی میں

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قیامت کے قریب نزول قیامت کی اہم علامت ہے۔ اس سلسلے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

۱- اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِىْٓ اِسْرَآئِيْلَ ○ وَلَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَلٰٓئِكَةً فِى الْاَرْضِ يَخْلُفُوْنَ ○ وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُوْنِ ط هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ○

(سورۃ الزخرف: ۵۹-۶۱)

ترجمہ: ''وہ (عیسیٰ علیہ السلام) تو ہمارے مقبول بندے ہیں جن پر ہم نے (نبوت عطا کر کے) احسان کیا اور بنی اسرائیل کے لیے قدرت کا ایک نشان بنا دیا۔ ہمیں قدرت ہے اگر ہم چاہتے تو تمہاری جگہ فرشتوں کو زمین پر جانشین بنا دیتے۔ یقیناً وہ (عیسیٰ علیہ السلام) قیامت کی نشانی ہیں پس تم ہرگز نہ شک کرو اس کے آنے میں اور میری پیروی کرو یہی سیدھا راستہ ہے۔''

ب- وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِىْ شَكٍّ مِّنْهُ ط مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ج

وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ○ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ط وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزاً حَكِيْمًا ○ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ج وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا○

(سورة النساء: ۱۵۷-۱۵۹)

ترجمہ: ''اور یوں کہا کہ ہم نے مسیح ابن مریم کو قتل کر ڈالا ہے۔ حالانکہ نہ انہوں نے اسے قتل کیا نہ سولی چڑھایا لیکن انہیں ان ہی کی شکل جیسا ایک اور آدمی قتل کر دینے کا اشتباہ ہو گیا اور جو لوگ ان کے بارے میں جھگڑتے ہیں وہ وہم میں پڑے ہوئے ہیں۔ ان کو اس کے متعلق کچھ بھی علم نہیں یہ اپنے ظن کی بنیاد پر شک کر رہے ہیں اور یقیناً انہوں نے اسے قتل نہیں کیا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی طرف اٹھا لیا ہے اور اللہ بڑا زبردست حکمت والا ہے (قرب قیامت میں آسمان سے نزول کے بعد) عیسیٰ علیہ السلام کی طبعی موت سے پہلے ہر ایک اہل کتاب اسلام کے مطابق صحیح ایمان لائے گا اور قیامت کے دن آپ ان پر گواہ ہوں گے۔''

(۲) نزول عیسیٰ علیہ السلام احادیث کی روشنی میں

(i)(ا) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهُ صلی اللہ علیہ وسلم وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَيُوْشِكَنَّ اَنْ يَّنْزِلَ فِيْكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ حَكَماً مُّقْسِطًا فَيَكْسِرُ الصَّلِيْبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيْرَ وَيَضَعَ الْجِزْيَةَ وَيُفِيْضُ الْمَالَ حَتّٰى لَا يَقْبَلَهٗ اَحَدٌ.

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان نزول عیسیٰ ابن مریم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

"حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے البتہ قریب ہے جب اتریں گے عیسیٰؑ مریم کے بیٹے تم لوگوں میں، اور حکم کریں گے موافق شریعت کے اور انصاف کریں گے اور توڑ ڈالیں گے سولی کو (جو نصاری نے بنا رکھی ہے اور اس کی پرستش کرتے ہیں) اور مار ڈالیں گے خنزیر کو اور موقوف کر دیں گے جزیہ اور بہت دیں گے مال (لوگوں) کو یہاں تک کہ کوئی نہ لے گا اس کو۔"

(ب) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

"حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہارے نصیب کیسے اچھے ہوں گے۔ جب تمہارے درمیان عیسیٰؑ بن مریم نازل ہوں گے اور تمہارا امام اس وقت خود تم میں سے ہوگا (یعنی حضرت امام مہدی)۔"

(بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب نزول عیسیٰؑ بن مریم)

(ii) نزول عیسیٰ علیہ السلام کے وقت مسلمانوں کی حالت:

حضرت جابر عن عبداللہ رضی عنہ سے مروی ہے:

"میں نے سنا حضور نبی کریم ﷺ سے آپ ﷺ فرماتے تھے: ہمیشہ ایک گروہ میری امت کا لڑتا رہے گا (کافروں اور مخالفوں سے) حق پر قیامت کے دن تک وہ غالب رہے گا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے اور اس گروہ کا امام کہے گا آئیں نماز پڑھائیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے نہیں تم میں سے ایک تم پر امیر رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امت مسلمہ پر یہ نوازش عنایت ہے۔"

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب نزول عیسیٰ بن مریم)

(iii) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دجال کے خلاف فیصلہ کن معرکہ:

(ا) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهُ ﷺ قَالَ: فَیَنْزِلُ

Marfat.com

عیسٰی ابْنُ مَرْیَمَ عَلَیْهِ السَّلاَمُ فَاَمَّهُمْ فَاِذَا رَاٰهُ عَدُوُّ اللّٰهِ ذَابَ كَمَا یَذُوْبُ الْمِلْحُ فِی الْمَآءِ فَلَوْ تَرَكَهُ لاَنْذَابَ حَتّٰی یَهْلِكَ وَلٰكِنْ یَقْتُلُهُ اللّٰهُ بِیَدِهٖ فَیُرِیْهِمْ دَمَهُ فِیْ حَرْبَتِهٖ.

(صحیح مسلم ، کتاب الفتن و اشراط الساعة)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے اور مسلمانوں کی قیادت فرمائیں گے پھر اللہ کا دشمن دجال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھے گا تو یوں گھلنے لگے گا جس طرح نمک پانی میں حل ہو جاتا ہے۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسے چھوڑ دیتے پھر بھی دجال ان کے خوف سے گھل گھل کر مر جاتا لیکن اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں دجال کو قتل کرائے گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے نیزے پر دجال کا خون لوگوں کو دکھائیں گے۔''

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت کردہ (حدیث) میں دجال کی جائے قتل مقام ''لد'' ہے۔

(ب) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے (جو نبی کریم ﷺ کے غلام تھے) روایت ہے کہ:

''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری امت میں دو گروہ ایسے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کو دوزخ کی آگ سے بچائے گا۔ ان میں سے ایک ہندوستان میں جہاد کرے گا اور دوسرا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ۔''

(سنن نسائی، کتاب الجہاد، باب غزوہ ہند)

Marfat.com

(iv) دین اسلام کا غلبہ، امن اور خوشحالی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: خدا کی قسم کہ مریم کے بیٹے (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) اتریں گے (آسمان سے) اور وہ حاکم ہوں، عدل کریں گے، صلیب کو توڑ ڈالیں گے، خنزیر کو مار ڈالیں گے۔ جزیہ ختم کر دیں گے، جوان اونٹ کو چھوڑ دیں گے پھر کوئی اس پر محنت نہ کرے گا۔ لوگوں کے دلوں میں کینہ عداوت اور دشمنی جاتی رہے گی۔ وہ لوگوں کو مال دینے کے لیے بلائیں گے لیکن کوئی بھی مال قبول نہ کرے گا۔ (مال بکثرت ہوگا)۔''

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب نزول عیسیٰ بن مریم)

(v) حضرت عیسیٰ علیہ السلام حج اور عمرہ ادا کریں گے:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: وَالَّذِی نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَیُهِلَّنَّ ابْنُ مَرْیَمَ بِفَجِّ الرَّوْحَاءِ حَاجًا اَوْ مُعْتَمِرًا اَوْ لِیُثَنِّیَنَّهُمَا.

(صحیح مسلم ، کتاب الحج، باب إهلال النبی و هدیه)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میری جان ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام روحا کی گھاٹی سے حج یا عمرہ یا حج کے لیے لبیک کہیں گے۔''

(vi) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد یہودیوں کا خاتمہ:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَاتَقُوْمُ

Marfat.com

السَّاعَةُ حَتّٰی تُقَاتِلُوا الْیَهُوْدَ حَتّٰی یَقُوْلَ الْحَجَرُ وَرَاءَ هُ الْیَهُوْدِیُّ یَامُسْلِمُ هٰذَا یَهُوْدِیٌّ وَرَائِی فَاقْتُلْهُ.

(صحیح بخاری ، کتاب الجهاد، باب قتال الیهود)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ تم یہودیوں سے جہاد نہ کرو گے۔ جس پتھر کے پیچھے یہود چھپا ہوگا وہ پتھر بھی پکار اٹھے گا۔ ''اے مسلمان'' میرے پیچھے یہودی چھپا ہوا ہے اسے قتل کر دے۔''

(vii) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حکومت اور قیام:

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی نہیں آئے گا۔ بے شک وہ اتریں گے پس جب تم انہیں دیکھو تو انہیں پہچان لو وہ سرخ و سفید رنگ کے درمیانی رنگ کے مرد ہیں، درمیانے قد و قامت کے ہیں۔ گویا کہ ان کا سر ٹپک (پانی) رہا ہوگا۔ پانی سے اگرچہ وہ تر نہیں ہوگا۔ پس وہ اسلام کے لیے کفار سے جنگ و قتال کریں گے۔ صلیب توڑ دیں گے، خنزیر کو ہلاک کر دیں گے اور جزیہ موقوف (ختم) کر دیں گے۔ ان (کافروں) کے پاس دو ہی صورتیں ہوں گی یا اسلام قبول کریں یا قتل ہوں جائیں سوائے اسلام (یعنی مسلمانوں) کے، وہ دجال کو بھی ہلاک کر دیں گے۔ پھر دنیا میں چالیس برس تک رہیں گے پھر انتقال کر جائیں گے اور مسلمان ان پر نماز جنازہ پڑھیں گے۔''

(سنن ابوداؤد، کتاب الفتن، باب خروج الدجال)

Marfat.com

ب- عَنْ ابنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: فَیَبْعَثُ اللّٰہُ عِیْسٰی بْنَ مَرْیَمَ کَانَّہٗ عُرْوَۃُ بْنُ مَسْعُوْدٍ فَیَطْلُبُہٗ فَیُھْلِکُہٗ ثُمَّ یَمْکُثُ النَّاسُ سَبْعَ سِنِیْنَ لَیْسَ بَیْنَ اثْنَیْنِ عَدَاوَۃٌ ثُمَّ یُرْسِلُ اللّٰہُ رِیْحًا بَارِدَۃً مِنْ قِبَلِ الشَّامِ فَلَا یَبْقٰی عَلٰی وَجْہِ الْاَرْضِ اَحَدٌ فِیْ قَلْبِہٖ مِثْقَالُ ذَرَّۃٍ مِنْ خَیْرٍ اَوْ اِیْمَانٍ اِلَّا قَبَضَتْہُ حَتّٰی لَوْ اَنَّ اَحَدَکُمْ دَخَلَ فِیْ کَبِدِ جَبَلٍ لَّدَخَلَتْہُ عَلَیْہِ حَتّٰی تَقْبِضَہٗ۔

(صحیح مسلم ، کتاب الفتن و اشراط الساعۃ، باب ذکر الدجال)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

"حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پھر اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھیجے گا ان کی شکل عروہؓ بن مسعود (صحابی) کی سی ہے وہ دجال کو ڈھونڈ نکالیں گے اور اس کو قتل کر دیں گے، پھر سات برس تک لوگ ایسے رہیں گے کہ دو شخصوں کے درمیان کوئی دشمنی نہ ہوگی، پھر اللہ تعالیٰ ٹھنڈی ہوا چلائیں گے شام کی طرف سے تو زمین پر کوئی ایسا نہ رہے گا جس کے دل میں رتی بھر ایمان یا بھلائی ہوگی (یعنی تمام مسلمانوں کو اس ٹھنڈی ہوا سے موت آ جائے گی) یہاں تک کہ اگر کوئی تم سے پہاڑ کی کھوہ میں بھی گھس جائے تو وہاں بھی پہنچ کر یہ ہوا اس کی جان نکال لے گی۔"

وضاحت:

۱۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ رسول ہیں انہیں آسمان پر اٹھا لیا گیا تھا، قیامت کے قریب ان کا دوبارہ نزول قیامت کی اہم نشانی ہے۔

Marfat.com

۲۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زرد رنگ کی چادروں میں ملبوس فرشتوں کے سہارے دمشق کے مشرقی حصہ کی مسجد کے سفید مینار کے پاس اتریں گے۔ آپؑ کے بالوں سے قطرے ٹپک رہے ہوں گے۔ آپ درمیانے قد اور سرخ وسفید رنگ کے ہوں گے۔

۳۔ آپؑ کا نزول اس وقت ہوگا جب امام مہدی کی قیادت میں لڑنے والے مسلمانوں کے لشکر کا دجال اور اس کی سپاہ نے محاصرہ کیا ہوگا۔

۳۔ نماز فجر کے وقت آپؑ کا نزول ہوگا اور آپؑ حضرت امام مہدی کی اقتداء میں نماز ادا کریں گے۔ نماز کے بعد آپؑ مسجد کا دروازہ کھلوائیں گے جہاں تک آپؑ کی سانس جائے گی (تا حد نگاہ) کفار ہلاک ہوں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو قتل کر دیں گے اور اس کے بعد دجال کی فوج بھی تہ تیغ کر دی جائے گی۔

۴۔ آپؑ کی قیادت میں لڑنے والا مسلمانوں کا لشکر یہودیوں کو چن چن کر قتل کر دے گا۔

۵۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسلام کے لیے جہاد کریں گے ہر طرف انصاف، بھلائی اور امن وامان ہوگا۔ جزیہ موقوف کر دیا جائے گا، خنزیر کو قتل کر دیا جائے گا۔ شیر، اور دوسرے موذی جانور بھیڑ، بکریوں اور دوسرے جانوروں کے ساتھ مل کر اکٹھے ایک گھاٹ سے پانی پئیں گے حتیٰ کہ سانپ اور بچے اکٹھا کھیلیں گے اور سانپ نقصان نہیں پہنچائے گا۔ الغرض کوئی موذی جانور یا زہریلے حشرات الارض کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔

۶۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حج اور عمرے کی بھی سعادت حاصل کریں گے۔

۷۔ بعض روایات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زمین پر قیام ۴۰ سال جب کہ بعض کے مطابق ۷ سال ہے۔ سلف نے اس تعارض کے بارے میں یوں وضاحت فرمائی ہے:

''حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدائش سے موت تک کل ۴۰ سال زمین پر رہیں گے۔ جن میں (۳۳) تینتیس سال وہ زمین پر گزار کر آسمان پر اٹھا لیے گئے، باقی سات سال وہ قیامت

Marfat.com

کے قریب زمین پر گزار کر انتقال فرمائیں گے۔"

(حوالہ: النھایۃ فی الفتن والملاحم، ۱/۹۹)

۸۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے انتقال پر مسلمان آپؑ کی نماز جنازہ پڑھائیں گے اور ترمذی کی روایت کے مطابق حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ (قبر کے ساتھ) دفن کیا جائے گا۔

یاجوج ماجوج کا خروج

یاجوج ماجوج اپنے ابتدائی دور میں بھی اردگرد کے علاقوں میں لوٹ مار اور فساد برپا کرتے رہتے تھے اور یاجوج ماجوج کے علاقے سے متصل آباد قومیں ان کے فتنہ فساد سے عاجز تھیں جب ذوالقرنین نے یہ علاقے فتح کیے تو ان قوموں کی درخواست پر ایک بہت بڑی دیوار تعمیر کر کے ان کے نکلنے کا راستہ بند کر دیا۔

۱- یاجوج ماجوج قرآن کا خروج قرآن کی روشنی میں:

(ا) ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًاہ حَتّٰٓی اِذَا بَلَغَ بَیْنَ السَّدَّیْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِھِمَا قَوْمًا لَّا یَکَادُوْنَ یَفْقَھُوْنَ قَوْلًا ○ قَالُوْا یٰذَا الْقَرْنَیْنِ اِنَّ یَاجُوْجَ وَمَاجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ فَھَلْ نَجْعَلُ لَکَ خَرْجًا عَلٰٓی اَنْ تَجْعَلَ بَیْنَنَا وَبَیْنَھُمْ سَدًّا ○ قَالَ مَا مَکَّنِّیْ فِیْہِ رَبِّیْ خَیْرٌ فَاَعِیْنُوْنِیْ بِقُوَّۃٍ اَجْعَلْ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَھُمْ رَدْمًا اٰتُوْنِیْ زُبَرَ الْحَدِیْدِ ط حَتّٰٓی اِذَا سَاوٰی بَیْنَ الصَّدَفَیْنِ قَالَ انْفُخُوْا ط حَتّٰٓی اِذَا جَعَلَہٗ نَارًا قَالَ اٰتُوْنِیْٓ اُفْرِغْ عَلَیْہِ قِطْرًا ○ فَمَا اسْطَاعُوْٓا اَنْ یَّظْھَرُوْہُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَہٗ نَقْبًا ○ قَالَ ھٰذَا رَحْمَۃٌ مِّنْ رَّبِّیْ ج فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّیْ جَعَلَہٗ دَکَّآءَ

Marfat.com

وَكَانَ وَعْدُ رَبِّیْ حَقًّا ○ وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِی بَعْضٍ وَّنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ○

(سورۃ کھف: ۹۲.۹۹)

ترجمہ: ''پھر (ذوالقرنین) نے سفر کی تیاری کر کے دوسری طرف کا رخ کیا۔ جب سفر کر کے دو پہاڑوں کے درمیانی درے کے پاس پہنچا تو وہاں ایک ایسی قوم ملی جو ان کی بولی نہ جانتے تھے۔ اس قوم نے (ترجمان کے ذریعے) کہا! اے ذوالقرنین! یاجوج ماجوج اس درہ میں سے ہمارے ملک میں گھس کر فساد مچاتے ہیں۔ اگر آپ ہمارے اور ان کے درمیان بند باندھ دیں تو ہم آپ کو خراج ادا کر دیا کریں گے۔ ذوالقرنین نے کہا مجھے تمہارے مال اور خراج کی ضرورت نہیں۔ مجھے جو اللہ تعالیٰ نے طاقت دے رکھی ہے وہی میرے لیے کافی ہے۔ البتہ تم لوگ بدنی (محنت مزدوری) قوت مہیا کر دو تو ہم تمہارے اور ان کے درمیان ایک دیوار کھینچ دیں گے۔ تم مجھے لوہے کے تختے (چادریں) لا دو (چنانچہ وہ لے آئے کام شروع ہو گیا) یہاں تک کہ دونوں پہاڑوں کے درمیان پاٹ (درہ) برابر کر دیا گیا تو پھر انہیں آگ جھونکنے کا حکم دیا یہاں تک کہ وہ دیوار لال انگارے کی طرح ہو گئی پھر اس دیوار میں تانبا پگھلا کر انڈیل دیا گیا (جو درزوں اور سوراخوں میں جم گیا) پس اب تو یاجوج ماجوج اس پر چڑھ سکتے تھے اور نہ اس میں کوئی سوراخ ہی کر سکتے تھے۔ ذوالقرنین نے کہا یہ میرے اللہ کا فضل ہے کہ مجھ سے اتنا بڑا کام ہو گیا۔ لیکن قیامت کے قریب اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق یاجوج ماجوج اس دیوار کو توڑ دیں گے۔ یہ وعدہ اللہ تعالیٰ کا سچا ہے اور ہو کر رہے گا اور یاجوج ماجوج کثیر

تعداد میں نکل کر لوگوں میں گڈمڈ ہو کر اودھم مچائیں گے اور پھر صور پھونک دیا جائے گا پھر ہم جمع کریں گے ان سب کو۔"

(۲) حَتّٰى اِذَا فُتِحَتْ يَاجُوْجُ وَمَاجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُوْنَ ○ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِيْنَ كَفَرُوا يٰوَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا بَلْ كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ○

(سورۃ الانبیاء: ۹۶-۹۷)

ترجمہ: "یہاں تک کہ یاجوج ماجوج کھول دیئے جائیں (وہ دیوار ذوالقرنین توڑ کر باہر نکل آئیں گے) تو وہ ہر بلندی سے دوڑتے ہوئے آئیں گے۔ نزدیک آ پہنچا وعدہ (قیامت) سچا تو کافروں کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی وہ کہہ رہے ہوں گے ہائے افسوس ہم تو اس دن سے غافل ہی رہے اور بڑا ہی ظلم کیا ہم نے۔"

۲-یاجوج ماجوج احادیث کی روشنی میں

(i) ۱- عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمًا فَزِعًا يَقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَأْجُوْجَ وَمَا جُوْجَ مِثْلُ هٰذِهِ وَحَلَّقَ بِاِصْبَعَيْهِ :أَلاِبْهَامَ وَالَّتِي تَلِيْهَا قَالَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَفَنَهْلِكُ وَفِيْنَا

الصَّالِحُوْنَ ؟ قَالَ: نَعَمْ اِذَا كَثُرَ الْخُبْثُ.

(صحیح البخاری ، کتاب الفتن، باب یاجوج ماجوج)

ام المؤمنین حضرت زینب بن جحش رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

''حضور نبی کریم ﷺ ایک روز گھبرائے ہوئے تشریف لائے۔ آپ ﷺ فرما رہے تھے کہ لا الہ الا اللّٰہ عرب کی خرابی ایک آفت سے جو قریب آ پہنچی ہے۔ یاجوج ماجوج کی دیوار اتنی کھل گئی ہے کہ آپ ﷺ نے انگوٹھے اور کلمہ کی انگلی سے حلقہ بنایا۔ یہ سن کر ام المؤمنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ: کیا نیک بخت اچھے لوگ زندہ رہنے پر بھی ہم تباہ اور برباد ہو جائیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جب بدکاری حد سے زیادہ پھیل جائے گی۔''

(ب) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے دیوار ذوالقرنین کے باب میں مروی ہے کہ:

''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ یاجوج ماجوج اسے روز کھودتے ہیں یہاں تک کہ قریب پھٹنے کے ہو جاتی ہے۔ پھر کہتا ہے جو ان پر حاکم ہے کہ چلو پھر کل اس کو گرا دیں گے۔ فرمایا آپ ﷺ نے کہ اللہ تعالیٰ اسے پھر اول روز سے زیادہ مضبوط کر دیتا ہے۔ یہاں تک جب ان کا وقت آ جائے گا اور اللہ کا ارادہ ہو گا یاجوج ماجوج کو لوگوں پر نکالنے کا تو حاکم کہے گا ان کو چلو پھر کل توڑ لیں گے اگر چاہے گا اللہ تعالیٰ اور ان شاء اللہ کہے گا۔ فرمایا آپ ﷺ نے پھر دوسرے روز لوٹ کر آئیں گے تو اس کو ویسا ہی پائیں گے جتنا گزشتہ روز توڑ کر چھوڑ گئے تھے۔ پس وہ اس میں سوراخ کر ڈالیں گے اور نکل پڑیں گے لوگوں پر اور سب دریاؤں کا پانی پی ڈالیں گے اور لوگ ان سے بھاگیں گے۔ پھر وہ آسمان کی طرف تیر پھینکیں گے اور ان پر خون میں ڈوبا ہوا تیر گرے گا پھر وہ بولیں گے کہ دبا لیا ہم

Marfat.com

نے زمین والوں کو اور لڑائی کی آسمان والے یعنی اللہ تعالیٰ سے بھی وہ سب غرور اور تکبر سے بولیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کے لیے ایک کیڑا پیدا کرے گا ان کی گردنوں میں اور وہ سب اس سے ہلاک ہو جائیں گے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس پروردگار کی کہ جان محمد ﷺ کی اس کے ہاتھ میں ہے کہ زمین کے جانوران کا گوشت کھا کر خوب موٹے تازے ہو جائیں گے اور مٹکتے پھریں گے اور شکر کریں گے بخوبی۔''

(ترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب سورۃ کہف)

(ii) یاجوج ماجوج کا فتنہ:

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت طویل حدیث کا حصہ:

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا..... پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو تلاش کر کے باب لد (شام کے ایک پہاڑ کا نام ہے) کے مقام پر قتل کریں گے پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان لوگوں کے پاس جائیں گے جن کو اللہ تعالیٰ نے دجال سے بچا لیا..... پھر اسی حال میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ وحی بھیجیں گے کہ اب میں ایسے بندے نکالنے والا ہوں کہ کسی کو ان سے لڑنے کی طاقت نہیں ہے۔ آپؑ میرے بندوں کو کوہ طور پر لے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو بھیجے گا جو بلندی سے اترتے چلے آئیں گے۔ یہ اتنی کثیر تعداد میں ہوں گے کہ:

ان کے پہلے لوگ طبرستان کے دریا پر گزریں گے اور جتنا پانی اس میں ہو گا سب پی جائیں گے پھر ان کے پچھلے لوگ جب وہاں پہنچیں گے تو کہیں گے کبھی

اس دریا میں پانی تھا پھر وہ اس پہاڑ پر پہنچیں گے جہاں درختوں کی کثرت ہے پھر وہ کہیں گے کہ البتہ ہم زمین والوں کو تو قتل کر چکے ہیں آؤ اب آسمان والوں کو بھی قتل کریں، پھر وہ اپنے تیر آسمان کی طرف چلائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے تیروں کو خون آلود کر کے لوٹائے گا وہ سمجھیں گے کہ آسمان والے بھی مارے گئے ہیں۔"

(صحیح مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعۃ، باب ذکر الدجال)

(iii) یاجوج ماجوج کی ہلاکت اور بعد کے حالات:

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

"..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی مسلمان (طور پہاڑ پر) محصور ہوں گے (خورد و نوش ختم ہو جائے گا) ایک بیل کا سر سو دینار سے بہتر ہوگا پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے ساتھی اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے، اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج پر عذاب بھیجے گا، ان کی گردنوں میں کیڑا پیدا ہوگا جس سے یہ سب صبح تک ہلاک ہو جائیں گے جیسے ایک آدمی مرتا ہے۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی زمین پر اتریں گے تو زمین کی ایک بالشت برابر جگہ ان کی سرانڈ اور گندگی سے خالی نہ ہوگی (ہر طرف ان کی لاشیں پڑی ہوں گی)۔

پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ پرندوں کو بھیجے گا۔ بڑے اونٹوں کے برابر (ان کی گردنیں) ہوں گے وہ پرندے لاشیں اٹھا کر لے جائیں گے اور جہاں اللہ کا حکم ہوگا وہاں پر پھینک دیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ایسی بارش برسائے گا جو ہر مٹی اور بالوں کے گھر پہنچے گی اور زمین کو (بدبو سے) پاک صاف کر دے گی۔"

(صحیح مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعۃ، باب ذکر دجال)

Marfat.com

وضاحت:

۱۔ یاجوج ماجوج کا خروج قیامت کی آخری علامات میں شمار ہوتی ہے۔

۲۔ یاجوج حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں یہ لوگ روز اول سے ہی فساد مچاتے رہے ہیں۔ ذوالقرنین بادشاہ نے ایک مفتوح قوم کی درخواست پر دو پہاڑوں کے درمیان ایک دیوار تعمیر کر دی ہے تا کہ یاجوج ماجوج باہر نہ نکل سکیں۔

۳۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال اور اس کی فوج کے خاتمہ کریں گے تو اس کے بعد یہ خروج کریں گے اور یہ اتنی کثیر تعداد میں ہوں گے کہ دریاؤں کا پانی پی کر خشک کر دیں ان کی تعداد کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ یہ ۹۹ فیصد ہیں اور مسلمان ایک فیصد ہیں۔

۴۔ یاجوج ماجوج مسلسل دیوار توڑ رہے ہیں جب یہ دیوار گرنے کے قریب پہنچ جاتی ہے تو ان کا سردار کہتا ہے باقی کام کل کر لینا۔ دوسرے دن جب پھر دیوار توڑنے کے لیے آتے ہیں تو دیوار پھر پہلے دن جیسی مضبوط ہو جاتی ہے، بالآخر ایک دن کام ختم کرتے وقت ان کا سردار کہے گا، ان شاء اللہ باقی کام کل مکمل کریں گے۔ اگلے دن جب آئیں گے تو دیوار کو کل والی حالت (یعنی جتنی توڑ لی تھی) میں پائیں گے۔ لہٰذا دیوار توڑ کر باہر نکل آئیں گے۔ بلندیوں سے اترتے ہوئے روئے زمین پر پھیل جائیں گے اور تباہی پھیلائیں گے پھر آسمان کی طرف تیر چلائیں۔ تیر خون میں ڈوبا ہوا واپس آئے گا تو کہیں گے کہ ہم نے آسمان والوں پر بھی غلبہ پا لیا۔

۵۔ یاجوج ماجوج کہاں رہتے ہیں اس کا کھوج تو نہیں لگایا جا سکا البتہ کچھ کا خیال ہے کہ کہ ان کی شکل وصورت ترکوں جیسی ہے چھوٹی آنکھیں، موٹے چوڑے تہہ دار چہرے، سرخی مائل بھورے بال تاہم کسی خاص قوم کو یاجوج ماجوج قرار نہیں دیا جا سکتا ہے۔

۶۔ لوگ ان سے بچنے کے لیے قلعہ بند ہو جائیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کو

Marfat.com

لے کر کوہ طور پر چلے جائیں گے۔

۷۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مسلمانوں کے دعا سے ان کی گردنوں میں ایک کیڑا پیدا ہوگا۔ جس سے یہ سب ہلاک ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ خاص قسم کے پرندے بھیجے گا جو ان کی لاشیں اٹھا کر لے جائیں گے پھر اللہ تعالیٰ بارش برسائیں گے جس سے زمین ان کی بدبو اور تعفن سے بالکل پاک ہو جائے گی۔

ٹھنڈی ہوا کا چلنا اور ہر مومن کی وفات

جنگوں کے خاتمے اور یاجوج ماجوج کی ہلاکت کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے کرہ ارض کی برکتیں لوٹ آئیں گی، ہر طرف خوشحال ہوگی حتی کہ دودھ دینے والے جانور کے دودھ میں اتنی برکت ہوگی کہ پورا قبیلہ ایک پالتو جانور کے دودھ پر کفالت کرے گا۔ اسی طرح اور پھلوں، فصلوں میں بھی بہت زیادہ برکت ہوگی، موذی جانور انسانوں اور پالتو جانوروں کے ساتھ مل کر رہیں گے اور کسی کو نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد ایک ٹھنڈی ہوا چلے گی، جس سے تمام اہل ایمان بلکہ جس کے دل میں رتی بھر بھی ایمان ہوگا پر ایک طرح کی غنودگی طاری ہوگی اور اسی میں اس کی روح قبض کر لی جائے گی۔ حتیٰ کہ اگر کوئی مسلمان کسی پہاڑ کی کھوہ یا غار میں بھی ہوگا تو وہ ٹھنڈی ہوا وہاں پہنچ کر اس کی جان نکال لے گی، صرف برے اور بد بخت لوگ باقی رہ جائیں گی اور انہی پر قیامت آئے گی۔

۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ایک طویل حدیث میں مذکور ہے:

"حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پھر اللہ تعالیٰ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو بھیجے گا ان کی شکل عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی سی ہے۔ وہ دجال کو ڈھونڈیں اور اس کو مار دیں گے پھر سات برس تک لوگ ایسے ہی زندہ رہیں گے کہ دو شخصوں کے درمیان عداوت نہ ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ ایک ٹھنڈی ہوا بھیجیں گے جو شام کی

Marfat.com

طرف سے آئے گی- زمین پر ایسا کوئی زندہ نہ رہے گا جس کے دل میں رتی بھر بھی ایمان ہوگا (مومن کی روح قبض کر لی جائے گی)، یہاں تک کہ اگر تم میں سے کوئی پہاڑ کی کھوہ میں گھسے گا تو ہوا وہاں بھی پہنچ کر مومن کی جان نکال لے گی۔"

(صحیح مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعۃ، باب ذکر الدجال)

ب- اسی طرح حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے مروی ایک طویل روایت میں مذکور ہے:

"حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (یاجوج ماجوج کے خاتمہ کے بعد) زمین کو حکم ہوگا کہ نباتات اگائے اور اپنی برکت پھیر دے (پھر ایسے پھل پیدا ہوں گے) کہ ایک انار کو کچھ لوگ کھائیں اور اس کے چھلکے سے بنگلہ (محل) سا بنا کر اس کے سائے میں بیٹھیں گے۔ دودھ میں برکت ہوگی اور ایک اونٹنی کا دودھ پوری جماعت کے لیے کافی ہوگا۔ ایک گائے کا دودھ ایک قبیلے (برادری) کے لیے کافی ہوگا جب کہ ایک دودھ دینے والی بکری پورے خاندان کے لیے کافی ہو گی۔ سو اسی حالت میں لوگ ہوں گے کہ حق تعالیٰ ایک پاک اور ٹھنڈی ہوا بھیجیں گے جو ان کی بغلوں کے نیچے لگے گی اور اثر کر جائے گی اور ہر مومن اور مسلم کی روح قبض کر لے گی اور برے بدذات لوگ باقی رہ جائیں گے جو گدھوں کی طرح زندگی گزاریں گے قیامت انہی لوگوں پر قائم ہوگی۔"

(صحیح مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعۃ، باب ذکر الدجال)

تین بڑے خسوف (زمین کا پھٹنا)

عَنْ اَبِیْ حُذَیْفَةَ بْنِ اُسَیْدٍ قَالَ اِطَّلَعَ النَّبِیُّ ﷺ عَلَیْنَا وَنَحْنُ نَتَذَاکَرُ فَقَالَ مَاتَذْکُرُوْنَ قَالُوْا نَذْکُرُ السَّاعَةَ قَالَ :

Marfat.com

اِنَّهَا لَنْ تَقُوْمَ حَتّٰی تَرَوا قَبْلَهَا عَشْرَ اٰیَاتٍ فَذَکَرَ الدُّخَانَ وَالدَّجَّال وَالدَّآبَّةَ وَطُلُوْعَ الشَّمْسِ مِنْ مَّغْرِبِهَا وَنَزُوْلَ عِیْسٰی ابْنِ مَرْیَمَ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلامُ وَیَاجُوْجَ وَمَا جُوْجَ وَثَلٰثَةَ خُسُوْفٍ خَسْفٌ بِالْمَشْرِقِ وَخَسْفٌ بِالْمَغْرِبِ وَخَسْفٌ بِجَزِیْرَةِ الْعَرَبِ وَاٰخِرُ ذٰلِکَ نَارٌ تَخرُجُ مِنَ الْیَمَنِ تَطْرُدُ النَّاسَ اِلٰی مَحْشَرِهِمْ.

(صحیح مسلم، کتاب الفتن و اشراط الساعة)

حضرت حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''حضور نبی کریم ﷺ برآمد ہوئے ہم پر اور ہم قیامت کے بارے میں باتیں کررہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم کیا باتیں کررہے تھے ہم نے کہا قیامت کا ذکر کررہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت اس سے پہلے قائم نہ ہوگی جب تک دس نشانیاں اس سے پہلے نہ دیکھ لوگے۔

پھر ذکر کیا: (۱) دھوئیں کا (۲) دجال کا (۳) زمین سے جانور نکلنے کا (۴) سورج کا مشرق سے نکلنے کا (۵) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا (۶) یاجوج ماجوج کے خروج کا اور تین خسف ہوں گے (زمین میں دھنسنا) (۷) ایک مشرق میں (۸) دوسرا مغرب میں (۹) تیسرا جزیرۃ العرب میں (۱۰) سب سے آخر میں یمن میں آگ نکلے گی جو لوگوں کو محشر کی طرف لے جائے گی (یعنی محشر شام کی زمین ہے)۔

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

Marfat.com

''میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے سنا: آپ فرماتے تھے کہ ایک آدمی بیت میں پناہ لے گا، جس کی طرف (گرفتاری کے لئے) ایک لشکر پیش قدمی کرے گا، جب وہ لشکر مدینے کے قریب بیدا (ایک جگہ کا نام) کے مقام پر پہنچے گا تو زمین میں دھنسا دیا جائے گا- میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! اس بندے کے بارے میں کیا حکم ہے جو اس (خروج) کو ناپسند کرتا تھا- آپ ﷺ نے فرمایا اسے بھی لشکر کے ساتھ ہی دھنسا دیا جائے گا، لیکن قیامت کے روز وہ اپنی نیت کے مطابق اٹھایا جائے گا-''

(صحیح مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعۃ، باب الخسف بالجیش الذی یوم البیت)

وضاحت:

۱۔ زمین میں دھنسنے کے تین واقعات ہوں گے ایک مشرق میں ایک مغرب میں اور ایک جزیرۃ العرب میں۔ جزیرۃ العرب کا خسف مدینہ منورہ کے قریب مقام بیداء میں ہوگا جب ایک لشکر امام مہدی کی گرفتاری کے لیے آئے گا اور مقام بیداء پر دھنسا دیا جائے گا۔

۲۔ زمین میں دھنسنے کے جزوی واقعات گزشتہ صدیوں میں بھی رونما ہو چکے ہیں۔

سورج کا مغرب سے طلوع ہونا

۱- عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا فَإِذَا رَأٰهَا النَّاسُ آمَنَ مَنْ عَلَیْهَا فَذَاکَ حِیْنَ ○ لَا یَنْفَعُ نَفْسًا إِیْمَانُهَا لَمْ تَکُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ.

(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب لاینفع نفسا ایمانها)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک سورج مغرب سے نہ نکلے گا۔ جب لوگ یہ نشانی دیکھیں گے تو سارے زمین والے ایمان لے آئیں گے مگر اس وقت ان کا ایمان لانا ان کو کچھ فائدہ نہ دے گا۔ جیسے آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی (لا ینفع نفساً ایمانها لم تکن اٰمنت من قبل) یعنی اس وقت ایمان لانا کسی کو نفع نہ دے گا جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا ہوگا۔''

ب- حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

''سورج کے غروب ہونے پر حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے پوچھا کہ تمہیں معلوم ہے کہ یہ سورج کہاں جاتا ہے- میں نے عرض کیا! اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ عرش کے نیچے پہنچ کر سجدہ کرتا ہے اور پھر دوبارہ طلوع ہونے کی اجازت مانگتا ہے، اس اجازت دے دی جاتی ہے- پھر وہ دن بھی قریب ہے جب سورج سجدہ کرے گا تو اس کا سجدہ قبول نہ ہوگا اور اجازت مانگے گا تو اجازت نہ دی جائے گی بلکہ اسے کہا جائے گا کہ جہاں سے ہے، وہیں واپس لوٹ جا، چنانچہ اس دن سورج مغرب سے ہی طلوع ہوگا- اس آیت

وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا میں اسی طرف اشارہ ہے-

(صحیح بخاری، کتاب بدء الخلق، باب صفۃ الشمس والقمر)

زمین سے جانور کا خروج

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

Marfat.com

اِذا وَقَعَ الْقَولُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ○

(سورة النمل: ۸۲)

ترجمہ: ''اور جب ہماری بات پوری ہونے کا وقت آ جائے گا تو ہم زمین سے ان کے لیے ایک جانور نکالیں گے جو ان سے باتیں کرے گا اور کہے گا کہ لوگ ہماری آیتوں پر یقین نہیں کرتے تھے۔''

احادیث نبوی ﷺ:

۱- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ حَفِظْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَدِيْثًا لَّمْ اَنْسَهُ بَعْدَ مَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اِنَّ اَوَّلَ الْاٰيَاتِ خُرُوْجًا طُلُوْعُ الشَّمْسِ مِنْ مَّغْرِبِهَا وَخُرُوْجُ الدَّآبَّةِ عَلَى النَّاسِ ضُحًى وَ اَيُّهُمَا كَانَتْ قَبْلَ صَاحِبَتِهَا فَالْاُخْرٰى عَلٰى اِثْرِهَا قَرِيْبٌ.

(صحيح مسلم، كتاب الفتن و اشراط الساعة)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے ایک حدیث یاد کر رکھی ہے جس کو میں کبھی نہیں بھولا۔ آپ ﷺ فرماتے تھے: قیامت کی نشانیوں میں سب سے پہلے سورج کا مغرب سے نکلنا ہے اور چاشت کے وقت زمین سے جانور کا نکلنا لوگوں پر ہے۔ ان دونوں نشانیوں میں سے جو پہلے ہوگی دوسری نشانی بھی اس کے فوراً بعد ظاہر ہو جائے گی۔''

ایک طویل حدیث کا حصہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: چھ چیزوں کے ظہور ہونے سے قبل نیک اعمال کرنے میں جلدی کرلو (جن میں ایک): جانور نکلنے سے قبل ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعۃ)

خروج الدخان (دھواں کا نکلنا)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ ۝ يَغْشَى النَّاسَ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

(سورۃ الدخان: ۱۱-۱۲)

ترجمہ: ''آپ اس دن کا انتظار کریں جب آسمان دھواں ظاہر کرے گا اور وہ لوگوں پر چھا جائے گا، یہ دردناک عذاب ہے۔''

حدیث (طویل حدیث کا حصہ)

۱- عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِنَّهَا لَنْ تَقُوْمَ حَتّٰى تَرَوْنَ قَبْلَهَا عَشَرَ اٰيَاتٍ فَذَكَرَ الدُّخَانَ.

(صحیح مسلم، کتاب الفتن و اشراط الساعۃ)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت ہرگز قائم نہ ہوگی جب تک کہ تم قیامت کی دس علامات نہ دیکھ لو پھر ان کا ذکر کیا (جن میں سے) ایک دھواں کا ظاہر ہونا ہے۔''

Marfat.com

ب۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اپنے اعمال نیک کرنے میں جلدی کرلو چھ نشانیوں کے ظہور سے ہونے قتل۔ (ان میں سے ایک) علامت دھواں نکلنے سے پہلے ہے۔'' باقی پانچ (دجال، زمین سے جانور نکلنا، سورج کا مغرب سے نکلنا، موت)۔

(صحیح مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعۃ)

بیت اللہ کی پامالی

(ا) عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ: قَالَ يُخَرِّبُ الْكَعْبَةَ ذُو السُّوَيْقَتَيْنِ مِنَ الْحَبَشَةِ.

(صحیح البخاری، کتاب المناسک، باب قول اللہ تعالیٰ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میں مروی ہے کہ:

''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے قریب ایک چھوٹی پنڈلیوں والا (حقیر) حبشی کعبے کو ویران کردے گا۔''

(ب) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: گویا میں بیت اللہ کو گرانے والے کو دیکھ رہا ہوں کہ ایک کالا حبشی (چھوٹی ٹانگوں والا) اس کا ایک ایک پتھر اکھیڑ رہا ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب المناسک، باب قول اللہ تعالیٰ)

(ج) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یاجوج ماجوج کے بعد بھی خانہ کعبہ کا حج اور عمرہ ہوتا رہے گا۔''

(صحیح البخاری، کتاب المناسک، باب قول اللہ تعالیٰ)

Marfat.com

وضاحت: بیت اللہ کی پامالی قیامت کی آخری نشانیوں میں سے ہے۔

یاجوج ماجوج کے بعد بھی حج بیت اللہ اور عمرہ ہوتا رہے گا اور جب ٹھنڈی ہوا سے مسلمان وفات پا جائیں گے تو پھر اس کے بعد حبشی چھوٹی ٹانگوں والا خانہ کعبہ کو ڈھا دے گا بعض روایتوں میں ہے کہ خانہ کعبہ کے تمام خزانے لوٹ لے گا حتیٰ کہ خانہ کعبہ کا غلاف بھی اتار لے گا۔

مدینہ منورہ ویران ہو جائے گا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''حضور نبی کریم ﷺ کو میں نے فرماتے ہوئے سنا: تم لوگ مدینہ منورہ کو خیر اور بھلائی میں چھوڑ جاؤ گے پھر (آخری وقت میں) وحشی جانور اور درندے وہاں بسنے لگیں گے۔ قبیلہ مزینہ کے دو چرواہے (قیامت کے قریب) مدینہ منورہ سے اپنی بکریاں لینے آئیں گے تو ہاں سب کے سب وحشی جانور ہی ملیں گے (واپس پلٹ کر) جب ثنیۃ گھاٹی میں جائیں گے تو (قیامت قائم ہونے یا خوف کے باعث) منہ کے بل گریں گے۔''

(صحیح البخاری، فضائل المدینۃ المنورہ، باب من رغب عن المدینۃ)

قیامت بدترین لوگوں پر قائم ہوگی

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے انتقال کے بعد ایک ٹھنڈی ہوا کے چلنے سے اہل ایمان کو موت آ جائے گی، صرف برے اور بدذات لوگ باقی رہ جائیں گے۔ مردوں کی اکثریت جنگوں میں ہلاک ہو چکی ہوگی اور ایک مرد پچاس پچاس عورتوں کی خبر گیری کرے گا۔ اس زمانے میں مرد عورتوں کے لئے نایاب چیز ہوگا، جسے وہ سنبھال کر رکھیں گی تا کہ ان سے تسکین اور راحت میسر رہے۔ شیطان لوگوں کو آ کر بتوں کی پوجا کی تلقین کرے گا۔ روایتوں میں ہے بدکاری بہت بڑھ

Marfat.com

جائے گی اور سر راہ جانوروں کی طرح زنا کریں گے۔فضول اور بے کار لوگ رہ جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کو ایسے لوگوں کی کوئی پرواہ نہ ہوگی۔

(ا) عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم: لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی لَا یُقَالُ فِی الْاَرْضِ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ"۔

(صحیح مسلم ، کتاب الایمان، باب ذهاب الایمان فی آخر الزمان)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

"رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ زمین پر ایک بھی "لا الہ الا اللہ" کہنے والا باقی نہ رہے گا۔"

ب۔ حضرت مرداس اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

"حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے قریب نیک لوگ ایک ایک کر کے اٹھ جائیں گے باقی کچرے اور بھوسے کی طرح ردی لوگ رہ جائیں گے جن کی اللہ تعالیٰ کو کوئی پرواہ نہ ہوگی۔"

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب ذهاب الصالحین)

ج۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

"حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام اسی طرح پرانا ہو جائے گا جس طرح کپڑے پر نقش ونگار پرانے ہو جاتے ہیں۔روزہ، نماز، صدقہ، قربانی جاننے والا کوئی نہ ہوگا اور کتاب اللہ ایک ہی رات میں غائب ہو جائے گی۔اس کی ایک بھی آیت باقی نہ رہے گی۔(یعنی حرف اٹھا لیے جائیں گے اور سفید کاغذ رہ جائے گا) بس کچھ لوگوں کے گروہ ایسے رہ جائیں گے جن کے بڑے بوڑھے مرد اور بوڑھی عورتیں کہیں گی ہم نے اپنے باپ دادا کو لَا اِلٰـهَ کہتے سنا تھا لہٰذا ہم بھی اس لیے کہہ

رہے ہیں۔"

(ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب ذھاب القرآن والعلم)

آگ کا نکلنا

قیامت کی یہ آخری علامت ہے:

(۱) عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: سَتَخْرُجُ نَارٌ مِنْ حَضْرَ مَوتَ اَوْمِنْ نَحْوِبَحْرِ حَضْرَ مَوْتَ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ تَحْشُرُالنَّاسَ قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَمَا تَأمُرُنَا؟ فَقَالَ: عَلَيْكُمْ بِالشَّام.

(ترمذی، کتاب الفتن، باب لاتقوم الساعة حتی تخرج نار من قبل الحجاز)

حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ:

"حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت سے پہلے ایک آگ حضر موت یا بحر حضر موت سے نکلے گی جو لوگوں کو جمع کرے گی۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: پھر آپ اس بارے میں کیا حکم فرماتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: تم لوگ شام میں سکونت اختیار کر لینا۔"

عَنْ أَبِیْ هُرَيرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى ثَلاثِ طَرَائِقَ رَاغِبِيْنَ وَاثْنَانِ عَلَى بَعِيْرٍ وَثَلاثَةٌ بَعِيْرٍ وَأَرْبَعَةٌ عَلَى بَعِيْرٍ وَعَشَرَةٌ عَلَى بَعِيْرٍ وَيَحْشُرُ بَقِيَّتَهُمُ النَّارُ تَقِيْلُ مَعَهُمْ حَيْثُ قَالُوْا وَتَبِيْتُ مَعَهُمْ حَيْثُ بَاتُوْا وَتُصْبِحُ مَعَهُمْ حَيْثُ أَصْبَحُوْا وَتُمْسِی مَعَهُمْ حَيْثُ أَمْسَوْا○

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب کیف الحشر)

Marfat.com

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حشر کے لیے لوگوں کے تین فرقے ہوں گے۔ ایک فرقہ تو رغبت کے ساتھ انجام سے ڈرتا ہوگا۔ دوسرا فرقہ، ایک اونٹ پر دو دو، تین تین، چار چار، بلکہ دس دس آدمی بیٹھ کر نکلیں گے اور تیسرے فرقے کو آگ جمع کر کے نکلے گی۔ وہ آگ (عجیب ہوگی) جہاں پر یہ لوگ دوپہر کو آرام کریں گے آگ بھی ٹھہر جائے گی، اور جہاں رات کریں گے وہاں آگ بھی ٹھہر جائے گی، صبح کو بھی آگ ان کے ساتھ ہی ہوگی (حتیٰ کہ ان کو محشر میں پہنچا کر چھوڑے گی)۔''

Marfat.com

Marfat.com

باب ہفتم

اُمت مسلمہ کا بحران

اسلامی تاریخ سے واقفیت رکھنے والے اس امر سے آگاہ ہیں کہ ظہورِ اسلام کے وقت دُنیا میں دو ادیان الٰہی (یہودیت، عیسائیت) کے پیروکاروں کے باوجود انسانیت جہالت، غلامی اور ظلم واستبداد کی چکی میں پس رہی تھی۔ حضور نبی اکرم ﷺ خاتم النبیین مبعوث ہوئے اور آپ ﷺ پر آخری کتاب الٰہی (قرآن مجید) نازل ہوئی۔ چنانچہ آپ ﷺ کی حیات طیبہ میں اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات کے طور پر دنیا کے سامنے آیا اور لوگوں نے اسلام میں داخل ہوکر اپنی زندگیاں سنوار لیں۔

خلفائے راشدین کے دور میں اس وقت کی دو سپر پاورز ایران اور روم جزیرۃ العرب سے اُٹھنے والے اس عظیم انقلاب کی تاب نہ لاتے ہوئے عرب کے بادیہ نشینوں کے ہاتھوں نیست و نابود ہوگئیں۔ ملوکیت، ظلم و جبر اور غلامی کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی انسانیت کو نجات ملی اور لوگوں نے انسانیت کی بھلائی اور روحانی بالیدگی کا درس کلیساؤں میں بیٹھے راہبوں کے بجائے عرب کے حدی خوانوں سے لینا شروع کر دیا۔

خلفائے راشدین اور شورائی نظام کے تحت مسلمانوں کا نظام سلطنت احسن اور درست راستے پر گامزن رہا، لیکن ۶۱ھ میں اسلامی مملکت میں بھی ملوکیت داخل ہوئی۔ بنو امیہ ۱۳۲ھ تک برسر اقتدار رہنے کے بعد باہمی جدال و قتال اور بغاوتوں کے باعث بنو عباس کے ہاتھوں قصہ پارینہ ہوگئے۔ بنو عباس کے ابتدائی حکمران اچھے ثابت ہوئے اور مسلمانوں نے عسکری دینی

Marfat.com

اور دنیوی علوم میں بیش بہا ترقی کی- آگے چل کر صلیبی جنگوں، باہمی آویزشوں، عیش پرستی اور تاتاریوں کی یلغار نے بنوعباس کا اقتدار انتہائی کمزور کر دیا۔

بنوعباس کی کمزور خلافت کے دوران ہی ترکوں نے طاقت پکڑ لی۔ جذبہ جہاد سے سرشار ترکوں نے سلطان محمد فاتح کی زیر قیادت قسطنطنیہ فتح کر لیا- بنوعباس کے کمزور خلیفہ نے ۹۳۳ھ میں خلافت کا بار مع امتیاز و اختیارات آل عثمان (ترکوں) کو سونپ دیا۔ آل عثمان کے ابتدائی حکمران بھی انتہائی زیرک تھے اور انہوں نے مشرقی یورپ کی چھوٹی چھوٹی ریاستوں کو زیر نگیں کر کے مملکت اسلامیہ میں شامل کر لیا۔

سولہویں اور سترہویں صدی عیسوی میں یورپ میں ترقی نے انگڑائی لی، جبکہ اسی دوران میں مسلمان تنزل کا شکار ہوئے- اہل مغرب نے اقتصادی تعلیمی اور عسکری میدانوں میں مسلمانوں کو مات دے دی- چنانچہ ۸۹۷ھ میں اندلس میں مسلمانوں کے آٹھ سو سالہ دور اقتدار کا سورج ہمیشہ کے لئے غروب ہو گیا۔ پرتگیزوں، فرانسیسیوں اور انگریزوں نے اٹھارویں اور انیسویں صدی عیسوی میں اپنی بحری طاقت کے بل بوتے پر مسلم ریاستوں کو یکے بعد دیگرے اپنی کالونیاں بنا لیا۔ ۱۸۵۷ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی نے مغلوں کے اقتدار کا خاتمہ کر کے برصغیر کو بھی مملکت برطانیہ میں شامل کر لیا۔

ملوکیت کی جملہ خرابیوں اور اہل مغرب کی تیز رفتار ترقی کے باعث اسلامی خلافت کی حالت مردِ بیمار کی سی ہو گئی۔ عیسائیوں کی شاندار ترقی کو خلیفۃ الاسلام اور دیگر مسلم ریاستوں کے حکمرانوں اور علمائے دین نے اپنی آنکھوں سے دیکھنے کے باوجود عبرت حاصل نہ کی اور محض تنگ نظری اور قدامت پسندی کی بنیاد پر مغربی طرز حکومت، نظام عدل اور نظام تعلیم کے متبادل کوئی نظام پیش کرنے سے قاصر رہے۔

بیسوی صدی کا آغاز اور طوقِ غلامی

اِسلام کی ۱۳۰۰ سالہ تاریخ میں کئی بار مسلمانوں کو نازک سے نازک حالات سے گزرنا

Marfat.com

پڑا۔ فتنہ ارتداد، صلیبی جنگوں اور تاتاریوں کے طوفانِ بلاخیز نے اُمت مسلمہ کی بنیادیں ہلا کر رکھ دیں۔ لاکھوں مسلمان شہید کر دیئے گئے، لیکن ابھی مسلمانوں میں ذہنی اور فکری لحاظ سے دم خم تھا، جبکہ بعض ایسے جری مسلمان سپہ سالار بھی پیدا ہوتے رہے جنہوں نے اپنی ذہانت اور انفرادی مہارت و بہادری کے بل بوتے پر اُمت مسلمہ کی ناؤ کو ڈوبنے نہ دیا اور امت مسلمہ مزید پانچ سو سال نکال گئی۔

اگرچہ اُمت مسلمہ کے زوال کے اسباب تو بہت ہیں، تاہم خلفائے راشدین کے شورائی نظام کی بجائے ملوکیت، باہمی جدال وقتال، بغاوتیں، علمائے سُوء کی حکمرانوں کے لئے خوشنودی، مطلق العنانی، علمائے حق کی گوشہ نشینی، شخصیت اور اسلاف پرستی، ماضی کے اکابرین اور مسلمان سپہ سالاروں کے کارناموں پر خوش ہونا اور خود مسلمانوں کا حال اور مستقبل کی فکر نہ کرنا، جہاد و اجتہاد کا فقدان، اسلام اور عیسائیت میں تصادم، تاتاریوں کی یورشیں، سرکاری سطح پر جدید تعلیم کی عدم سرپرستی، امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے بے رغبتی، علمائے حق کی حوصلہ شکنی، عیسائیوں کی صنعتی، تعلیمی اور عسکری میدان میں ترقی، مغربی طرز سیاست اور اشتراکیت کے مقابلے میں مسلم حکمرانوں اور علمائے حق کا متبادل نظام پیش کرنے سے قاصر رہنا اور عیش پرست حکمرانوں کی رقص وسرود میں دلچسپی قابل ذکر ہیں۔

اور خلافت ٹوٹ گئی

یورپ کی صنعتی اور عسکری میدان میں شاندار کامیابیوں اور مسلمان حکمرانوں کے باہمی نفاق کے باعث اسلامی مملکتیں بتدریج برطانیہ، فرانس اور روس کے ہاتھوں مفتوح ہوتی چلی گئیں۔ انگریزوں نے عربوں کو ترکوں کے خلاف اُکسایا کہ خلافت محض عربوں (قریش) کا حق ہے جو غصب کیا گیا ہے، لہٰذا عربوں کی بغاوت اور خانہ جنگیوں نے رہی سہی کسر نکال دی۔ جنگ عظیم اول میں ترکی نے جرمنی کا ساتھ دیا، اتحادیوں کی فتح اور جنگ عظیم کے خاتمے پر عیسائیوں نے

Marfat.com

ترکی کے حصے بخرے کر دیئے۔

اسی دوران میں مصطفیٰ کمال پاشا نے بغاوت کر دی جو کامیاب رہی اور ۱۹۲۲ء میں اس نے حکومت پر قبضہ کر لیا اور ۱۹۲۳ء میں باقاعدہ طور پر اسلامی خلافت کا خاتمہ کر دیا گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کے تبرکاتِ مقدسہ استنبول کے عجائب گھر کی زینت بن گئے۔ خلافت ٹوٹنے سے آج تک خلیفۃ الاسلام کا نام لئے بغیر جمعہ کا خطبہ پڑھا جا رہا ہے اور مسلمان ہنوز اس پر رنجیدہ اور غم ناک ہیں۔

خیر و شر کا وہ توازن جو ازل سے قائم رہا، خلافت ٹوٹنے اور اسلامی ممالک عیسائیوں کے قبضے میں آنے کے باعث غیر متوازن ہو گیا۔ بیسویں صدی کے آغاز میں ہی وہ وقت بھی آیا کہ تقریباً تمام اسلامی ریاستیں اور مملکتیں مکمل طور پر عیسائیوں کے قبضہ میں چلی گئیں۔ مسلمان کثیر آبادی اور تعداد میں ہونے کے باوجود بے وقعت ہو گئے۔ عیسائیوں اور دوسری غیر مسلم اقوام کے مقابلے میں ان کی حیثیت پانی پر تیرتے ہوئے تنکوں سے زیادہ نہ رہی۔ مسلمانوں کی یہ حالت علاماتِ قیامت کی طرف دلالت کرتی ہے، جس طرح حضور نبی اکرم ﷺ نے ۱۴۰۰ سال پہلے اپنی اُمت کو اس سے باخبر کیا تھا۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

"حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قریب ہے کہ تم پر دنیا کی اقوام چڑھ دوڑیں گی (تمہیں ختم کرنے کے لئے) جس طرح بھوکے کھانے کے برتن پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ صحابہ کرامؓ نے دریافت کیا، کیا ہم اس وقت تعداد میں کم ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں بلکہ تم اُس زمانہ میں بہت کثرت میں ہو گے، لیکن تمہاری حیثیت سیلاب کے پانی کے اُوپر چھائے ہوئے جھاگ (کوڑے تنکے جو سیلاب کے پانی پر کثیر تعداد میں ہوتے ہیں) کی طرح ہو گی اور اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کے سینوں (دلوں) سے تمہاری ہیبت اور دبدبہ

Marfat.com

نکال دے گا اور اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں وھن ڈال دے گا۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا! یارسول اللہ ﷺ وہن کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، ''دُنیا سے محبت اور موت سے نفرت۔''

(سنن ابوداؤد، کتاب الملاحم)

اُمت مسلمہ کی بیداری

بیسویں صدی کی ابتدائی دہائیوں تک تقریباً پوری اُمت مسلمہ غلامی کی زنجیروں میں جکڑی جا چکی تھی۔ برطانیہ کی سلطنت میں سورج غروب نہ ہوتا تھا۔ فرانس براعظم افریقہ پر چھایا ہوا تھا، جبکہ روس نے سنٹرل ایشیا کی تمام اسلامی ریاستوں میں اپنے پنجے گاڑ دیئے تھے۔ مسلمانوں کی اس غلامی اور ذلت و رسوائی کے دور میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب محمد ﷺ کی اُمت پر رحم فرمایا اور دو ایسی نابغہ روزگار ہستیاں پیدا فرمائیں، جنھوں نے مسلمانوں کی بیداری کا بیڑہ اُٹھایا۔ بلاشبہ انہیں دورِ جدید کے مجددین کہا جا سکتا ہے۔

جمال الدینؒ افغانی نے اُمت مسلمہ کو غفلت کی نیند سے بیدار کرنے کے لئے مصر، افغانستان، برصغیر، ترکی، عرب اور افریقہ کی مسلم ریاستوں کے دورے کئے۔ مسلمانوں کو تنگ نظری اور قدامت پسندی چھوڑنے اور مغربی طرزِ سیاست کو سمجھنے کی طرف مائل کیا۔ انہوں نے ملوکیت کو جملہ خرابیوں کی جڑ قرار دیتے ہوئے اسے چھوڑنے اور دورِ جدید کے تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے قرآن و سنت کی روشنی میں عیسائیوں اور مغربی اقوام کے مقابلے میں متبادل شورائی نظام اپنانے پر زور دیا۔

اس دور کے علماء نے جمال الدین افغانیؒ کو مغرب سے متاثر و مرعوب شخص قرار دیتے ہوئے ان کی مخالفت کی، تاہم مسلمانوں کی نوجوان نسل ان سے بے حد متاثر ہوئی۔ آگے چل کر مسلم ریاستوں میں جتنی بھی آزادی کی تحریکیں اُٹھیں ان کی بنیاد جمال الدینؒ افغانی کے افکار و نظریات ہی تھے۔

Marfat.com

اُمت مسلمہ کے دوسرے رہنما ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ ہیں، جنہیں مفکر اسلام اور شاعر مشرق جیسے ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔ علامہ اقبالؒ نے مسلمانوں کو ان کا شاندار ماضی یاد دلاتے ہوئے خوابِ غفلت سے جھنجوڑا۔ عہد حاضر کے تمام نظاموں (قومیت، آمریت، مزدکیت، فسطائیت اور اشتراکیت) کو رد کرتے ہوئے نوجوان نسل کو کتاب وسنت کی طرح رجوع کرنے کی تلقین کی۔

علامہ اقبالؒ نے مسلمانوں کو اپنی تقدیر خود بنانے اور سنوارنے کی تعلیم دی، کیونکہ:

اِنَّ اللّٰہَ لاَ یُغَیِّرُ مَابِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

آپ نے مسلمانانِ عالم اور بالخصوص برصغیر کے مسلمانوں میں بیداری کی روح پھونک دی، جس کے نتیجے میں بلاد اسلامیہ میں تحریکیں زور پکڑ گئیں۔ بالآخر یورپی اقوام کو مسلم ریاستوں کو یکے بعد دیگرے آزادی دینا پڑی۔

خیر اور شر کی دو نئی ریاستوں کا قیام

ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ کی مساعی اور برصغیر کے مسلمانوں کو قائداعظم محمد علی جناح کی صورت میں ایک عظیم رہنما میسر آنے کے سبب ۱۴- اگست ۱۹۴۷ء کو دنیا میں ایک عظیم اسلامی مملکت پاکستان کا قیام عمل میں آیا جس کی بنیاد لاَاِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہ پر رکھی گئی۔ قیام پاکستان سے ایک سال قبل ۱۹۴۶ء میں مصر میں منعقد ہونے والی مسلم رہنماؤں کی کانفرنس میں قائداعظم نے کہا تھا:

''ہم ایسی اسلامی ریاست (پاکستان) قائم کرنا چاہتے ہیں جو اسلام کا قلعہ ثابت ہو'' چنانچہ آنے والے حالات نے ثابت کیا کہ پاکستان واقعی اسلام کا قلعہ ہے۔ صنعتی اور عسکری میدان میں مسلم دنیا میں کوئی بھی اسلامی ملک پاکستان کے ہم پلہ نہیں، جبکہ تمام اسلامی ریاستوں کے لئے پاکستان کے عوام اور حکمرانوں کی اخلاقی، خارجہ پالیسی اور عسکری میدان میں مدد اور تعاون کی خدمات شاندار ہیں۔

Marfat.com

قرآن مجید اور علوم اسلامیہ سے واقفیت رکھنے والے اس سے بخوبی آگاہ ہیں کہ یہودی (بنی اسرائیل) نافرمانیوں، انبیاء کرام سے بدسلوکی اور قتل کے باعث اللہ تعالیٰ کی دھتکاری ہوئی قوم ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے بھی اُمت مسلمہ کو یہودیوں کی سازشوں سے خبردار کیا ہے۔ یہ بدترین قوم ہمیشہ تخریب کارانہ ذہن اور فساد فی الارض میں مصروف رہی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(الف) وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّکَ لَیَبْعَثَنَّ عَلَیْهِمْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ مَنْ یَّسُوْمُهُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ ط اِنَّ رَبَّکَ لَسَرِیْعُ الْعِقَابِ ط.

(سورۃ الاعراف:۱۶۷)

ترجمہ: ''اور یاد کرو جبکہ اعلان کیا تمہارے رب نے کہ وہ ضرور بھیجتا رہے گا برابر ایسے لوگ ان (بنی اسرائیل) پر جو کہ ان کو بدترین عذاب دیں گے۔ بے شک اللہ تعالیٰ سزا دینے میں بڑا تیز دست ہے۔''

(ب) ضُرِبَتْ عَلَیْهِمُ الذِّلَّةُ اَیْنَ مَاثُقِفُوْٓا اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَآءُ وْا بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَضُرِبَتْ عَلَیْهِمُ الْمَسْکَنَةُ ط ذٰلِکَ بِاَنَّهُمْ کَانُوْا یَکْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَیَقْتُلُوْنَ الْاَنْبِیَآءَ بِغَیْرِ حَقٍّ ط ذٰلِکَ بِمَا عَصَوْا وَّ کَانُوْا یَعْتَدُوْنَ○

(سورۃ آل عمران: ۱۱۲)

ترجمہ: ''یہ (بنی اسرائیل) جہاں کہیں بھی پائے گئے ان پر ذلت کی مار پڑی، کہیں اللہ تعالیٰ اور کہیں انسانوں کے ذمہ میں انہیں پناہ مل گئی تو یہ اور بات

Marfat.com

ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے غضب میں گھر چکے ہیں اور ان پر محتاجی ڈال دی گئی ہے۔ یہ اس لئے کہ وہ انکار کیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا اور قتل کر دیتے تھے ناحق انبیاء کرام کو- یہ اس وجہ سے کہ انہوں نے نافرمانی کی اللہ تعالیٰ کی اور حد سے نکل گئے تھے۔"

اللہ تعالیٰ کی عتاب زدہ یہ قوم کبھی بھی اپنی ریاست قائم نہ کر سکی- عیسائیوں کے ظلم و جبر کی وجہ سے کبھی یہودیوں نے مسلمانوں کے ہاں پناہ لی اور کبھی یہ کسی عیسائی حکمران کی بدولت بچتے رہے۔ جنگ عظیم اول کے خاتمے پر عیسائیوں (بالخصوص امریکہ اور برطانیہ) نے باقاعدہ سازش کے ذریعے امریکہ اور یورپ سے یہودیوں کو نکال کر ارض فلسطین میں آباد کرنے کا منصوبہ بنایا- اس سلسلے میں یہودی تنظیموں نے بھی بلاشبہ فعال کردار ادا کیا۔

تاریخ میں یہودیوں کی آزاد ریاست کے قیام کے سلسلے میں "اعلان بالفور" (Balfour Declaration) اہم قدم قرار دیا جاتا ہے۔ یہودیوں کی فلسطین میں آبادکاری کا عمل شروع ہو گیا جو بالآخر ۱۹۴۸ء میں شر کی نئی ریاست "اسرائیل" کے قیام پر منتج ہوا۔ عیسائیوں کا مقصد یہودیوں کی اس ریاست کو عسکری اعتبار سے طاقتور بنا کر عربوں پر مسلط کرنا تھا۔

لیکن اللہ تعالیٰ نے شر کی اس طاقت سے نپٹنے کا سامان قیام پاکستان کی صورت میں ایک سال پہلے ہی یعنی ۱۹۴۷ء میں کر دیا۔ ان شاء اللہ جب تک دُنیا کے خطے پر پاکستان کا وجود قائم ہے، اسرائیل اپنی قومی اسمبلی کی عمارت کے ماتھے پر سجائے گئے خاکے (وہ نقشہ جس میں خیبر اور مدینہ منورہ کو یہودی ریاست کا حصہ قرار دیا گیا ہے) میں رنگ نہیں بھر سکتا۔

دُنیا کی نئی سپر پاور اور اُمت مسلمہ

براعظم امریکہ، یورپ کے جہاز رانوں نے دریافت کیا تھا۔ یورپ کے لوگ وہاں جا بسے اور مقامی آبادی کو غلام بنا لیا- ان میں سے ایک خطہ (امریکہ) حکومت برطانیہ کی کالونی بنا

Marfat.com

جو بعد میں آزاد ریاست کی حیثیت اختیار کر گیا۔ جنگ عظیم اول نے یورپی ممالک کو اقتصادی لحاظ سے کمزور کر دیا، اسی دوران امریکہ اقتصادی اور عسکری لحاظ سے ایک مضبوط ملک کے طور پر ابھرا۔ جنگ عظیم دوم میں امریکہ نے اتحادیوں کا ساتھ دیا۔ ایٹم بم کی ایجاد کے بعد امریکہ نے اپنے توسیع پسندانہ عزائم کی بنیاد پر ۱۹۴۵ء میں جاپان کے دو شہروں ہیروشیما اور ناگاساکی پر ایٹم بم گرا دیئے جس سے لاکھوں افراد لقمہ اجل بنے۔ جرمنی اور جاپان کو شکست ہوگئی اور اتحادی فتح سے ہمکنار ہوئے۔

جنگ عظیم دوم اقتصادی اور معاشی لحاظ سے غلبہ حاصل کرنے کے لئے لڑی گئی تھی۔ اس مہیب اور خوفناک جنگ کے نتیجہ میں برطانیہ، فرانس روس اور دیگر اتحادی ممالک اقتصادی لحاظ سے کمزور ہوئے، جبکہ امریکہ نے اس جنگ کے نتائج سے بھرپور فائدہ اُٹھایا۔

۱۹۵۰ء کے عشرے میں دُنیا کی سپر پاور کا تاج یورپ سے امریکہ منتقل ہوگیا اسی دوران روس نے بھی اقتصادی اور عسکری میدان میں کامیابیاں حاصل کر لیں اور امریکہ کے ہم پلہ ہوگیا۔ ان دونوں ممالک میں برتری حاصل کرنے کی دوڑ اور دنیا کے دیگر ممالک پر اپنا اثر ورسوخ قائم کرنے کے سلسلے میں باہم سرد جنگ کا آغاز ہوگیا۔ پوری دنیا دو بلاکوں میں تقسیم ہوگئی۔ کیپٹلسٹ بلاک اور کیمونسٹ بلاک۔ کئی مزید اتحاد اور تنظیمیں وجود میں آئیں، لیکن امریکہ اور اس کے اتحادیوں کو روس پر واضح برتری حاصل رہی۔

اگرچہ دو عظیم عالمی جنگوں میں لاکھوں، کروڑوں ہلاکتوں کے باعث دنیا میں قیام امن کے لئے اقوام متحدہ (U.N.O) کا قیام عمل میں آیا، لیکن ویٹو پاور پر مخصوص ممالک کی اجارہ داری نے یو این او کو قیام امن کے سلسلے میں عملاً اپاہج بنا کر رکھ دیا۔

۱۹۷۹ء میں روس، افغانستان میں داخل ہوگیا۔ امریکہ اور یورپی ممالک نے پاکستان کی وساطت سے روس کے مقابلے میں افغانوں کو کھڑا کیا۔ اسلحہ کی ترسیل اور مالی مدد سے اس ۱۰ سالہ جنگ میں روس کو شکست ہوئی اور اقتصادی ابتری کے باعث روس ٹوٹ گیا۔ افغان تو

Marfat.com

۱۰ سالہ جہاد کے ثمرات سے بہرہ ور نہ ہو سکے، تاہم امریکہ کو روس ٹوٹنے سے یہ فائدہ ہوا کہ وہ عسکری اعتبار سے طاقتور ہونے کے باعث دنیا کا بے تاج بادشاہ بن گیا اور پوری دنیا اس کے رحم و کرم پر آ گئی - ہر ملک بالخصوص تمام مسلم ممالک پر اس نے پالیسیاں زبردستی ٹھونسنی شروع کر دیں، اپنی پالیسیوں پر عمل درآمد کرانا شروع کر دیا، اس طرح ''نیو ورلڈ'' کا ایجنڈا امت مسلمہ کے لئے تباہی کا سامان لایا۔

عیسائیت میں دو مذہبی فرقے، کیتھولک اور پروٹسٹنٹ اہم ہیں۔ کیتھولک اپنی اعتدال پسندی کے باعث مسلمانوں کے بارے میں اتنے سخت نہیں ہے، جبکہ پروٹسٹنٹ انتہا پسند اور مسلمانوں کے بدترین مخالف اور اپنے افکار اور مذہبی تعلیمات کے باعث یہودیوں کے قریب ہیں۔ یہودیوں اور پروٹسٹنٹوں کا امریکی حکومت اور اس کی خارجہ پالیسیوں پر بہت زیادہ اثر و رسوخ ہے-

چنانچہ جہاں عیسائی ممالک کی خارجہ پالیسیاں مسلمانوں کو دبانے اور ختم کرنے کے لئے بنائی جا رہی ہیں، وہاں اسرائیل کو بھی مضبوط کیا جا رہا ہے۔ دراصل عیسائی حکمران بھی مذہبی رہنماؤں اور یہودی تنظیموں کے زیر اثر ہیں اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ سرخ خطرہ (روس کا ٹوٹنا) ختم ہونے کے بعد سبز خطرہ (اسلام) نمودار ہو رہا ہے، لہٰذا وہ اپنی پالیسیاں اسی نقطہ نظر کو سامنے رکھ کر استوار کرتے ہیں-

مغربی تہذیب و ثقافت کی یلغار

۱۹۶۰ء کے عشرے تک بیشتر اسلامی ممالک آزاد ہو چکے تھے تاہم ذہنی، فکری اور سماجی لحاظ سے ان نوزائیدہ مسلم ممالک کے حکمرانوں اور عوام نے مغرب کی غلامی میں ہی رہنا پسند کیا۔ یہ غلامی، سیاسی غلامی سے بھی بدتر ہے- دیگر مفتوح اقوام کی طرح امت مسلمہ بھی مغربی اقوام کی تہذیب کے سحر سے آزاد نہ ہو سکی اور نہ ہی آزادی کے بعد قرآن و سنت کا نظام ان ممالک میں پورے طور سے نافذ ہو سکا ہے۔

Marfat.com

ایک وقت تھا جب مسلمان محلات میں رہتے، حماموں میں نہاتے اور مطالعہ کے لیے لائبریریاں استعمال کرتے تھے۔ صحت مند معاشرہ، شفاخانے، سرائیں، رصد گاہیں، دارالامان، عدل وانصاف الغرض مسلم معاشرہ ہر اعتبار سے بہترین زندگی گزار رہا تھا۔ جب کہ یورپ کے لوگ اس وقت تنگ و تاریک گلیوں میں بسیرا کرتے تھے۔ نہانا گناہ سمجھا جاتا اور کتابیں گرجا گھروں میں زنجیروں سے بندھی ہوتی تھیں- بیت المقدس اور قسطنطنیہ پر مسلمانوں کے قبضہ نے عیسائیوں میں مسلمانوں کے خلاف جذبہ انتقام پیدا کر دیا۔ پھر اندلس کے تعلیمی اداروں سے فارغ التحصیل عیسائی نوجوانوں کی بدولت مغرب میں تحریک احیائے علوم چلی اور گویا علم اور تعلیم (Flood of Knowledge) نے پورے یورپ کو نئی زندگی سے روشناس کرایا۔

یورپ ترقی کی راہ پر گامزن ہو گیا جب کہ اسی دور میں مسلمان کا زوال شروع ہو گیا۔ یورپ، جہاں مذہب کے خلاف بات نہ کی جا سکتی تھی وہاں تحریک رومانویت اور تحریک جدیدیت نے عیسائیوں میں مذہب کو ہر شخص کا انفرادی مسئلہ قرار دے کر پس پشت ڈال دیا۔ مذہب کی جگہ سیکولرازم اور ہیومنزم نے لے لی- اس طرح یورپ میں مادر پدر آزاد معاشرہ پروان چڑھا۔

یورپ نے عسکری اور جدید ٹیکنالوجی کے میدان میں محیر العقول ترقی کے بل بوتے پر انیسویں صدی اور بیسویں صدی کے آغاز اور جنگ عظیم کے خاتمے تک تقریباً پوری دنیا کو فتح کر ڈالا۔ مغربی اقوام نے جس ملک کو بھی فتح کیا وہاں پر مغربی ثقافت اور کلچر کو بھی فروغ دیا۔

بار بار صلیبی جنگوں میں شکست کھانے، سابقہ سپر پاور اور پرانے حریف ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کے خلاف اہل مغرب کا رویہ ہمیشہ سے انتقامی رہا ہے۔ جب کہ مغرب کی جدید طرز سیاست وحکومت اور جدید طرز تعلیم نے مسلمانوں کی طاقت کے کس بل نکال دیئے۔ رہی سہی کسر مغربی معاشرے کی چکا چوند اور یورپ کی حسیناؤں کی تابناکیوں نے پوری کر دی۔ عوام الناس تو کیا بڑے بڑے شرفاء اور دینی گھرانے مغربی ثقافت اور کلچر میں رنگے گئے۔

اب نظام حکومت سے عام رہن سہن تک تمام شعبہ ہائے زندگی میں مسلمان

Marfat.com

یہود و نصاریٰ کی تقلید کر رہے ہیں۔ مسلم معاشرہ فحاشی، عریانی، سود، شراب، زنا اور دیگر اخلاقی، سیاسی اور اقتصادی برائیوں میں مبتلا ہو چکا ہے۔ مغرب کی ان خباثتوں کو اپنا کر مسلمان قرآن اور سنت سے دور ہو چکے ہیں۔ ذیل میں مغربی تہذیب و ثقافت کے ان عناصر کا مختصر تذکرہ پیش ہے، جو بڑے ٹھنڈے دل و دماغ سے باقاعدہ منصوبہ بندی کر کے پوری امت مسلمہ میں داخل کیے گئے ہیں اور تا حال یہ سلسلہ جاری ہے۔

قانون اور نظام حکومت

قانون: اسلام میں قانون (کتاب و سنت) تو پہلے سے موجود ہے جو ۱۴۰۰ سال قبل حضور نبی کریم ﷺ نے متعارف فرمایا تھا۔ اس قانون میں تو ردو بدل تا قیامت نہیں ہو سکتا۔ خلاف راشدہ کے بعد ملوکیت کے باوجود قانون (کتاب و سنت) ہی رہا۔ ہر اسلامی حکومت اپنی شخصی کمزوریوں کے باوجود اسی کے مطابق حکومتی امور چلاتی رہی۔ جب سلطنت کے پھیلاؤ اور زمانی اعتبار سے نئے نئے مسائل پیدا ہوئے تو امت مسلمہ کو ایسے امام (امام مالکؒ، امام ابو حنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ) میسر آئے جنہوں نے قرآن و سنت کی روشنی میں نئے جنم لینے والے مسائل کے حل کے لیے اجتہاد کیا اور آج بھی امت مسلمہ ان کے بنائے ہوئے قوانین پر عمل پیرا ہے۔

بعد میں آنے والے ادوار میں قانون کا نفاذ کرنے والے کمزور ثابت ہوئے ان میں اخلاص کی بجائے مفاد پیش نظر رہا۔ گویا کمزوری قانون میں نہیں، حکومتی امور چلانے والوں میں رہی۔

رفتہ رفتہ نوبت یہاں تک آن پہنچی کہ امت مسلمہ کے حکمرانوں نے اپنی خامیاں دور کرنے کی بجائے قانون ہی بدل ڈالا اور مغربی طرزِ جمہوریت کو پسند کیا۔ جس میں اسمبلی قانون سازی کرتی ہے اور اسی کے مطابق حکومتی امور چلائے جاتے ہیں۔ مغربی فکر و تہذیب سے آراستہ

Marfat.com

لوگ اسمبلیوں میں منتخب ہو کر آتے ہیں جو قرآن و حدیث اور اسلامی فقہ سے ناواقف ہوتے ہیں اور سچی بات تو یہ ہے کہ یہ لوگ کردار و معیار کے لحاظ سے بھی مثالی نہیں ہوتے۔

اسی طرح اسلامی نظام عدل کی بجائے مغربی طرز کی عدالتیں قائم کی گئی ہیں۔ مغرب کے قانون میں وکالت کا سسٹم موجود ہے۔ مقدمے کی پیروی وکلاء کے ذریعے ہوتی ہے ہر جائز و ناجائز ذرائع استعمال ہوتے ہیں۔ پورا مسلم معاشرہ انصاف کے لیے وکلاء کا رہین منت ہے اور رہا انصاف تو وہ دور سے دور ہوتا چلا گیا ہے۔

یہی حال مغربی طرز پر چلنے والے دیگر حکومتی اداروں کا ہے۔ مسلم معاشرہ کی شرح خواندگی زیادہ نہ ہونے کے باوجود دفتری امور انگریزی زبان میں انجام دیئے جاتے ہیں۔ اَن پڑھ اور انگریزی سے نابلد سائل، دھکے کھاتے پھرتے اور ایجنٹوں کے ہاتھوں ذلیل و خوار ہوتے ہیں۔ ہر جائز و ناجائز ذریعہ استعمال ہوتا ہے اور رشوت کا بازار گرم ہے۔ گویا آقاؤں نے ایک ڈگر پر چلا دیا پھر ایک کے بعد دوسری خرابی خود بخود جنم لیتی چلی جا رہی ہے۔

مسلم حکمران عوام کے خادم ہوتے ہیں جب کہ اقتدار اعلیٰ اللہ رب العزت کے پاس ہے اور یہ اس کے امین ہیں۔ لیکن مسلم حکمران اپنے اقتدار کو طول دینے کے لئے ہر حربہ بروئے کار لاتے ہیں اور اپنی عوام پر ڈنڈے کے زور پر حکومت کرتے ہیں۔ ان کے دل اور دماغ ایمان اور جذبہ رحم عاری ہیں۔ جیسا کہ حدیث نبوی میں ہے کہ آخری زمانے میں مسلمان حکمران معاشرے کو لاٹھیوں اور کوڑوں سے ہانکیں گے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دو قسم کے لوگ جہنمی ہیں۔ جنہیں ابھی میں نے دیکھا ہے۔ ایک تو وہ قوم جن کے پاس بیلوں کی دموں جیسی لاٹھیاں ہوں گی اور ان کے ساتھ وہ لوگوں کو ماریں گے۔'' (صحیح مسلم)

Marfat.com

نظامِ تعلیم

(۱) مسلمانوں کی تعلیم کا سفر دارارقم سے شروع ہوا- جیسے جیسے اسلامی سلطنت وسیع ہوتی گئی یہ نیٹ ورک بھی وسیع سے وسیع ہوتا چلا گیا۔امت مسلمہ میں تعلیم کے لیے مدرسہ اور تربیت کے لیے خانقاہیں اور سلف کی مجالس ہی کردار سازی میں نمایاں رہیں۔ مسلمانوں میں درس وتدریس کا پیشہ محض خدمت تھا، کاروبار یا تجارتی مقاصد سے اس کا کوئی تعلق نہ تھا۔

(۲) بیسویں صدی میں غلامی سے آزادی حاصل کرنے والے تمام اسلامی ممالک کے کارپردازان کو ترقی کا راز محض مغربی طرزِ تعلیم میں نظر آیا، لہٰذا بلا کسی تردد کے اسے اپنا لیا گیا۔ دوسری طرف یہود ونصاریٰ نے اسلامی ممالک میں تعلیم کے شعبے میں خاصی منصوبہ بندی سے درس وتدریس اور نصاب سازی میں بنیادی تبدیلیاں کرائیں جس سے مسلمانوں کی نوجوان نسل کی نظریاتی اور فکری سوچ تبدیل ہوگئی ہے۔

(۳) طلباء وطالبات کے لباس، نشست وبرخاست اور انگریزی طرزِ تعلیم نے نئی نسل کے اذہان کو یکسر تبدیل کر دیا ہے جب کہ مخلوط ذریعہ تعلیم نے بہت سی خرابیوں کو جنم دیا ہے اور یہ ایسی دلدل ہے جس میں پھنس کر ایک کے بعد دوسری برائی خود بخود جنم لیتی چلی جارہی ہے۔ والدین تین چار سال کی عمر میں ہی اپنے بچے، بچی کو مخلوط تعلیم کے حوالے کر دیتے ہیں جو اس غیر اسلامی اور غیر اخلاقی ماحول میں تعلیم اور تربیت حاصل کر کے جوان ہو رہے ہیں۔

(۴) آبادی کے لحاظ سے عیسائیوں کے بعد مسلمان دوسرے نمبر پر ہیں، جن کی بنیادی زبان (قرآن وحدیث کی زبان) عربی ہے۔ حتیٰ کہ اقوام متحدہ کی چھ زبانوں میں سے ایک زبان عربی بھی ہے۔ لیکن عرب ممالک کے علاوہ دیگر اسلامی ممالک میں عربی زبان محض ایک آپشنل مضمون کی حیثیت رکھتی ہے۔ اسی طرح اسلامیات محض

Marfat.com

خانہ پری کے لیے شامل ہے۔

سرکاری تعلیمی اداروں کے علاوہ پرائیویٹ سکول، کالج اور یونیورسٹیاں دھڑا دھڑ کھل رہی ہیں، جہاں پر انگریزی میں مضامین پڑھائے جاتے ہیں۔ ماحول خالصتاً یورپین اور امریکی طرز پر ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں این جی اوز اور دولت مند طبقہ تعلیم کو ایک منافع بخش کاروبار کا درجہ دے کر مسلمانوں کی معصوم نسل کو یہودیوں اور عیسائیوں کی سازشوں کا آلہ کار بنا رہا ہے۔ اب ہر ایک کا اوڑھنا بچھونا انگریزی ہے جو انگریزی نہیں جانتا اسے ناخواندہ اور جاہل سمجھا جاتا ہے۔ اور نوبت یہاں تک آ پہنچی ہے کہ مسجد اور مدرسہ قدامت پسندی اور مذہب کو محض چند رسومات کا درجہ دیا جاتا ہے۔

مسلمانوں کے ایمان اور عقائد کو متزلزل کر کے ان کی سوچ میں تبدیلی پیدا کی جا چکی ہے۔ جب عیسائی ممالک کے سربراہان یا دیگر ارباب اختیار اسلامی ممالک کا دورہ کرتے ہیں تو مسلمان حکمران ان کے سامنے سیکولر اور لبرل ہونے کی صفائیاں پیش کرتے ہیں۔ یہی وہ اہداف ہیں جو یہود و نصاریٰ نے مقرر کیے تھے اور وہ انہیں حاصل کر چکے ہیں۔

مغربی طرزِ معاشرت

مسلم معاشرہ اپنے ایمان اور عقائد میں شرم و حیا اور عفت و عصمت کی اساس رکھتا تھا۔ لیکن یورپ کی جدید طرز سیاست و جمہوریت اور جدید نظام تعلیم کی طرح مغربی طرز معاشرت کے اس گندے تحفے کو بھی مسلم معاشرہ نے قبول کر لیا ہے۔ یہود و نصاری کی تقلید میں مسلمانوں کا طرز زندگی بدل چکا ہے اور بے شمار معاشرتی خرابیاں پیدا ہو چکی ہیں جن کی تفصیل کا یہ محل نہیں، محض نام لکھ کر نشاندہی کی جا رہی ہے۔

مسلم معاشرہ میں عورت کے لیے پردہ لازم ہے لیکن مغرب کی تقلید میں برقعہ سے چادر، چادر سے دوپٹہ، پھر دوپٹہ بھی سر سے سینے پر آیا اور غائب ہو گیا۔ سینے کا ابھار غیر محرموں پر عیاں،

میک اپ، بیوٹی پارلر، ہاتھوں میں ہاتھ، نسوانی اعضاء کی نمائش، آستین غائب، کمر کو مٹکانا، پنڈلیاں ننگیں، جینز کی پینٹ شرٹ، سینہ کھلا اور ابھار نمایاں یہ تمام فتنے مغرب سے درآمدہ ہیں۔

مردوں کی داڑھی غائب، پینٹ شرٹ، نکٹائی، سر ننگا، کھیلوں کے میدان کی بجائے گھروں اور بازاروں میں نیکر پہنے گھومنا، شراب و کباب، جواء، منشیات کا استعمال، آوازے کسنا، زنا، اغوا، قتل، آبروریزی، رشوت، دھوکہ دہی، ڈانس، بالوں کی تراش خراش اور عورتوں کی طرح مٹک کر چلنا مسلمان نوجوانوں کا شعار بن چکا ہے۔

مجموعی خرافات میں شادی بیاہ کی مخلوط پارٹیاں، ہوٹلوں میں لنچ، ڈنر، عورتوں کا بن ٹھن کر نکلنا، ماؤں کا حسن میں بیٹیوں سے مقابلہ کرنا، آنٹی کلچر، بیگمات کا سوشل تقریبات میں حصہ لینا، مخلوط تعلیم، پاپ میوزک، مستی ہی مستی، لو میرج، ویلنٹائن ڈے، بسنت، پک نک، ہنی مون، تھیٹر، ڈرامے، کیفے، کلب، اعضاء کی نمائش، سلمنگ سنٹرز، فلم، سی ڈیز، ویڈیو، ڈش کیبل، اخلاق باختہ فلمیں، موبائل پر (Dating) اور انٹرنیٹ الغرض کس کس کا ذکر کریں یہاں تو خانہ ہمہ خراب است کی مثال نظر آتی ہے۔

میڈیا اور ثقافت

دور جدید میں اسلامی معاشرے کی تباہی و بربادی کا سب سے موثر ہتھیار میڈیا ہے۔ اخبارات رسائل، ٹی وی، انٹرنیٹ اور کیبل کے ذریعے اخلاق باختہ لٹریچر اور عریانیت سے بھرپور پروگراموں نے مسلمانوں کی نئی نسل کو تباہ کر دیا ہے۔ اس سلسلے میں بھارتی ثقافت اور کلچر بھی موثر کردار ادا کر رہا ہے۔ ہنود و یہود کے گٹھ جوڑ اور سازشوں نے مسلمانوں اور بالخصوص اسلام کے قلعے پاکستان کو ثقافتی حوالے سے شدید نقصان پہنچایا ہے۔

اہل مغرب کی امداد پر چلنے والی این۔جی۔اوز اور ثقافتی طائفے بھی جلتی پر تیل ڈالنے کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ تحریر و تقریر، شخصی آزادی اور سیکولرزم کی آڑ میں دین مسیح کی ترویج و اشاعت کی جا رہی ہے۔ عرب ممالک میں بحرین، کویت، متحدہ عرب امارات اور

Marfat.com

بالخصوص اردن اور یمن میں عیسائی مشنریاں بڑی تیزی سے عیسائیت کا پرچار کر رہی ہیں۔

نیز مسلمان ممالک کو اقتصادی لحاظ سے بھی یہودیوں کے سودی کاروبار کرنے والے مالیاتی اداروں میں گھسیٹ لیا گیا ہے۔ غریب مسلم ممالک آئی۔ایم۔ایف اور ورلڈ بینک سے سود پر قرضے لے کر اپنی معیشت کو بہتر کرنے میں مصروف ہیں۔ بینک، انشورنس کمپنیاں، ٹریڈ مارکیٹیں، فری مارکیٹ اکانومی، ڈالر اور یورو میں لین دین، تجارت، انڈسٹری، ٹیکنالوجی کے میدان میں بھی یہودی سرمایہ دار چھائے ہوئے ہیں جن کا تمام تر کاروبار سودی نظام پر مبنی ہے۔

قوموں کی تاریخ میں عروج و زوال تو آتے ہی رہے ہیں لیکن بیسویں صدی میں امت مسلمہ عجیب و غریب کیفیات، فتنوں اور حوادث سے گزری ہے۔ بیسویں صدی کے آغاز میں ہی امت مسلمہ بے وقعت ہو کر اپنی حیثیت و مقام کھو بیٹھی، پھر محکومی سے آزادی کی طرف سفر شروع کیا۔ لیکن مکار یہودی ذہن کی سازشوں کی بدولت عیسائیوں نے منصوبہ بندی سے مسلمانوں پر سیاسی، سماجی، ثقافتی اور اقتصادی یلغار کر دی۔

یہود و نصاریٰ کی پیروی سے ملنے والے گندے تحائف کی نشاندہی حدیث مبارک میں اس طرح بیان ہوئی ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ: قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی تَاْخُذَ اُمَّتِیْ بِاَخْذِ الْقُرُوْنِ قَبْلَهَا شِبْرًا بِشِبْرٍ وَّ ذِرَاعًا بِذِرَاعٍ، فَقِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! کَفَارِسٍ وَالرُّوْمِ، فَقَالَ: وَمَنِ النَّاسُ اِلَّا اُولٰئِکَ.

(صحیح البخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة، باب قول النبی ﷺ لتبعن سنن من کان قبلکم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

''حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی، جب تک میری اُمت پہلی اُمتوں کے طور طریقے اختیار نہ کرے، اگر وہ ایک بالشت

Marfat.com

چلیں گے تو تم بھی ایک بالشت چلو گے اور وہ اگر وہ ایک ہاتھ چلیں گے تو بھی (ان کی پیروی میں) ایک ہاتھ چلو گے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ کیا، اگلی اُمتوں سے مراد آتش پرست اور عیسائی ہیں؟ آپ ﷺ فرمایا: تو اور کون؟''

جب کہ ابن ماجہ میں اس میں یہ اضافہ بیان ہوا ہے:

''حتیٰ کہ اگر وہ گوہ (چوہے کی طرح کا جانور) کے سوراخ میں داخل ہوں گے تو تم بھی اس (سوراخ) میں داخل ہو گے (بعض روایات میں اضافہ ہے کہ: اگر ان میں سے کوئی اپنی ماں سے زنا کرے گا تو تم بھی اپنی ماں سے زنا کرو گے)۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا! یارسول اللہ ﷺ! پہلی اُمتوں سے آپ کی مراد یہود و نصاریٰ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تو اور کون؟''

(ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب افتراق الامم)

یعنی قیامت سے پہلے مسلمان عقیدے، طرزِ معاشرت، لباس، وضع قطع، عادات تراش خراش، چال ڈھال، خورد و نوش الغرض ہر معاملے میں یہود و نصاریٰ کی پیروی اور تقلید کرنے لگیں گے۔

یہی وہ اہم اور غور طلب نقطہ ہے کہ اسلام کی مدت حیات ۱۴۰۰ سال پورے ہونے سے قبل ہی قرب قیامت کی تمام اقتصادی، معاشرتی اور مذہبی فتنوں کی علامات (علامات صغریٰ) محض عیسائیوں کی پیروی اور تقلید کے باعث پوری ہو چکی ہیں۔

مسلمانوں کے دوبارہ عروج کا آغاز

حضور نبی کریم ﷺ کی پیدائش مبارک ۴- اپریل ۱۹۷۱ء کو ٹھیک ۱۴۰۰ سال مکمل ہو چکے ہیں۔ قدرت کاملہ کا خفیہ ہاتھ مسلمانوں کو بتدریج قرآن و سنت کی طرف لے جا رہا ہے۔ جس طرح کہ روایتوں میں ہے کہ امت مسلمہ کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر رہے گا اور حق پر رہتے

ہوئے جدال و قتال کرے گا -لہٰذا یہود و نصاریٰ کی سیاسی ، سماجی اور اقتصادی لحاظ سے مسلمانوں کو کمزور کرنے کی ہزارہا کوششوں کے باوجود کچھ لوگ اب بھی ایمان کی رسی کو مضبوطی سے تھامے ہوئے ہیں، جن کی بدولت مسلمانوں میں ذہنی اور فکری تبدیلیاں رونما ہونے لگی ہیں۔

مسلمان پندرہویں سولہویں صدی تک سپر پاور رہے، پھر سپر پاور کا تاج عیسائیوں نے پہنا اور ہنوز سپر پاور ہیں-لیکن ذلت اور پسپائی کے باوجود ۱۹۷۱ء کے بعد طاقت کے توازن میں معمولی سا فرق آنا شروع ہوگیا، جو بتدریج بڑھ رہا ہے۔عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان آخری ٹکراؤ (جنگ عظیم) کی تیاریوں کے آثار نمودار ہونے لگے ہیں۔

یہودی انتہائی چالاک اور تخریب کارانہ ذہن رکھنے والی قوم ہے-اس نے مسلمانوں میں جذبہ بیداری کو بھانپتے ہوئے ہندوؤں کی مکاری کو جلا دی اور دنیائے اسلام کے ایک طاقتور ملک (پاکستان) کو سازش کے تحت دولخت کروادیا گیا، جس سے امت مسلمہ کو شدید دھچکا لگا۔اسی طرح یہود نصاریٰ نے نہایت منصوبہ سے تیل کی دولت سے مالا مال دو مسلم ممالک ایران اور عراق کو جنگ کی بھٹی میں دھکیل دیا-

۱۹۷۹ء میں روس افغانستان میں داخل ہوا، اس کے ساتھ ہی افغانستان کے غیور عوام روس کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے، گویا دور جدید میں مسلمانوں میں جہاد کا دوبارہ آغاز ہوگیا، یہ جہاد دس سال جاری رہا، بالآخر روس کو ذلت آمیز پسپائی اختیار کرنا پڑی- اشتراکیت کا غرور افغانستان کی پہاڑیوں میں دم توڑ گیا، روس کا اقتصادی لحاظ سے دیوالیہ نکل گیا اور مجبوراً اسے وسطی ایشیا کی مسلم ریاستوں کو آزادی دینا پڑی۔

روسی فوجوں کی مشرقی یورپ سے واپسی کے بعد وہاں پر کیمونسٹ حکومتوں کو زوال آنا شروع ہوگیا۔ یوگوسلاویہ ٹوٹ گیا اور مسلمانوں اور عیسائیوں میں اپنی الگ الگ ریاستوں کے حصول کے لئے جنگ شروع ہوگئی، جس کے نتیجہ میں کروشیا، سلووینیا، بوسنیا، مقدونیہ، سربیا اور مونٹی نیگرو کے نام سے نئی چھوٹی ریاستیں وجود میں آگئیں۔اگرچہ ان جنگوں میں مسلمانوں

Marfat.com

پر ظلم کے پہاڑ توڑے گئے، لیکن اس جنگ نے بھی مسلمانوں میں جذبہ جہاد کو اجاگر کیا۔

۱۹۹۱ء میں ایران عراق جنگ کے خاتمہ پر عراق نے کویت پر چڑھائی کر دی اور امریکہ اور اس کے اتحادیوں کو خلیج فارس میں داخل ہونے کا جواز مل گیا۔ چند ہفتوں کی جنگ میں عراق کو شکست اور کویت سے پسپا ہونا پڑا۔ عراق پر اقتصادی پابندی لگ گئی۔ جنگ بندی کے بعد بھی امریکہ اور یورپی ممالک کے بیڑے بحیرہ عرب میں ہی موجود رہے۔

یہودیوں اور عیسائیوں کی تمام تر سازشوں کے باوجود ''خیر'' کی قوت میں اضافہ کا گراف بلند ہونا شروع ہو گیا، اسی دوران میں مسلمان ممالک آلات جنگ کے حصول اور اس کی تیاریوں میں مصروف عمل نظر آنے لگے۔ نامساعد حالات کے باوجود ۲۸ مئی ۱۹۹۸ء کو پاکستان نے ایٹمی دھماکہ کر دیا۔ دنیائے اسلام کی یہ بہت بڑی کامیابی تھی۔ یہودی اور عیسائی اسے ''اسلامی بم'' قرار دیتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی خیر و شر کی دو طاقتوں کے خدوخال نمایاں ہونے لگے۔ گویا یہ کسی عظیم ٹکراؤ کا پیش خیمہ ہے۔

اہل مغرب بلکہ پوری دنیا میں جتنی ترقی بیسویں صدی میں ہوئی، حضرت آدم علیہ السلام سے بیسویں صدی کے آغاز تک اتنی ترقی نہیں ہوئی۔ نیزہ، تلوار اور بندوق سے تبدیلی اور ترقی ہوتے ہوتے بات میزائل، ایٹم بم اور کیمیائی ہتھیاروں کی ایجاد تک جا پہنچی، انسان نے چاند پر قدم جا رکھے۔ بات تقریر، ڈاک اخبار سے شروع ہو کر وائرلیس، ٹیلی فون، کمپیوٹر، انٹرنیٹ اور فیکس تک جا پہنچی، موبائل اور مواصلاتی سیاروں نے پوری دنیا کو ایک دوسرے کے سامنے کر دیا، جیسے آمنے سامنے بیٹھے ہوں۔

مخبر صادق حضرت محمد ﷺ نے تیزی سے پیدا ہونے والے ہر فتنے کے بعد دوسرے فتنے، پھر تیسرے، پھر چوتھے، پھر..... کے بارے میں آج سے ۱۴۰۰ سو سال پہلے آگاہ کر دیا تھا۔ مسلمان ان سب فتنوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اور یہ اتنی تیزی سے رونما ہو رہے ہیں کہ ان سے بچنا امت مسلمہ کے لئے محال ہو رہا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے آثار قیامت کے سلسلے میں جن علامات صغریٰ کی خبر امت مسلمہ کودی ہے، بلاشبہ وہ بیسویں صدی کے اختتام تک پوری ہوچکی ہیں۔اس کی مثال ایسے ہی ہے کہ کسی شخص کے میڈیکل ٹیسٹوں میں کسی بیماری کے تمام جراثیم اور علامتیں موجود ہوں تو اس شخص کا بیماری میں مبتلا ہونا قرار واقعی ٹھہرتا ہے۔

اُمت مسلمہ شکنجے میں

عیسائیوں اور مسلمانوں کے مابین متوقع تصادم کے سلسلے میں کش مکش اور مسلمانوں میں بیداری کا آغاز اپریل ۱۹۷۱ء میں ہوگیا تھا، پھر بتدریج دونوں طرف سے شدت آتی چلی گئی۔ امریکہ، اسرائیل اور اہل مغرب اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے قدم بہ قدم آگے بڑھ رہے ہیں اور ۲۰۰۰ء کے اختتام تک دنیا کا منظر نامہ کافی حد تک تبدیل ہو چکا ہے۔ ۱۱ ستمبر ۲۰۰۱ء امریکہ میں ٹریڈ سنٹر کی تباہی اور پینٹا گان کی عمارت کے جزوی نقصان پر امریکہ بھڑک اُٹھا۔ امریکہ کے صدر بش کی زبان سے کروسیڈ وار (صلیبی جنگوں) کا لفظ پھسل گیا، اس کے بعد سے مسلم دنیا کے ساتھ اب تک جو کچھ ہوا ہے اور جو ہونے جارہا ہے اس سے امت مسلمہ کی اکثریت آگاہ ہے اور جسے نہیں معلوم، وہ خاطر جمع رکھے اسے آنے والے چند سالوں میں پتہ چل جائے گا۔

روز بروز اُمت مسلمہ کے گرد گھیرا تنگ ہورہا ہے، مسلم ممالک شدید دباؤ کا شکار ہیں۔ حکمرانوں کو بار بار عیسائی ممالک کے حکمرانوں کے سامنے وضاحتیں کرنا پڑ رہی ہیں، جبکہ او آئی سی کی حیثیت ایک کمزور تنظیم سے زیادہ کچھ نہیں، جس کے باعث اس کا کردار محض مذمت سے آگے نہیں بڑھ سکا۔ بلاد عرب اور دیگر مسلم ممالک کے حکمران دوراہے پر کھڑے ہیں۔ ایک طرف عوام اور دوسری طرف امریکہ اور اہل مغرب کے اہداف کی تکمیل کرنے والے کھڑے نظر آتے ہیں۔ ۹/۱۱ کے واقعہ کے بعد جو ممالک امریکہ اور اہل مغرب کی یلغار سے متاثر ہوئے ہیں، ذیل میں ان کا مختصر تذکرہ پیش ہے۔

افغانستان

افغانستان کے حکمرانوں کی دعوت پر ۱۹۷۹ء میں روس، افغانستان میں داخل ہوا۔ امریکہ نے اہل یورپ سے مل کر پاکستان کی وساطت سے افغان عوام کو اسلحہ اور دیگر مالی امداد بہم پہنچائی - یہ جہاد دس سال جاری رہا، بالآخر روس ذلت کے ساتھ پسپائی پر مجبور ہوا اور اقتصادی بدحالی کے باعث وسطی ایشیا کی مسلم ریاستوں کو اسے آزادی دینا پڑی۔ افغانستان کے عوام جہاد کی کامیابی سے فائدہ نہ اٹھا سکے اور نہ ہی افغانستان میں نمائندہ حکومت قائم ہو سکی۔

عیسائیوں نے اپنے اہداف بڑی کامیابی سے حاصل کر لئے- روس ٹوٹنے کے بعد امریکہ دنیا کی واحد سپر پاور بن گیا اور اس نے دنیا پر اپنا تسلط قائم کرنے کے لئے مسلمانوں پر نیو ورلڈ آرڈر مسلط کر دیا۔

افغانستان میں کچھ سالوں کی بدامنی کے بعد طالبان برسر اقتدار آ گئے، جبکہ شمالی افغانستان کا کچھ علاقہ احمد شاہ مسعود اور جنرل رشید دوستم کے قبضہ میں رہا۔ ناتجربہ کاری اور رجعت پسندانہ رویئے کے باعث جلد ہی امریکہ اور یورپی ممالک طالبان کے خلاف ہو گئے۔ روس کے ساتھ جہاد میں شریک عرب مجاہد اسامہ بن لادن افغانستان میں ہی مقیم رہا، اسی طرح عرب ممالک سے آئے دیگر عرب مجاہدین کی بھی طالبان کو تائید وحمایت حاصل تھی۔

۱۱ ستمبر ۲۰۰۱ء کے واقعہ اور ٹریڈ سنٹر کی تباہی کا الزام اسامہ بن لادن پر عائد کیا گیا اور امریکہ نے اپنے اتحادیوں کی مدد سے افغانستان پر حملہ کر دیا۔ شدید لڑائی اور بمباری سے افغانستان میں لاکھوں مسلمان شہید کر دیئے گئے۔ وقتی طور پر طالبان نے پسپائی اختیار کر لی اور افغانستان میں عارضی حکومت قائم کر دی گئی-

کچھ عرصہ بعد طالبان نے لڑائی کا دوبارہ آغاز کر دیا، جواب تک جاری ہے۔ ایک محتاط انداز کے مطابق افغانستان میں ۲۰۰۲ء، ۲۰۰۱ میں پورے افغانستان پر بمباری اور تورا بورا کی پہاڑیوں تک کو اڑانے سے لے کر ۲۰۰۷ء تک تقریباً ۱۰ لاکھ افغان مرد وخواتین اور بچے شہید

Marfat.com

ہو چکے ہیں۔ امریکہ اور نیٹو ممالک کی افواج بدستور افغانستان میں موجود ہیں اور افغان عوام اور طالبان پر بمباری کا سلسلہ بھی بدستور جاری ہے۔

عراق

عراق کے صدر صدام حسین نے ۱۹۹۱ء میں کویت پر چڑھائی کر دی، جس سے امریکہ اور یورپی افواج کو عرب ممالک میں مداخلت کا جواز مل گیا- چند ہفتوں کی جنگ میں عراق کو اتحادی فوجوں کے مقابلے میں شکست ہوئی اور عراق پر اقتصادی پابندیاں عائد کر دی گئیں۔ عراق میں ہزاروں بچے بھوک اور دواؤں کی عدم دستیابی کے باعث ہلاک ہو گئے۔

۲۰۰۳ء میں امریکہ اور یورپی ممالک نے عراق پر پھر بھرپور حملہ کر دیا، جس میں عراق کو دوبارہ شکست ہوئی۔ کچھ عرصہ بعد صدر صدام حسین کو بھی گرفتار کر لیا گیا، اس پر مقدمہ چلا اور اسے پھانسی دے دی گئی۔ عراق پر امریکہ نے اتنی بمباری کی جس کی مثال نہیں ملتی۔

عراقی عوام نے امریکی اور نیٹو ممالک کی افواج کے خلاف جہاد کا اعلان کر دیا اور جھڑپوں کا سلسلہ شروع ہو گیا، جو اب تک جاری ہے۔ بلاشبہ عراق کے مجاہدین سخت مزاحمت جاری رکھے ہوئے ہیں- امریکہ اور اتحادی افواج کے بھی ہزاروں سپاہی اور افسر اس مزاحمت میں ہلاک ہو چکے ہیں۔ اگرچہ ایک نام نہاد نمائندہ حکومت بھی عراق میں قائم کر دی گئی ہے۔ تاہم اتحادی افواج کے خلاف جہاد تیز سے تیز ہوتا جا رہا ہے۔

پاکستان

کلمہ کی بنیاد پر قائم ہونے والی مملکت خداداد پاکستان صنعتی اور عسکری اعتبار سے امت مسلمہ کی سپر پاور اور ایٹمی قوت رکھنے والا ملک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس ملک کو عظیم مقصد کے لئے قائم فرمایا ہے۔ ۱۹۷۳ء کی اسلامی سربراہی کانفرنس میں سعودی وزیر تیل جناب ذکی یمانی نے پاکستان کے بارے میں شاہ فیصل شہیدؒ کے تاثرات اور ان کا خواب تمام امت مسلمہ کے

Marfat.com

حکمرانوں کو سنایا:

''شاہ فیصل نے اپنی شہادت سے چند دن قبل اپنے بھائیوں کو اکٹھا کر کے فرمایا: دُنیا کے تمام ممالک کے ساتھ تمہارے تعلقات خراب ہو جائیں تو کوئی حرج نہیں، تاہم پاکستان کے ساتھ تعلقات خراب نہ کرنا، کیونکہ یہ اسلام کا قلعہ ہے، جتنا اس قلعہ کو مضبوط کرو گے امت مسلمہ اتنا ہی مضبوط ہو گی۔''

شاہ فیصل شہید کا خواب

۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ کے دوران شاہ فیصلؒ مضطرب رہتے تھے اور راتوں کو جاگتے رہتے، انہی دنوں ایک رات خواب میں حضور نبی کریم ﷺ نے شاہ فیصلؒ کو حکم دیا کہ:

''پاکستان کو اسلام کا قلعہ بنانے اور اسے ناقابل تسخیر بنانے میں مدد کرو۔ وہاں دین اسلام کی فوج میں ترویج اسلام کی سعی کرو''

شاہ فیصلؒ گھبرا کر اُٹھے، صبح اپنے بھائیوں اور معتمد شخصیات کو بلوا کر انہیں خواب میں حضور نبی کریم ﷺ کی بشارت اور حکم سنایا، چنانچہ پاکستان کی مالی مدد کے علاوہ شاہ فیصل مسجد کی تعمیر اسی خواب کی تعبیر ہے۔

(نوائے وقت میگزین، اشاعت ۱۵ فروری ۲۰۰۴ء)

لہٰذا پاکستان کے بارے میں اندرون و بیرون ملک تنقید اور سازشیں کرنے والوں کو سمجھ لینا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب حضرت محمد ﷺ کی خوشنودی اور تائید پاکستان کے لئے ہے اور دنیا کا کوئی ملک اس کے خلاف کچھ نہیں کر سکتا۔ نیز پاکستانی حکمرانوں اور عوام کی بھی امت مسلمہ، بالخصوص بلاد عرب کے لئے ہمدردیاں اور خدمات شاندار ہیں۔ چونکہ عرب ممالک عسکری اعتبار سے کوئی اہمیت نہیں رکھتے، اس لحاظ سے پاکستان کی ذمہ داریاں پوری اُمت مسلمہ کے لئے بہت بڑھ گئی ہیں۔

بلادعرب

عراق کے صدر صدام حسین کی ہٹ دھرمی کے باعث امریکہ اور اتحادیوں کو عرب ممالک میں داخلے کا جواز مل گیا۔ سعودی عرب، کویت، بحرین اور عرب امارات میں انہوں نے اپنے فوجی اڈے قائم کر کے تیل تک رسائی حاصل کر لی ہے- جب کہ امریکہ اور نیٹو کے ممالک کے بحری بیڑے بحیرہ عرب اور خلیج فارس میں موجود ہیں۔ کمزور عرب حکمران بے بس ہیں اور اس طاقتور دشمن کو نکالنے کی ہمت نہیں رکھتے، جبکہ مصر اور اردن تو پہلے ہی ان کے زیر اثر ہیں۔

ایران:

ایران میں امام خمینی کے انقلاب سے امریکہ اور ایران میں مخاصمت موجود ہے، جو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ تیز سے تیز ہوتی جا رہی ہے۔ گزشتہ دو سال سے امریکہ اور یورپی ممالک ایران پر ایٹمی ٹیکنالوجی کے حصول کو روکنے کے لئے مسلسل دباؤ ڈال رہے ہیں۔ ایران چونکہ معاشی اعتبار سے مستحکم ملک ہے اس لئے وہ امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے سامنے ڈٹ گیا ہے لہذا ایران پر اقتصادی پابندیاں اتنی موثر نہیں ہو سکتیں۔

امریکہ اور اس کے اتحادی گزشتہ دو سال سے ایران پر حملے کے جواز ڈھونڈ رہے ہیں- اپنے لاؤ لشکر اور بحری بیڑوں سے مسلح ایران کی ناکہ بندی کی جا چکی ہے، اب بھی امت مسلمہ کو خدشہ ہے کہ ایران امریکہ جنگ کہیں جنگ عظیم کی شکل نہ اختیار کر جائے، کیونکہ روس اور چین نے ایران کے کئی ترقیاتی منصوبوں میں سرمایہ کی ہوئی ہے- حالات بدستور کشیدہ ہیں اور کسی بھی لمحے جنگ کے شعلے بھڑک سکتے ہیں۔

بیت المقدس اور ارضِ فلسطین

بیت المقدس تینوں ادیان کے پیروکاروں (یہودیوں، عیسائیوں اور مسلمانوں) کے نزدیک مقدس شہر ہے۔ تینوں اس شہر کے بارے میں اپنی مذہبی ترجیحات رکھتے ہیں۔ ہجرت

Marfat.com

مدینہ کے بعد کچھ وقت تک مسلمان بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز بھی ادا کرتے رہے۔ حضرت عمر فاروقؓ کے دور خلافت میں اس مقدس شہر پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا تھا- یہودی اس وقت سے لے کر ۱۹۴۸ء تک اپنی ریاست قائم کرنے میں ناکام رہے۔

عیسائیوں نے بیت المقدس کے حصول کے لئے مسلمانوں سے بے شمار صلیبی جنگیں لڑیں اور ایک بار انہوں نے مسلمانوں کے شدید قتل عام کے بعد بیت المقدس پر قبضہ بھی کر لیا، لیکن ایک صدی سے کم عرصے میں صلاح الدین ایوبی نے بیت المقدس پر دوبارہ قبضہ کر لیا۔ پھر یہ شہر مسلسل مسلمانوں کے قبضہ میں رہا۔

۱۹۴۸ء میں یہودی امریکہ، برطانیہ اور بعض یورپی ممالک کی سازش اور آشیر باد سے یہودی ریاست قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے، چنانچہ دنیا بھر سے یہودیوں کو لا کر اسرائیل میں آباد کیا گیا، جبکہ مقامی عرب مسلمانوں کو ظلم و جبر سے بے دخل کیا گیا۔ امریکہ اور برطانیہ نے اسرائیل کو ایک کامیاب ریاست بنانے کے لئے ہر ممکن مدد کی اور اسرائیل کو دفاعی لحاظ سے اتنا مضبوط کر دیا کہ کئی بار مصر، شام، اردن، فلسطین اور لبنان کو اسرائیل نے شکست دی۔ فلسطین کے مسلمان ۱۹۴۸ء سے اپنے حقوق اور فلسطینی ریاست کے قیام کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں۔

۱۹۶۷ء میں عرب اسرائیل جنگ میں اسرائیل نے بیت المقدس پر قبضہ کر لیا اور ابھی تک یہ مقدس شہر اسرائیل کے قبضہ میں ہے۔ عرب ممالک باوجود کوششوں کے بیت المقدس واپس نہیں لے سکے، جبکہ اسرائیل، فلسطینی مسلمانوں پر ظلم کے پہاڑ توڑ رہا ہے۔ فلسطینی کیمپوں میں محصور ہیں، لبنان اور اردن میں بھی فلسطینی مسلمانوں کو وہاں کی مغرب نواز حکومتیں ٹکنے نہیں دیتیں۔

تاریخ گواہ ہے کہ اسرائیل نے ۱۹۴۸ء سے آج تک فلسطینی مسلمانوں کا وحشیانہ قتل کیا ہے۔ ۱۹۸۲ء میں صابرہ اور شتیلہ کے کیمپوں پر اسرائیل کی بمباری اور قتل عام کسے معلوم نہیں۔

مسلمانوں کا قتل عام

یہود و نصاریٰ بڑی منصوبہ بندی سے مسلمانوں سے نبرد آزما ہیں لیکن افسوس مسلمانوں

Marfat.com

کو اس کا ادراک نہیں ہے۔ ذیل میں ۱۹۷۱ء سے ۲۰۰۷ء تک اسلامی ممالک میں ہونے والی جنگوں کے باعث جو ہلاکتیں ہوئیں ان کے اعداد و شمار پیش کئے جا رہے ہیں۔ جس سے قارئین کو اندازہ ہو جائے گا کہ مسلمانوں کی اتنی ہلاکتیں اتفاقاً نہیں ہوئیں بلکہ یہ سب کچھ یہود و نصاریٰ کی سازشوں کے نتیجہ میں ہوا ہے۔

افغانستان:

(i) ۱۹۷۹ء تا ۱۹۸۸ء روس اور افغانستان کے درمیان جنگ بمباری زمینی حملوں، کیمیائی ہتھیاروں کے استعمال، بارودی سرنگوں، بروقت طبی امداد میسر نہ آنے سے ۱۵ لاکھ افغان مرد و زن اور بچے شہید ہوئے۔

(ii) ۱۹۸۸ء تا ۲۰۰۱ء: افغان جنگجوؤں کی باہمی لڑائیاں اور طالبان کی شمالی اتحاد سے لڑائیاں اور بارودی سرنگوں کے باعث ۲ لاکھ ہلاکتیں ہوئیں۔

(iii) ۲۰۰۱ء تا ۲۰۰۷ء: امریکہ اور اتحادی ممالک کی شدید بمباری، زمینی لڑائی کیمیائی ہتھیاروں کا استعمال ۵ لاکھ۔ کل ہلاکتیں: ۲۲ لاکھ۔

ایران:

انقلاب ایران دس سالہ عراق، ایران جنگ میں ہلاکتیں: ۶ لاکھ۔

عراق:

(i) دس سالہ عراق ایران جنگ: ۵ لاکھ۔

(ii) ۱۹۹۱ء تا ۲۰۰۳ء: امریکہ اور اتحادیوں کا حملہ، شدید بمباری، کیمیائی ہتھیاروں کا استعمال، اقتصادی پابندیوں کے باعث طبی امداد کا فقدان، جس میں لاکھوں بچے بھی ہلاک ہوئے: ۷ لاکھ۔

(iii) ۲۰۰۳ء تا ۲۰۰۷ء یو۔این۔او رپورٹ کے مطابق ۱۲ لاکھ عراقی شہید ہو چکے ہیں۔

Marfat.com

مجموعی ہلاکتیں ۲۵ لاکھ۔

یوگوسلاویہ ٹوٹنے پر:

سربیا اور بوسنیا میں ۴ لاکھ مسلمان شہید کئے گئے۔

فلسطین بشمول ۱۹۷۳ء کی عرب اسرائیلی ہلاکتیں:

صابرہ اور شتیلہ کیمپوں کی تباہی، اردن سے فلسطینیوں کا انخلاء ۲۰۰۷ء تک ہلاکتیں، ۱ لاکھ پچاس ہزار۔

پاکستان:

۱۹۷۱ء پاک بھارت جنگ بشمول مشرقی پاکستان میں شدید خانہ جنگی ایک لاکھ۔

کشمیر:

۱۹۷۱ء تا ۲۰۰۷ء محتاط اندازے سے تقریباً ایک لاکھ۔

الجزائر:

۱۹۷۱ء تا ۱۹۹۷ء ایک لاکھ۔

برما:

برما جہاں مسلمانوں کا بے دردی سے قتل ہوتا رہا ہے- ۱۹۷۱ء تا ۲۰۰۰ء ایک لاکھ۔

فلپائن:

فلپائن میں مسلمانوں کی جماعت مورو اسلامک لبریشن فرنٹ کے سربراہ شیخ سلامت ہاشم کی رپورٹ کے مطابق ۱۹۷۱ء تا ۲۰۰۳ء (۲ لاکھ سے زائد)۔

بھارت:۔ ۱۹۷۱ء تا ۲۰۰۷ء ہندو مسلم فسادات کل شمار ایک لاکھ بیس ہزار۔

درج بالا تمام ممالک کی کل ہلاکتیں: ۶۶ لاکھ

Marfat.com

یہ اعداد وشمار مختلف رسائل اور اخبارات سے لئے گئے ہیں، ان اعداد وشمار کے بارے میں اختلاف تو ہوسکتا ہے لیکن انکار نہیں۔

ایک حیرت انگیز بات یہ بھی ہے کہ مذکورہ بالا عرصے میں جتنی بھی جنگیں ہوئیں ان میں ایک فریق کوئی ایک مسلمان ملک تھا۔ کسی دوسرے مذہب، ملک یا قوم کے درمیان کوئی جنگ (سوائے برطانیہ اور ارجنٹائن کی تین روزہ جنگ کے) نہیں ہوئی، آخر کیوں.....

قارئین کرام! ایک سوال آپ سے بھی ہے! کیا اس عرصے (۱۹۷۱ء۔۲۰۰۷ء) میں دنیا کے دیگر مذاہب، ممالک اور اقوام میں بھی اتنی ہلاکتیں ہوئیں؟

دہشت گردی یا جدوجہد آزادی

۱۱ ستمبر ۲۰۰۱ء کے حادثے کے باعث امریکہ اور اس کے اتحادی ممالک کی افواج نے مسلمانوں کے خلاف جارحیت کا آغاز کر دیا اور بقول ان کے اس وقت دنیا کے منظر نامے پر دو قوتیں باہم برسر پیکار ہیں۔

(۱) وہ عوام یا آزادی پسند جو اپنے ملک میں رہتے ہوئے جدوجہد کر رہے ہیں، مثلاً عراق، افغانستان، فلسطین، کشمیر، بوسنیا، صومالیہ، فلپائن، چیچنیا اور برما وغیرہ کے مسلمان۔ (جنہیں وہ مجاہد، یا دہشت گرد کہتے ہیں)

(۲) امریکہ، اتحادی ممالک، اسرائیل و دیگر غیر مسلم طاقتیں۔

عراق، افغانستان، فلسطین، کشمیر، چیچنیا، فلپائن میں عوام نے جارح افواج کو اپنے ملک سے نکالنے کے لئے ہتھیار اُٹھائے جبکہ عیسائی ممالک اپنے حقوق کے لئے آزادی کی جنگ لڑنے والوں کو دہشت گرد قرار دیتے ہیں۔ لہٰذا اُمت مسلمہ کے حکمرانوں اور او آئی سی کو سنجیدگی کے ساتھ اسے سلسلے میں اجتماعی لائحہ عمل اختیار کرنا چاہئے، کہ کون دہشت گرد ہیں اور کون آزادی کی جنگ لڑ رہے ہیں۔

❁ ❁ ❁

Marfat.com

باب ہشتم

یہود و نصاریٰ اور قرب قیامت

موجودہ دور میں تیزی سے رونما ہونے والے فتنوں ور یہود و نصاریٰ کی مسلمانوں کے ساتھ کشمکش سے صورت حال پیچیدہ تر ہوتی جارہی ہے اور ایسے معلوم ہوتا ہے کہ بنی نوع انسان قیامت کی علامات صغریٰ سے علامات کبریٰ کی طرف تیزی سے بڑھ رہے ہیں۔ گزشتہ ابواب میں قرب قیامت کے حوالے سے احادیث نبوی اور مسلمانوں کے ایمان واعتقادات پر بحث کی جا چکی ہے- چونکہ یہودی اور عیسائی بھی قرب قیامت اور اس دور میں رونما ہونے والے فتنوں، جنگوں، دجال کے خروج، حضرت عیسی علیہ السلام کے نزول اور یاجوج ماجوج کے بارے میں مختلف عقائد و نظریات رکھتے ہیں، لہذا ذیل میں علامات قیامت کے حوالے سے ان کا نقطہ نظر پیش کیا جارہا ہے۔

یہودیت اور قرب قیامت

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دو بیٹے (حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام) تھے، جبکہ حضرت اسحاق علیہ السلام کے بیٹے حضرت یعقوب علیہ السلام تھے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کو ''اسرائیل'' یعنی خدا کا بندہ کہا جاتا ہے، ان کے بیٹے یہودا کی اولاد یہودی کہلائی، جن کا وطن فلسطین کا علاقہ تھا۔

یہودیت میں دو بنیادی عقائد اہم ہیں۔ پہلا عقیدہ خدا کی وحدانیت ہے- بقول ان کے بنی اسرائیل اللہ تعالیٰ کے پیارے بندے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی خاص نعمتیں محض ان کے لئے

Marfat.com

ہیں۔ دوسرا عقیدہ آخرت اور جزا وسزا کا ہے، یعنی انسان کو نیکی اور بدی کرنے کا اختیار دیا گیا ہے اور مرنے کے بعد اس کے اعمال کا حساب ہوگا۔

یروشلم کی بحالی اور یہودی ریاست کا قیام

یہودیوں کا عقیدہ ہے کہ ''اسرائیلی ریاست'' کا قیام دراصل آخری ہزارہ کی بادشاہت کا پہلا بنیادی پتھر ہے۔ یہودی حکومت کا سرکاری نشان ''شمعدان'' ہے، جسے عبرانی زبان میں ''المینو راہ'' کہا جاتا ہے، جس کی سات شاخیں ہیں، جو کائنات کی تخلیق کے سات دنوں کی جانب اشارہ ہے۔ ساتویں شاخ اسرائیل کی ریاست کی علامت ہے، یعنی ''اسرائیل'' ہی وہ ملک ہے جو آخری زمانے میں آنے والے بادشاہ کی سلطنت کو بنیاد فراہم کرے گا اور بنیاد کا پہلا پتھر ثابت ہوگا۔ وہ بادشاہ ''شہر قدس'' سے پوری دُنیا پر حکومت کرے گا اور یہ داؤد کی نسل سے ہوگا۔

(i) ''اے اسرائیل کی کنواری! میں تجھے پھر آباد کروں گا، تو آباد ہو جائے گی، تو پھر دف اُٹھا کر آراستہ ہوگی اور خوشی کرنے والوں کے ناچ میں شامل ہوگی تو پھر سامریہ کے پہاڑوں پر تاکستان لگائے گی۔ باغ لگانے والے باغ لگائیں گے اور اس کا پھل کھائیں گے، کیونکہ ایک دن آئے گا کہ افرائیم کی پہاڑیوں پر نگہبان پکاریں گے، اٹھو ہم صیوّن پر خداوند اپنے خدا کے حضور چلیں گے۔''

''کیونکہ خداوند یوں فرماتا ہے کہ یعقوب کے لئے خوشی سے گاؤ اور قوموں کے سرتاج کے لئے للکارو۔ منادی کرادو، حمد کرو اور کہو اے خداوند اپنے لوگوں یعنی اسرائیل کے بقیہ کو بچا۔ دیکھو میں شمالی ملک سے ان کو لاؤں گا اور زمین کی سرحدوں سے ان کو جمع کروں گا اور ان میں اندھے اور لنگڑے اور حاملہ اور زچہ سب ہوں گے، ان کی بڑی جماعت واپس آئے گی''۔

(یرمیاہ، باب ۳۱: ۴۔۸)

(ii) ''اے قومو! خداوند کا کلام سنو اور دور کے جزیروں میں منادی کرادو اور کہو کہ جس نے

Marfat.com

اسرائیل کو تتر بتر کیا ہے، وہی اسے جمع کرے گا اور اس کی ایسی نگہبانی کرے گا جیسی گڈریا اپنے گلہ کی۔"

(یرمیاہ، باب ۳۱، ۱۰)

(iii) پس اے ٹھٹھا کرنے والو! جو یروشلم کے ان باشندوں پر حکمرانی کرتے ہو! خداوند کا کلام سنو، چونکہ تم کہا کرتے ہو کہ ہم نے موت سے عہد باندھا اور پاتال سے پیمان کرلیا ہے۔ جب سزا کا سیلاب آئے گا تو ہم تک نہیں پہنچے گا، کیونکہ ہم نے جھوٹ کو اپنی پناہ گاہ بنایا ہے اور دروغ گوئی کی آڑ میں چھپ گئے ہیں۔ اس لئے خداوند یوں فرماتا ہے: دیکھو میں صیہون میں بنیاد کے لئے ایک پتھر رکھوں گا۔ آزمودہ پتھر، محکم بنیاد کے لئے کوئے کے سرے کا قیمتی پتھر۔

جو کوئی ایمان لاتا ہے، قائم رہے گا اور عدالت کو سوت اور صداقت کو ساہول بناؤں گا اور اولے جھوٹ کی پناہ گاہ کو صاف کردیں گے اور پانی چھپنے کے مقام پر پھیل جائے گا اور تمہارا عہد جو موت سے ہوا منسوخ ہو جائے گا اور تمہارا پیماں پاتال سے ہوا، قائم نہ رہے گا۔

جب سزا کا سیلاب آئے گا تو تم کو پامال کردے گا اور گزرتے وقت تم کو بہالے گا۔ ہر صبح اور شب و روز آئے گا، بلکہ اس کا چرچا سننا بھی خوفناک ہوگا۔

(یسعیاہ، باب ۲۸: ۱۴۔۱۹)

منتظر بادشاہ اور عقیدہ ہزارہ سوم

(i) "داؤد کے شاہی خاندان کی مثال ایسے درخت کی سی ہے، جو کاٹ دیا گیا ہو، لیکن اس کٹے ہوئے تنے کی جڑ سے ایک کونپل نکلے گی اور یہ بارآور ہوگی (یعنی داؤد کی نسل سے ایک نیا بادشاہ پیدا ہوگا)، خداوند کی روح اس پر ٹھہرے گی۔ حکمت اور خرد کی روح، مصلحت اور قدرت کی روح، معرفت اور خداوند کے خوف کی روح اور اس کی خوشی خدا کے خوف میں ہوگی۔

Marfat.com

وہ آنکھوں سے دیکھ کر اور کانوں سے سن کر راستی کے فیصلے کرے گا۔ مسکینوں اور غریبوں کا انصاف کرے گا اور عدل سے مظلوموں کا انصاف کرے گا۔

وہ اپنی زبان کے عصاء سے زمین کو مارے گا اور وہ اپنے لبوں کی سانس سے شریروں کو فنا کرے گا اور اس کے پہلو میں انصاف کا پٹکا ہوگا۔

بھیڑیا اور بھیڑ کا بچہ ساتھ رہے گا۔ چیتا، بکری کے بچے کے ساتھ بیٹھے گا اور بچھڑا اور شیر کا بچہ اور پلا ہوا بیل مل جل کر رہیں گے۔ چھوٹا بچہ ان کا گلا بان ہوگا۔ گائے اور شیرنی مل کر چریں گی، ان کے بچے اکٹھے مل کر بیٹھیں گے اور شیر ببر بیل کے ساتھ مل کر بھوسا کھائے گا اور شیر خوار بچہ سانپ کی بل کے پاس کھیلے گا۔

''خداوند کے مقدس پہاڑ پر کسی مخلوق کو نقصان نہ پہنچ سکے گا، نہ وہ ہلاک کر سکیں گے، کیونکہ جس طرح سمندر پانی سے بھرے ہوئے ہیں، اس طرح زمین خداوند کے عرفان سے معمور ہوگی۔''

(یسعیاہ، باب ۱۱:۱۔۹)

(ii) ''لیکن آخری دنوں میں یوں ہوگا کہ خداوند کے گھر کا پہاڑ، پہاڑوں کی چوٹی پر قائم کیا جائے گا اور وہ سب ٹیلوں سے اُونچا ہوگا اور امتیں وہاں پہنچیں گی اور وہ بہت سی اُمتوں کے درمیان عدالت کرے گا اور دور کی زور آور قوموں کو ڈانٹے گا اور وہ اپنی تلواروں کو توڑ کر پھالے اور اپنے بھالوں کو ہنسوے بنا ڈالیں گے اور کوئی قوم دوسری قوم پر تلوار نہ چلائے گی اور وہ پھر کبھی جنگ کرنا نہ سیکھیں گے۔''

(میکاہ، باب ۴:۱۔۳)

(iii) ''پھر آخری زمانہ میں قوموں کے گلیل میں دریا کی سمت یرون کے پار بزرگی دے گا، جو لوگ تاریکی میں چلتے تھے انہوں نے بڑی روشنی دیکھی جو موت کے سایہ کے ملک میں رہتے تھے، ان پر نور چمکا۔ تو نے قوم کو بڑھایا تو ان کی شادمانی کو زیادہ کیا، وہ تیرے حضور

Marfat.com

ایسے خوش ہیں جیسے فصل کاٹتے وقت اور غنیمت کی تقسیم کے وقت لوگ خوش ہوتے ہیں۔
ہمارے لئے ایک لڑکا تولد ہوا اور ہم کو ایک بیٹا بخشا گیا اور سلطنت اس کے کندھے پر ہو گی اور اس کا نام عجیب مشیر خدائی قادر ابدیت کا باپ سلامتی کا شاہزادہ ہوگا، اس کی سلطنت کے اقبال اور سلامتی کی کچھ انتہا نہ ہوگی وہ داؤد کے تخت اور اس کی مملکت پر آج سے ابد تک حکمران رہے گا اور عدالت اور صداقت سے اسے قیام بخشے گا، رب الافواج کی غیرت یہ سب کچھ کرے گی۔''

(یسعیاہ، باب۹: ۱۔۳،۶۔۷)

یہودیوں کا عقیدہ ہے کہ ایک بادشاہ کی آمد قریب ہے، جو دنیا میں عدل و انصاف کرے گا اور ایسا ہونا ان کا عقیدہ ہزارہ (Millenarianism) کہلاتا ہے- ان کے نزدیک ہر ہزارہ کے اختتام اور نئے ہزارہ کے آغاز پر دنیا میں بڑے بڑے واقعات رونما ہوئے ہیں، اسی طرح آخری ہزارہ کے اختتام پر آخری بادشاہ ظاہر ہوگا، جو بڑی جدوجہد کے بعد دنیا پر حکمرانی کرے گا۔

یہودیوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ ''مسیح'' ہفتہ سے پہلے آئے گا، یعنی دنیا کی عمر کے ساتویں دن (اللہ تعالیٰ کا ہر دن دنیا کے ایک ہزار برس کے برابر ہے) اور یہ دنیا کا ہزارہ ہفتم ہوگا۔ یہودیوں کا یہی عقیدہ عیسائیوں میں بھی اثر پذیر ہے، لہٰذا اسی لئے وہ اس کی تیاریوں میں مصروف ہیں۔

(iii) ''صِیُّون کی خاطر میں چپ نہ رہوں گا، یروشلم کی خاطر میں دم نہ لوں گا، جب تک کہ اس کی صداقت نور کی مانند نہ چمکے اور اس کی نجات روشن چراغ کی طرح جلوہ گر نہ ہو۔ تب قوموں پر تیری صداقت اور سب بادشاہوں پر تیری شوکت ظاہر ہوگی۔''

اے یروشلم میں نے تیری دیواروں پر نگہبان مقرر کئے ہیں، وہ دن رات کبھی خاموش نہ ہوں گے، اے خداوند کا ذکر کرنے والو خاموش نہ رہو اور جب تک وہ یروشلم کو قائم کر کے روئے زمین پر محمود نہ بنائے اسے آرام نہ لینے دو۔''

(یسعیاہ، باب۶۲: ۱۔۲،۶۔۷)

(iv) ''خداوند یوں فرماتا ہے کہ جس دن میں تم کو تمہاری تمام بدکرداری سے پاک کردوں گا، اسی دن تمہارے شہروں کو بساؤں گا اور تمہارے کھنڈر تعمیر ہوں گے اور وہ ویران زمین جو راہ گزروں کی نظر میں ویران پڑی تھی جوتی جائے گی۔''

(حزقی ایل، باب ۳۶: ۳۳۔۳۴)

(v) ''اور خداوند یوں فرماتا ہے کہ: میں بنی اسرائیل کو قوموں کے درمیان سے جہاں جہاں وہ گئے نکال لاؤں گا اور ہر طرف سے ان کو فراہم کروں گا اور ان کے ملک میں لاؤں گا اور میں ان کو اس ملک میں اسرائیل کے پہاڑوں پر ایک ہی قوم بناؤں گا اور ان سب پر ایک ہی بادشاہ ہوگا اور وہ آگے دو قومیں نہ ہوں گے اور نہ دو مملکتوں میں تقسیم کئے جائیں گے۔''

(حزقی ایل، باب ۳۷: ۲۱۔۲۲)

جنگ عظیم اور تصور مسیح

(i) ''پس تو معلوم کر اور سمجھ لے کہ یروشلم کی بحالی اور تعمیر کا حکم (یعنی ہیکل) صادر ہونے سے ممسوح فرمانروا تک سات ہفتے اور باسٹھ ہفتے ہوں گے، تب پھر بازار تعمیر کئے جائیں گے اور فصیل بنائی جائے گی، مگر مصیبت کے ایام میں اور باسٹھ ہفتوں کے بعد وہ ممسوح قتل کیا جائے اور اس کا کچھ نہ رہے گا اور ایک بادشاہ آئے گا جس کے لوگ شہر مقدس کو برباد کریں گے اور اس کا انجام گویا طوفان کے ساتھ ہوگا اور آخر تک لڑائی رہے گی اور بربادی مقرر ہو چکی ہے۔''

(دانی ایل، باب ۹: ۲۵۔۲۶)

تصور مسیح ثانی

(i) ''دیکھو میرا خادم جس کو میں سنبھالتا ہوں، میرا برگزیدہ ہے جس سے میرا دل خوش ہے۔ میں نے اپنی روح اس پر ڈالی تو وہ قوموں میں عدالت جاری کرے گا، نہ وہ چلائے گا نہ شور کرے گا اور نہ بازاروں میں اس کی آواز سنائی دے گی۔ وہ مسلے ہوئے سرکنڈوں کو نہ

Marfat.com

توڑے گا اور نہ ٹمٹماتی بتی کو بجھائے گا وہ راستی سے عدالت کرے گا"۔

(یسعیاہ، باب ۴۲، آیت ۱۔۳)

(ii) "اور جب پورے ہو جائیں گے اور تو اپنے باپ دادا کی طرح سو جائے گا تو میں تیری نسل کو جو تیرے صلب سے ہوگی، کھڑا کر کے اس کی سلطنت کو قائم کروں گا۔ وہی میرے نام کا گھر بنائے گا اور میں اس کی سلطنت کا تخت ہمیشہ سے قائم کروں گا اور میں اس کا باپ ہوں گا اور وہ میرا بیٹا ہوگا۔"

(سموئیل، باب ۷، آیت: ۱۲۔۱۴)

(iii) "کمزور ہاتھوں کو زور اور ناتواں گھٹنوں کو توانائی دو، ان کو جو کج دلے (کمزور دل) ہیں، کہو ہمت باندھو، ڈرو نہیں، دیکھو تمہارا خدا سزا اور جزا لئے آتا ہے، ہاں خدا ہی آئے گا اور تم کو بچائے گا۔ اس وقت اندھوں کی آنکھیں وا (ٹھیک) کی جائیں گی اور بہروں کے کان کھول دیئے جائیں گے۔ تب لنگڑے ہرن کی مانند چوکڑیاں بھریں گے اور گونگے کی زبان بولے گی۔ کیونکہ بیابان میں پانی اور دشت میں ندیاں پھوٹ پڑیں گی۔"

(یسعیاہ، باب ۳۵: ۳-۶)

(iv) "دیکھ خداوند کا دن آتا ہے، جب تیرا مال لوٹ کر تیرے اندر بانٹا جائے گا، کیونکہ میں سب قوموں کو فراہم کروں گا کہ یروشلم سے جنگ کریں گے..... تب خداوند خروج کرے گا اور ان قوموں سے لڑے گا جیسے جنگ کے دن لڑا کرتا تھا، اس روز وہ کوہ زیتون پر جو یروشلم کے مشرق میں واقع ہے، کھڑا ہوگا اور کوہ زیتون درمیان سے پھٹ جائے گا اور اس کے مشرق سے مغرب تک ایک بڑی وادی ہو جائے گی"۔

(زکریا، باب ۱۴: ۱-۴)

یاجوج ماجوج اور جنگ:

(i) "اور کہہ خداوند یوں فرماتا ہے کہ اے آدم زاد جوج کی طرف جو ماجوج کی سرزمین کا ہے

Marfat.com

اور روش اور مسک اور توبل کا فرمانروا ہے، متوجہ ہو اور اس کے خلاف نبوت کر اور کہہ کہ دیکھ اے ماجوج روش اور مسک اور توبل کے فرمانروا میں تیرا مخالف ہوں اور میں تجھے پھرا دوں گا اور تیرے جبڑوں میں آنکڑے ڈال کر تجھے اور تیرے تمام لشکر اور گھوڑوں اور سواروں کو جو سب کے سب تیغ زن ہیں، کھینچ نکالوں گا۔

اور آخری برسوں میں.....تو چڑھائی کرے گا اور آندھی کی طرح آئے گا اور بادل کی طرح تو زمین پر چھا جائے گا تو تیرا لشکر اور بہت سے لوگ تیرے ساتھ۔

اور تو اپنی جگہ سے شمال کی دو اطراف سے آئے گا اور بہت سے لوگ تیرے ساتھ سب کے سب گھوڑوں پر سوار ہوں گے، ایک بڑی فوج اور بھاری لشکر۔ تو میری امت اسرائیل کے مقابلہ کو نکلے گا اور زمین کو بادل کی طرح چھپا لے گا۔ یہ آخری دنوں میں ہوگا اور میں تجھے اپنی سرزمین پر چڑھا لاؤں گا۔"

(حزقی ایل، باب ۳۸:۱-۴، ۱۔۱۶۔۱۹)

(ii) "پس اے آدم زاد تو جوج کے خلاف نبوت کر اور کہہ خداوند یوں فرمایا ہے: دیکھ اے جوج روش اور مسک اور توبل کے فرمانروا میں تیرا مخالف ہوں اور میں تجھے پھرا دوں گا اور تجھے لئے پھروں گا، شمال کے دور اطراف سے چڑھا لاؤں گا اور تو اسرائیل کے پہاڑوں پر اپنے سب لشکر اور حمائتیوں سمیت گر جائے گا اور میں تجھے ہر قسم کے شکاری پرندوں اور میدان کے درندوں کو دوں گا کہ کھا جائیں گے۔"

(حزقی ایل، باب ۳۹:۱-۴)

قیامت کا دن

"خداوند کہتا ہے: اور میں زمین اور آسمان میں عجائب ظاہر کروں گا، یعنی خون اور آگ اور دھوئیں کے ستون، سورج تاریک ہو جائے گا اور چاند خون آلود ہو جائے گا۔ یہ

Marfat.com

خداوند کا دن ہوگا جو بہت خوفناک ہوگا"۔

(یوایل، باب۲:۳۔۳۱)

عہد نامہ قدیم (مختلف صحائف) سے متون پیش کرنے کے بعد یہودیوں کے عقیدہ اور مقاصد کے بارے میں درج ذیل باتیں سامنے آتی ہیں۔

(۱) یہودی اپنے عقیدے کے مطابق اپنی زمین پر واپس آچکے ہیں اور انہوں نے اپنی ریاست "اسرائیل" قائم کرلی ہے۔

(۲) یروشلم (بیت المقدس) کو اپنے عقیدے کی بنیاد پر بحال کر چکے ہیں، یعنی ۱۹۶۷ء میں اسرائیل نے بیت المقدس پر قبضہ کرلیا تھا۔ معبد (ہیکل سلیمانی) اور دیوار گریہ کو اپنے تکمیلی مقاصد اور قبضہ کے بعد بقول ان کے وہ دور مسیحائی میں داخل ہو چکے ہیں۔

(۳) یہودیوں کے عقائد کے مطابق نئے ہزارہ کے آغاز میں مسیح آئے گا۔

(۴) دجال کا ظہور ہوگا اور جنگ ہوگی۔

(۵) یہودی اپنے عقیدے کی بنیاد پر ہیکل سلیمانی تعمیر کرنا چاہیں گے۔

(۶) جوج ماجوج سے جنگ کا معاملہ کسی وقت پیش آسکتا ہے۔

عیسائیت اور قرب قیامت

عیسائیت تینوں ادیان میں آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑا مذہب ہے۔ گزشتہ دو صدیوں سے بہترین ترقی، ٹیکنالوجی اور عسکری اعتبار سے عیسائی مملکتیں اس وقت دنیا کی سپر پاور ہیں اور امریکہ ان کی رہنمائی کر رہا ہے۔

دوسرے ادیان الٰہی کی طرح قیامت کے قریب رونما ہونے والے فتنوں، جنگوں اور دیگر حوادث کے بارے میں مسیحیت میں بھی تصور پایا جاتا ہے۔ جسے قرب قیامت کی نشانیاں بھی کہہ سکتے ہیں۔ تاہم قارئین کرام! یہ بات بھی زیر نظر رہے کہ عیسائی اس سلسلے میں یہودی مذہب

Marfat.com

سے متاثر ہیں۔

تعلیمات اور عقیدہ آخرت

یسوع نے اپنے شاگردوں کو ہدایت کی کہ:

''اگر تیرا بھائی تیرا گناہ کرے تو اسے خلوت میں لے جا کر بات چیت کر کے سمجھا۔ اگر وہ تیری سنے تو تو نے اپنے بھائی کو پالیا۔ اگر نہ سنے تو ایک دو آدمیوں کو اپنے ساتھ لے جا تا کہ یہ بات دو تین گواہوں کی زبان سے ثابت ہو جائے۔ اگر وہ ان کی بھی نہ سنے اور انکار کر دے تو پھر کلیسیا (مذہبی رہنما) سے کہہ اگر کلیسیا کی بھی سننے سے انکار کر دے تو تو اسے غیر قوم والے اور محصول لینے والے کے برابر جان، میں سچ کہتا ہوں جو کچھ تم زمین پر کرو (اعمال) گے، اس کا اجر آسمان پر پاؤ گے اور جو جو کچھ تم زمین پر کھولو گے وہ آسمان پر کھلے گا۔''

(متی کی انجیل، باب ۱۸: ۱۵۔۱۸)

قرب قیامت کے حالات اور نزول مسیح

جب حضرت عیسیٰؑ زیتون کے پہاڑ پر بیٹھے تو ان کے شاگردوں نے پوچھا:

(i) ''ہم کو بتا کہ یہ باتیں کب ہوں گی اور تیرے آنے اور دُنیا کے آخر ہونے کا نشان کیا ہوگا؟

''تو یسوع نے جواب میں کہا: خبردار کوئی تم کو گمراہ نہ کر دے، کیونکہ بہتیرے میرے نام سے آئیں گے اور کہیں گے میں مسیح ہوں اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کریں گے اور تم لڑائیوں کی افواہ سنو گے، خبردار گھبرا نہ جانا، کیونکہ ان باتوں کا واقع ہونا ضرور ہے، لیکن اس وقت خاتمہ نہ ہوگا، کیونکہ قوم پر قوم اور سلطنت پر سلطنت چڑھائی کرے گی اور جگہ جگہ کال پڑیں اور بھونچال (زلزلے) آئیں گے۔

لیکن یہ سب باتیں مصیبتوں کا شروع ہوں گی، اس وقت لوگ تم کو ایذا دینے کے لئے پکڑوائیں گے اور میرے نام کی خاطر سب قومیں تم سے عداوت رکھیں گی اور اس وقت

Marfat.com

بہتیرے ٹھوکریں کھائیں گے اور ایک دوسرے کو پکڑوائیں گے اور ایک دوسرے سے عداوت رکھیں گے۔اور بہت سے جھوٹے نبی اُٹھ کھڑے ہوں گے اور بہتیروں کو گمراہ کریں گے اور بے دینی بڑھ جانے کی وجہ سے بہتیروں کی محبت ٹھنڈی پڑ جائے گی، مگر جو آخرت تک برداشت کر لے نجات پائے گا اور بادشاہی کی اس خوشی کی منادی تمام دنیا میں ہوگی، تا کہ سب قوموں کے لئے گواہی ہو، تب خاتمہ ہوگا۔

پس تم جب اس اجاڑنے والی مکروہ چیز کو جس کا ذکر دانی ایل نبی کی معرفت ہوا۔ مقدس مقام پر کھڑا ہوا دیکھو (پڑھنے والا سمجھ لے) تو جو یہودیہ ہیں وہ پہاڑوں پر بھاگ جائیں اور جو کوٹھے پر ہوں وہ اپنے گھر کا اسباب لینے نیچے نہ اتریں اور جو کھیت میں ہوں وہ اپنا کپڑا لینے کو پیچھے نہ لوٹے، مگر افسوس ان پر جو ان دنوں حاملہ ہوں اور دودھ پلاتی ہوں گی۔ میں دعا کروں گا کہ تم کو جاڑے میں یا سبت کے دن بھاگنا نہ پڑے۔

کیونکہ اس وقت ایسی مصیبت ہوگی کہ دنیا کے شروع سے اب تک ہوئی نہ کبھی ہوگی اور اگر وہ دن گھٹائے نہ جاتے تو کوئی بشر بھی نہ بچتا، مگر برگزیدوں کی خاطر وہ دن گھٹائے جائیں گے۔اس وقت اگر تم سے کوئی کہے کہ دیکھو مسیح یہاں ہے، وہاں ہے، تو یقین نہ کرنا، کیونکہ جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی اُٹھ کھڑے ہوں گے اور بڑے نشان اور عجیب کام دکھائیں گے۔اگر ممکن ہو تو برگزیدوں کو بھی گمراہ کر لیں۔ دیکھو میں نے پہلے تم سے کہہ دیا ہے پس اگر وہ تم سے کہیں گے کہ دیکھو وہ بیابان میں ہے تو باہر نہ جانا یا دیکھو وہ کوٹھڑیوں میں ہے تو یقین نہ کرنا۔"

(متی کی انجیل، باب ۲۴: ۱۔۲۷)

(ii) "لیکن یہ جان رکھ کہ آخیر زمانہ میں برے دن آئیں گے، کیونکہ آدمی خود غرض، زر دوست (مادہ پرست)، شیخی باز، مغرور، بدگو، ماں باپ کا نافرمان، ناشکرا، ناپاک، طبعی محبت سے خالی، سنگدل، تہمت لگانے والے بے ضبط، تند مزاج، نیکی کے دشمن، دغا باز، ڈھیٹ، گھمنڈ

Marfat.com

کرنے والے، خدا کی نسبت عیش وعشرت کو زیادہ دوست رکھنے والے ہوں گے- وہ دینداری کی وضع تو رکھیں گے، مگر اس کے اثر کو قبول نہ کریں گے، ایسوں سے بھی کنارہ کرنا۔

ان ہی میں سے وہ لوگ بھی ہیں جو گھروں میں دبے پاؤں گھس آتے ہیں اور ان چھچھوری عورتوں کو قابو میں کر لیتے ہیں جو گناہوں میں دبی ہوئی ہیں اور طرح طرح کی خواہشوں کے بس میں ہیں اور ہمیشہ تعلیم پاتی رہتی ہیں، مگر حق کی پہچان تک کبھی نہیں پہنچتیں-''

(تِیمُتِھیُس، باب ۳:۱-۷)

درج بالا متون میں قیامت کے قریب رونما ہونے والے فتنوں کو بیان کیا گیا ہے، جس میں لوگوں کو ثابت قدم رہنے کی تلقین کی گئی ہے۔ اس کے ساتھ ہی جھوٹے نبیوں اور خدائی دعوی کرنے والے جھوٹوں اور دجال کے ظلم وجبر کے بارے میں خبردار کیا گیا ہے- یہود ونصاریٰ اپنے عقائد کی بنیاد پر اپنے آپ کو قرب قیامت کے دور میں داخل کر چکے ہیں اور مقاصد کی تکمیل کے لئے کوشاں ہیں۔

نزولِ مسیح[۴]

(i) ''اور اس وقت ابن آدم کا نشان آسمان پر دکھائی دے گا اور اس وقت زمین کی سب قومیں سینہ کوبی کریں گی اور ابن آدم کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمان کے بادلوں پر آتا دیکھیں گے۔

(ii) ''اور تم ان آدمیوں کی مانند بنو جو اپنے مالک کی راہ دیکھتے ہوں کہ وہ شادی میں سے کب (واپس) لوٹے گا تا کہ وہ آکر دروازہ کھٹکھٹائے تو فوراً اس کے واسطے (دروازہ) کھول دیں۔ مبارک ہیں وہ جن کا مالک انہیں آکر جاگتا پائے۔

میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ وہ کمر باندھ کر انہیں کھانا کھانے کو بٹھائے گا اور پاس آکر ان کی خدمت کرے گا۔ اگر وہ رات کو دوسرے یا تیسرے پہر میں آکر ان کو ان ایسے حال میں

Marfat.com

پائے تو وہ نوکر مبارک ہیں، لیکن یہ جان رکھو کہ اگر گھر کے مالک کو معلوم ہوتا کہ چور کس گھڑی آئے گا تو جاگتا رہے اور اپنے گھر میں نقب نہ لگنے دیتا۔ تم بھی تیار رہو، کیونکہ جس گھڑی تمہیں گمان بھی نہ ہوگا۔ ''ابن آدم'' آجائے گا۔

(لوقا، باب ۱۲: ۳۴۶۔۴۰)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قیامت کے قریب نزول قیامت کی اہم علامت ہے۔ اس سلسلے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِىْ اِسْرَائِيْلَ ○ وَلَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَلٰٓئِكَةً فِى الْاَرْضِ يَخْلُفُوْنَ ○ وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُوْنِ ط هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ○

(سورۃ الزخرف: ۵۹–۶۱)

ترجمہ: ''وہ (عیسیٰ علیہ السلام) تو ہمارے مقبول بندے ہیں جن پر ہم نے (نبوت عطا کر کے) احسان کیا اور بنی اسرائیل کے لیے قدرت کا ایک نشان بنا دیا۔ ہمیں قدرت ہے اگر ہم چاہتے تو تمہاری جگہ فرشتوں کو زمین پر جانشین بنا دیتے۔ یقیناً وہ (عیسیٰ علیہ السلام) قیامت کی نشانی ہیں پس تم ہرگز نہ شک کرو اس کے آنے میں اور میری پیروی کرو یہی سیدھا راستہ ہے۔''

(۲) وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِىْ شَكٍّ مِّنْهُ ط مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ج وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ○ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ط وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا

Marfat.com

حَکِیْمًا ○ وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ج
وَیَوْمَ الْقِیَامَةِ یَکُوْنُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا○

(سورۃ النساء:۱۵۷-۱۵۹)

ترجمہ: ''اور یوں کہا کہ ہم نے مسیح ابن مریم کو قتل کر ڈالا ہے۔ حالانکہ نہ انہوں نے اسے قتل کیا نہ سولی چڑھایا لیکن انہیں ان ہی کی شکل جیسا ایک اور آدمی قتل کر دینے کا گمان ہو گیا ہے اور جو لوگ ان کے بارے میں جھگڑتے ہیں وہ وہم میں پڑے ہوئے ہیں۔ ان کو اس کے متعلق کچھ بھی علم نہیں یہ اپنے ظن کی بنیاد پر شک کر رہے ہیں اور یقیناً انہوں نے اسے قتل نہیں کیا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی طرف اٹھا لیا ہے اور اللہ بڑا زبردست حکمت والا ہے (قرب قیامت میں آسمان سے نزول کے بعد) عیسیٰ علیہ السلام کی طبعی موت سے پہلے ہر ایک اہل کتاب اسلام کے مطابق صحیح ایمان لائے گا اور قیامت کے دن آپ ان پر گواہ ہوں گے۔''

(۲) نزول عیسیٰ علیہ السلام احادیث کی روشنی میں:

(۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهُ صلی اللہ علیہ وسلم
وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَیُوْشِکَنَّ اَنْ یَّنْزِلَ فِیْکُمُ
ابْنِ مَرْیَمَ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ حَکَماً مُّقْسِطًا
فَیَکْسِرَ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَه وَیَضَعُ الْجِزْیَةَ
وَیُفِیْضُ الْمَالَ حَتّٰی لَا یَقْبَلَهٗ اَحَدٌ.

(صحیح مسلم ، کتاب الایمان، باب بیان نزول عیسیٰؑ ابن مریم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

Marfat.com

''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے البتہ قریب ہے جب اتریں گے عیسیٰ ؑ مریم کے بیٹے تم لوگوں میں اور حکم کریں گے موافق شریعت کے اور انصاف کریں گے اور توڑ ڈالیں گے سولی کو (جو نصاری نے بنا رکھی ہے اور اس کی پرستش کرتے ہیں) اور مار ڈالیں گے خنزیر کو اور موقوف کر دیں گے جزیہ اور بہت دیں گے مال (لوگوں) کو یہاں تک کہ کوئی نہ لے گا اس کو۔''

(ب) عَنْ ابنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:
فَيَبْعَثُ اللّٰهُ عِيْسٰى بْنَ مَرْيَمَ كَاَنَّهٗ عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُوْدٍ فَيَطْلُبُهٗ فَيُهْلِكُهٗ ثُمَّ يَمْكُثُ النَّاسُ سَبْعَ سِنِيْنَ لَيْسَ بَيْنَ اثْنَيْنِ عَدَاوَةٌ ثُمَّ يُرْسِلُ اللّٰهُ رِيْحًا بَارِدَةً مِنْ قِبَلِ الشَّامِ فَلَا يَبْقٰى عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ اَحَدٌ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ اَوْ اِيْمَانٍ اِلَّا قَبَضَتْهُ حَتّٰى لَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ دَخَلَ فِيْ كَبِدِ جَبَلٍ لَّدَخَلَتْهُ عَلَيْهِ حَتّٰى تَقْبِضَهٗ۔

(صحیح مسلم، کتاب الفتن و اشراط الساعة، باب ذکر الدجال)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پھر اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھیجے گا۔ ان کی شکل عروہؓ بن مسعود (صحابی) کی سی ہے وہ دجال کو ڈھونڈ نکالیں گے اور اس کو قتل کر دیں گے پھر سات برس تک لوگ ایسے رہیں گے کہ دو شخصوں کے درمیان کوئی دشمنی نہ ہوگی پھر اللہ تعالیٰ ٹھنڈی ہوا چلائیں گے شام

Marfat.com

کی طرف سے تو زمین پر کوئی ایسا نہ رہے گا جس کے دل میں رتی بھر ایمان یا بھلائی ہو (یعنی تمام مسلمانوں کو اس ٹھنڈی ہوا سے موت آ جائے گی) یہاں تک کہ اگر کوئی تم سے پہاڑ کی کھوہ میں بھی گھس جائے تو وہاں بھی پہنچ کر یہ ہوا اس کی جان نکال لے گی۔"

حضرت عیسی علیہ السلام کے نزول کے بارے میں مسلمانوں اور عیسائیوں کے عقائد میں مماثلت پائی جاتی ہے۔

مسیح (عیسیٰؑ ابن مریم) کی ہزار سالہ بادشاہت کا عقیدہ

عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ مسیح (عیسیٰؑ ابن مریم) اپنے پورے جلال کے ساتھ زمین پر دوبارہ آئیں گے اور دنیا سے ظلم و جبر ختم کر کے اپنی ہزار سالہ حکومت قائم کریں گے۔ عیسائیوں کے فرقوں کیتھولک، پروٹسٹنٹ اور آرتھوڈکس کا عقیدہ ہے کہ دوسرے ہزارہ کے خاتمہ پر مسیح نازل ہوں گے اور بیت المقدس کو مرکز بنا کر حکمرانی کریں گے۔ عیسائیوں کا فرقہ "پروٹسٹنٹ" (جو اپنے عقائد کی بنیاد پر یہودیوں کے قریب اور مسلمانوں سے نفرت کرتا ہے) بڑی شدومد سے اس کا پرچار کر رہا ہے۔

(i) "پھر میں نے تخت دیکھے اور لوگ ان پر بیٹھ گئے اور عدالت ان کے سپرد کر دی گئی اور ان کی روحوں کو بھی دیکھا جن کے سر یسوع کی گواہی دینے اور خدا کے کلام کے سبب کاٹے گئے تھے اور جنہوں نے اس حیوان کی پرستش کی تھی اور نہ اس کے بت کی اور اس کی چھاپ اپنے ماتھے اور ہاتھوں پر لی تھی، وہ زندہ ہو کر ہزار برس تک مسیح کے ساتھ بادشاہی کرتے رہے اور جب تک ہزار برس پورے نہ ہو لئے، پہلی قیامت یہی ہے۔

مبارک اور مقدس ہے وہ جو پہلی قیامت میں شریک ہو۔ ایسوں پر دوسری موت کا کچھ اختیار نہیں بلکہ وہ خدا اور مسیح کے کاہن ہوں گے اور اس کے ساتھ ہزار برس تک

Marfat.com

بادشاہی کریں گے۔"

(مکاشفہ، باب۲۰:۴۔۶)

(ii) "شیطان کو اس ہزار برس کی حکومت کے دوران قید کر دیا جائے گا۔" اُس نے اس اژدھا یعنی پرانے سانپ کو جو ابلیس اور شیطان سے پکڑ کر ہزار برس کے لئے باندھا اور اسے اتھاہ گڑھے میں ڈال کر بند کر دیا اور اس پر مہر کر دی تا کہ وہ ہزار برس (ہزار برس کی حکومت کے دوران) پورے ہونے تک قوموں کو پھر گمراہ نہ کر سکے۔ اس کے بعد ضرور ہے کہ تھوڑے عرصہ کے لئے کھولا جائے گا۔"

(مکاشفہ، باب۲۰:۲۔۳)

(iii) پادری ایف۔ ایس خیر اللہ لکھتے ہیں:

"مسیح کی آمد سے (مخالف مسیح) کو باندھا جائے گا اور قید میں ڈالا جائے تا کہ وہ قوموں کو گمراہ نہ کر سکے، مسیح اپنے جی اُٹھے مقدسین کے ساتھ زمین پر ایک ہزار سال حکومت کریں گے۔ اس نظریہ کو ہزار سالہ بادشاہت کا نظریہ کہتے ہیں۔"

(خیر اللہ، ایف۔ ایس پادری، قاموس الکتاب: ص ۶۶۱)

تیسرے ہزارہ کے شروع میں نزول مسیح

(i) "پھر اس نے ان سے کہا، یہ میری باتیں وہ ہیں جو میں نے تم سے اس وقت کہی تھیں، جب تمہارے ساتھ تھا کہ ضرور ہے کہ جتنی باتیں موسیٰ کی توریت اور نبیوں کے صحیفوں اور زبور میں میری بابت لکھی ہیں، پوری ہوں۔ پھر اس نے ان کا ذہن کھولا ہے تا کہ کتاب مقدس کو سمجھیں اور ان سے کہا، یوں لکھا ہے کہ مسیح دُکھ اُٹھائے گا اور تیسرے دن مردوں میں سے جی اُٹھے گا اور یروشلم سے شروع کر کے سب قوموں میں توبہ اور گناہوں کی معافی کی منادی اس کے نام سے کی جائے گی۔ تم ان باتوں کے گواہ ہو اور دیکھو جس کا میرے باپ نے وعدہ کیا ہے، میں اس کو تم پر نازل کروں گا، لیکن جب تم کو قوت کا لباس نہ ملے،

اس شہر میں ٹھہرے رہو۔"

(لوقا، باب ۲۴: ۴۴-۴۹)

(ii) "اے عزیزیہ خاص بات تم پر پوشیدہ نہ رہے کہ خداوند کے نزدیک ایک دن ہزار برس کے برابر ہے اور ہزار برس ایک دن کے برابر، خداوند اپنے وعدے میں دیر نہیں کرتا، جیسی دیر بعض لوگ سمجھتے ہیں، بلکہ تمہارے بارے میں تحمل کرتا ہے۔ اس لئے کہ کسی کی ہلاکت نہیں چاہتا، بلکہ یہ چاہتا ہے کہ سب کی توبہ تک نوبت پہنچے، لیکن خداوند کا دن چور کی طرح آئے گا۔ اس دن آسمان بڑے شور وغل کے ساتھ برباد ہو جائیں گے اور اجرام فلکی حرارت کی شدت کی وجہ سے پگھل جائیں گے اور زمین اور اس پر کے کام جل جائیں گے"۔

(پطرس کا دوسرا خط، باب ۳: ۸۔۱۰)

نصاریٰ کے عقیدے کے مطابق تیسرے دن کے شروع میں جی اُٹھے گا، جبکہ ایک دن ہزار برس کے برابر ہے، اس طرح دو ہزار ختم ہونے اور تیسرا ہزارہ کے آغاز (اکیسویں صدی کے شروع) میں نزول مسیح ہوگا۔

مسیح علیہ السلام ثانی کا فضاء میں استقبال

"چنانچہ ہم تم سے خداوند کے کلام کے مطابق کہتے ہیں کہ ہم جو زندہ ہیں اور خداوند کے آنے تک باقی رہیں گے۔ سوئے ہوؤں سے ہرگز آگے نہ بڑھیں گے، کیونکہ خداوند خود آسمان سے للکار اور مقرب فرشتہ کی آواز اور خدا کے نرسنگے کے ساتھ اتر آئے گا اور پہلے تو جو مسیح میں موئے جی اُٹھے گا، پھر ہم جو زندہ باقی ہوں گے۔ ان کے ساتھ بادلوں پر اُٹھائے جائیں گے تا کہ ہوا (فضاء) میں خداوند کا استقبال کریں اور اس طرح ہمیشہ خداوند کے ساتھ رہیں گے، پس تم ان باتوں سے ایک دوسرے کو تسلی دے لیا کرو۔"

(تھسلنیکیوں ا، باب ۴: ۱۵۔۱۸)

Marfat.com

دجال کی آمد اور اس کا خاتمہ

''کسی طرح سے کسی کے فریب میں نہ آنا، کیونکہ وہ دن (قیامت) نہیں آئے گا، جب تک کہ پہلے برگشتگی نہ ہو اور وہ گناہ کا شخص ہلاکت کا فرزند ظاہر نہ ہو، جو مخالفت کرتا ہے اور ہر ایک سے جو خدا یا معبود کہلاتا ہے، اپنے آپ کو بڑا ٹھہراتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ خدا کے مقدس میں بیٹھ کر اپنے آپ کو خدا ظاہر کرتا ہے۔ کیا تمہیں یاد نہیں کہ جب میں تمہارے پاس تھا تو تم سے یہ باتیں کہا کرتا تھا، اب جو چیز اسے روک رہی ہے تا کہ وہ اپنے خاص وقت پر ظاہرہ ہو، اس کو تم جانتے ہو، کیونکہ بے دینی کا بھید تو اب بھی تاثیر کرتا جاتا ہے، مگر اب ایک روکنے والا ہے اور جب تک وہ دور نہ کیا جائے روکے رہے گا۔

اس وقت وہ بے دین ظاہر ہوگا، جسے خداوند یسوع اپنے منہ کی پھونک سے ہلاک اور اپنی تجلی سے نیست کرے گا اور جس کی آمد شیطان کی تاثیر کے موافق ہر طرح کی جھوٹی قدرت اور نشانوں اور عجیب کاموں کے ساتھ۔''

(تھسلنیکیوں ۲، باب ۲: ۳۔۹)

(ii) ''اے لڑکو! آخیر وقت اور جیسا تم نے سنا ہے کہ مخالف مسیح آنے والا ہے..... کون جھوٹا ہے، سوا اس کے جو یسوع مسیح کے ہونے کا انکار کرتا ہے، مخالف مسیح وہی ہے جو باپ اور بیٹے کا انکار کرتا ہے''۔

(۱۔یوحنا، باب ۲: ۱۸، ۲۲)

خروج دجال کے سلسلے میں مسلمانوں اور عیسائیوں کے عقیدے میں مماثلت:

ترجمہ: حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''ایک روز حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دجال شام اور عراق کے

Marfat.com

راستے سے نکلے گا۔ دائیں بائیں فساد مچاتا آئے گا۔ اے خدا کے بندو تم ایمان پر قائم رہنا۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ دجال زمین پر کتنی مدت ٹھہرے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: چالیس دن تک جس کا ان میں ایک دن ایک سال کے برابر ہوگا اور دوسرا دن ایک مہینے کے برابر ہوگا اور تیسرا دن ایک ہفتے کے برابر ہوگا، جب کہ باقی دن عام دنوں جیسے ہوں گے۔ (تو ہمارے دنوں کے حساب سے دجال ایک سال دو مہینے اور چودہ دن تک رہے گا) صحابہ کرامؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ جو دن سال بھر کے برابر ہوگا اس دن ہم کو ایک ہی دن کی نماز کفایت کرے گی؟ آپ نے فرمایا نہیں تم اندازہ کر لینا اس دن میں بقدر اس کے یعنی جتنی دیر کے بعد ان دنوں میں نماز پڑھتے ہو۔

صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس کی چال کیسی ہوگی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس بارش کی طرح جیسے ہوا پیچھے کو دھکیلتی ہے۔ پھر وہ ایک قوم کے پاس جائے گا اور انہیں کفر کی طرف بلائے اور وہ اس پر ایمان لے آئیں گے اور اس کی بات مانیں گے تو وہ آسمان کو حکم کرے گا وہ پانی برسا دے گا اور زمین کو حکم کرے گا وہ ان کی گھاس اگا دے گی۔ شام کو چراگاہوں سے جانور لوٹ کر آئیں گے تو پہلے سے زیادہ ان کے کوہان (اونٹ کی) لمبے ہوں، تھن دودھ دینے والے بڑھے ہوں گے اور جانوروں کی کوکھیں خوب تنی ہوں گی۔ پھر دجال ایک دوسری قوم کے پاس آئے گا اور ان کو بھی کفر کی طرف بلائے گا لیکن وہ قوم دجال کی بات نہ مانے گی، تو وہ ان کے پاس سے

Marfat.com

چلا جائے گا۔ ان پر قحط سالی اور خشکی چھا جائے گی۔ ان کا مال واسباب ختم ہو جائے گا۔ دجال ویران اور بنجر زمین کو کہے گا کہ تو اپنے خزانے نکال تو وہاں سے خزانے نکل کر اس کے پاس جمع ہو جائیں گے جیسے شہد کی مکھیاں بڑی مکھی کے گرد جمع ہو جاتی ہیں۔

پھر دجال ایک جوان مرد کو بلائے گا اور اس کو تلوار سے قتل کر دے گا اور دو ٹکڑے کر دے گا۔ پھر اس کو زندہ کر کے پکارے گا اور وہ جوان ہنستا مسکراتا ہوا اس کے پاس آئے گا۔

اچانک اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھیجے گا۔ آپؑ سفید مینار کے پاس زرد کپڑوں میں ملبوس نازل ہوں گے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعۃ)

عقیدہ مسحیت اور اسرائیلی ریاست کا قیام

''پس انہوں نے کہا جمع ہو کر اور پوچھا اس سے کہ اے خداوند! کیا تو اسی وقت اسرائیل کو بادشاہی پھر عطا کرے گا۔ اس نے ان سے کہا ان وقتوں اور میعادوں کا جاننا جنہیں باپ نے اپنے ہی اختیار میں رکھا ہے، تمہارا کام نہیں، لیکن جب روح القدس تم پر نازل ہوگا تو تم اس وقت قوت پاؤ گے اور یروشلم اور تمام یہودیہ اور سامریہ میں بلکہ زمین کی انتہا تک میرے گواہ ہو گے۔ یہ کہہ کر وہ ان کے دیکھتے دیکھتے اُوپر اٹھالیا اور بادل نے اسے ان کی نظروں سے چھپالیا اور اس کے جاتے وقت جب وہ آسمان کی طرف غور سے دیکھ رہے تھے۔

تو دیکھو دو مرد سفید پوشاک پہنے ان کے پاس آ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے، اے گلیلی مردو! تم کیوں کھڑے آسمان کی طرف دیکھتے ہو؟ یہی یسوع مسیح جو تمہارے پاس سے

آسمان پر اُٹھایا گیا، اسی طرح پھر آئے گا جس طرح تم نے اسے آسمان پر جاتے دیکھا ہے"۔

(رسولوں کے اعمال، باب ۱:۶۔۱۱)

قارئین کرام! عیسائی مملکتوں نے اپنے مذہبی عقیدے کی بنیاد پر اسرائیل کی ریاست کے قیام میں راہ ہموار کی ہے اور اسرائیل کی سرحدوں کو وسعت دینا بھی عیسائیوں کے عقیدہ میں شامل ہے۔ مسلمانوں کو اس سلسلے میں کوئی غلط فہمی نہیں ہونی چاہئے۔

جنگ عظیم (ہرمجدون) کا تصور

"ہرمجدون" عبرانی زبان کے الفاظ سے مشتق ہے۔ "ہر" کے معنی پہاڑ اور "مجیدو" فلسطین کی ایک وادی کا نام ہے، یعنی "مجیدو کا پہاڑ" قدیم زمانے میں بھی اس وادی میں بہت سی جنگیں لڑی گئی ہیں۔

دورِ جدید میں عیسائی مملکتوں بالخصوص امریکہ میں نئی ہزاری کے آغاز میں اس مقام پر لڑی جانے والی ایک بڑی جنگ "ہرمجدون" کا بڑا چرچا ہے۔ اس سلسلے میں تفصیلی بحث اگلے صفحات میں کی جائے گی، تاہم ذیل میں عہد نامہ جدید اور عہد نامہ قدیم کے متون پیش کئے جارہے ہیں، تاکہ یہودیوں اور عیسائیوں کا اس جنگ کے بارے میں مذہبی نقطہ نظر واضح ہو سکے۔

عہد نامہ جدید سے

(i) "یہ شیاطین کی نشان دکھانے والی روحیں ہیں، جو قادر مطلق خدا کے روز عظیم لڑائی کے واسطے جمع کرنے کے لئے ساری دنیا کے بادشاہوں سے نکل کر جاتی ہے (دیکھو میں چور کی طرح آتا ہوں، مبارک ہے وہ جو جاگتا ہے اور اپنی پوشاک کی حفاظت کرتا ہے، تاکہ ننگا نہ پھرے اور لوگ اس کی برہنگی نہ دیکھیں) اور انہوں نے ان کو اس جگہ جمع کیا جس کا نام عبرانی میں ہرمجدون ہے۔"

(یوحنا کا مکاشفہ، باب ۱۶:۱۴۔۱۶)

Marfat.com

(ii) ''اور جب لڑائیوں اور فسادوں کی افواہیں سنو تو گھبرا نہ جانا، کیونکہ ان کا (یعنی لڑائیوں کا) پہلے واقع ہونا ضروری ہے لیکن اس وقت فوراً خاتمہ نہ ہوگا۔

پھر اس نے کہا کہ ایک قوم دوسری قوم پر اور ایک سلطنت دوسری سلطنت پر چڑھائی (یعنی جنگ) کرے گی اور بڑے بڑے بھونچال (زلزلے) آئیں گے اور جا بجا کال اور مری (یعنی بیماریاں، یا جنگ) پڑے گی اور آسمان پر بڑی بڑی دہشت ناک باتیں اور نشانیاں ظاہر ہوں گی۔''

(لوقا کی انجیل، باب ۲۱: ۹۔۱۲)

عہد نامہ قدیم سے

(i) ''اس روز یروشلم میں بڑا ماتم ہوگا۔ ہدد رموں کے ماتم کی مانند جو ''مجدون'' کی وادی میں ہوگا۔ تمام ملک ماتم کرے گا، ہر ایک گھرانہ الگ، داؤد کا گھرانہ الگ۔''

(زکریا، باب ۱۲: ۱۱۔۱۲)

(ii) ''قوموں کے درمیان اس بات کی منادی کرو۔ لڑائی کی تیاری کرو، بہادروں کو برانگیختہ کرو، جنگی جوان حاضر کرو وہ چڑھائی کریں۔ اپنے ہل کی پھالوں کو پیٹ کر تلواریں بناؤ اور ہنسوؤں کو کوٹ کر پھالے بناؤ، کمزور کہے میں زور آور ہوں۔ اے اردگرد کی قوموں جلد آ کر جمع ہو جاؤ: اے خداوند اپنے بہادروں کو بھیج دے۔''

(یوایل، باب ۳: ۹۔۱۱)

جوج ماجوج

''اور جب ہزار برس (مسیحؑ کی حکومت کے) پورے ہو چکے ہوں گے تو شیطان قید سے چھوڑ دیا جائے گا اور ان قوموں کو جو زمین کی چاروں طرف ہوں گی، یعنی جوج ماجوج کو گمراہ کر کے لڑائی کے لئے جمع کرنے کو نکلے گا۔ ان کا شمار (جوج ماجوج) سمندر کی

Marfat.com

ریت کے برابر ہوگا اور وہ تمام زمین پر پھیل جائیں گے اور مقدس کی لشکر گاہ اور عزیز شہر کو چاروں طرف سے گھیر لیں گے اور آسمان سے ایک آگ نازل ہو کر ان کو کھا جائے گی۔"

(مکاشفہ، باب ۲۰: ۷۔۹)

نیز عہد نامہ جدید کے "یوحنا عارف کا مکاشفہ" میں بے شمار تشبیہات دی گئی۔ جیسے سمندری حیوان، زمینی حیوان، اژدھا، عورت، فرشتوں کا نرسنگھا پھونکنا، مہر، سات روحیں، سات ستارے اور ۶۶۶ کا پراسرار ہندسہ وغیرہ بلاشبہ ان تمام پر بحث کی ضرورت ہے، تاہم طوالت کے پیش نظر اس کی تفصیل میں جانا ممکن نہیں۔

قارئین کرام! مسیحیت اور قرب قیامت کے حوالے سے عہد جدید سے مختلف ذیلی عنوانات کے تحت متون پیش کئے گئے جن کا خلاصہ کچھ یوں ہے۔

(۱) مسیحیت میں اچھے برے اعمال اور روز آخرت میں اس کے حساب کا تصور موجود ہے۔

(۲) مسیح ثانی کے نزول سے قبل دنیا مصیبتوں، لڑائیوں اور دیگر بہت سے حوادث کا سامنا کرے گی، آخری زمانہ میں برائی اور بدعملی بڑھ جائے گی۔ مسیح ثانی ہونے کے جھوٹے دعویدار پیدا ہوں گے۔

(۳) یروشلم اور فلسطین کے علاقے میں خیر اور شر کی قوتوں کے درمیان عظیم ٹکراؤ ہوگا، جسے "ہرمجدون" کہا گیا ہے۔

(۴) مسیح ثانی کے نزول سے قبل مسیح مخالف (دجال) کا ظہور ہوگا جو ایمان کی قوتوں پر ظلم ڈھائے گا۔

(۵) مسیح ثانی کا نزول تیسرے دن کے آغاز یعنی تیسرے ہزارہ کے آغاز (اکیسویں صدی کے شروع) میں ہوگا۔

(۶) مسیح ثانی کا فضاء میں جا کر استقبال کیا جائے گا۔

Marfat.com

(۷) مسیح ثانی کا نزول ہوگا اور گناہ کے شخص یعنی مسیح مخالف کو اپنے منہ کی پھونک اور تجلی سے اسے نیست ونابود کردے گا۔

(۸) اس کے بعد مسیح ثانی ایک ہزار سال تک بادشاہت کریں گے، دُنیا میں امن و امان ہوگا، اس دوران شیطان کو ایک ہزار سال کے لئے قید کر دیا جائے گا۔

(۹) بادشاہت کی مدت ایک ہزار سال مکمل ہونے کے بعد شیطان پھر آزاد کر دیا جائے گا اور وہ روئے زمین کے اطراف اکناف میں رہنے والی قوموں یعنی جوج ماجوج کو اُکسائے گا جو تعداد میں سمندر کی ریت کے ذروں کی مانند بہت زیادہ ہوں گے۔

(۱۰) بنی اسرائیل کی دوبارہ بحالی یعنی اسرائیل ریاست کا قیام عمل میں آئے گا اور اس کی سلطنت وسیع کی جائے گی۔

اسرائیل کے مذموم مقاصد

یہودی اللہ تعالیٰ کی مغضوب ترین قوم ہے جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں کی نافرمانی کی، حتیٰ کہ انبیاء کرام کو قتل کرنے اور سولی چڑھانے سے بھی باز نہ آئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے یہودیوں کو وعدہ خلافی اور سازشوں کے نتیجہ میں مدینہ اور پھر خیبر سے بھی نکال دیا اور یہ مختلف علاقوں میں جا کر آباد ہو گئے۔

یہودی نہایت عیار اور سازشی ذہن رکھنے والی قوم ہے۔ سازشوں اور تخریبی سرگرمیوں کی وجہ سے یہ کبھی عیسائیوں اور کبھی مسلمانوں کے زیر عتاب رہے، مختلف ممالک میں ظلم و جبر سہنے کے بعد کولمبس کے دریافت شدہ نئے ملک امریکہ میں کثیر تعداد میں جا کر آباد ہو گئے۔

انیسویں صدی میں امریکہ میں جب عیسائیوں کے انتہا پسند فرقہ پروٹسٹنٹ کی تحریک شروع ہوئی تو یہودیوں نے بھی نہایت ہوشیاری سے ایک تنظیم قائم کر لی۔ آگے چل کر برطانیہ اور امریکہ کے ارباب اختیار میں اثر ورسوخ پیدا کر کے اور پروٹسٹنٹ فرقے کی معاونت سے اپنے

Marfat.com

آبائی وطن فلسطین میں آباد ہونا شروع ہو گئے اور پھر ۱۹۴۸ء میں اپنی ریاست (اسرائیل) قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے جبکہ فلسطینیوں کو یہاں سے بے دخل کرنا شروع کر دیا۔

یہود و نصاریٰ کی دیرینہ مخاصمت اور مسلمانوں کی بے حسی کی وجہ سے ۱۹۶۷ء میں امریکہ اور برطانیہ کی مدد سے اسرائیل نے بیت المقدس پر قبضہ کرلیا جو آج تک برقرار ہے۔ یہودی اپنے مذہبی عقائد کی بنیاد پر مسیح موعود کے آنے سے پہلے درج ذیل اہم مقاصد کی تکمیل کے لئے کوشاں ہیں۔

(۱) اپنے آبائی وطن میں واپسی اور یہودی ریاست کا قیام تا کہ منتظر بادشاہ کی آمد پر یہ ریاست ایک بنیاد فراہم کرے۔ یہودی امریکہ اور برطانیہ کی مدد اور تعاون سے اس مقصد میں کامیاب ہو چکے ہیں۔

(۲) بیت المقدس پر قبضہ کرنا تا کہ منتظر بادشاہ وہاں سے پوری دُنیا پر حکومت کر سکے، (یہ مقصد بھی یہودی حاصل کر چکے ہیں)۔

(۳) ہیکل سلیمانی: حضرت سلیمانؑ نے خدا کی عبادت کے لئے ۹۶۶۔۹۵۹ قبل مسیح میں ایک عبادت گاہ تعمیر کروائی، جو ''ہیکل سلیمانی'' کے نام سے مشہور ہوئی۔ ۵۸۶ قبل مسیح میں بابل کے بادشاہ بخت نصر کے ہاتھوں ہیکل سلیمانی تباہ ہو گیا، تاہم ۵۳۹ قبل مسیح میں اس عبادت گاہ کی دوبارہ تعمیر ہوئی، لیکن ۷۰ء میں رومی بادشاہ ''طیطس'' کے حملہ سے ہیکل دوبارہ تباہ کر دیا گیا، اس وقت سے آج تک ہیکل سلیمانی دوبارہ تعمیر نہیں ہو سکا۔ یہودی اپنے عقائد کی بنیاد پر ہیکل سلیمانی دوبارہ تعمیر کرنا چاہتے ہیں، جبکہ عیسائی مملکتیں اس کی معاونت میں پیش پیش ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مسلمانوں نے بیت المقدس فتح کرلیا اور مسجد اقصیٰ دوبارہ تعمیر کروائی۔ دراصل یہودیوں کا عقیدہ ہے کہ گمشدہ ہیکل سلیمانی عین مسجد اقصیٰ کے نیچے ہے، اس لئے یہودی ہر صورت مسجد اقصیٰ کو گرا کر ہیکل

Marfat.com

سلیمانی تعمیر کرنا چاہتے ہیں۔

(۴) قبۃ الصخرۃ / دیوار گریہ: یہ ایک چٹان کے اُوپر بنا ہوا گنبد ہے جسے اموی خلیفہ عبدالملک بن مروان نے (۶۹۲ء.....۷۰۵ء) تعمیر کروایا۔ اس کے ساتھ ہی ایک دیوار ہے جسے مسلمان دیوار براق کہتے ہیں۔ مسلمانوں کا دعویٰ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے یہاں سے معراج کا سفر شروع کیا تھا۔

یہودی اسے دیوار "گریہ" کہتے ہیں، جس سے لپٹ کر وہ اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں۔ مسجد اقصیٰ اور قبۃ الصخرۃ ایک ہی احاطے میں ہیں اور یہودی مسجد اقصیٰ اور قبۃ الصخرۃ کو گرانے کی کئی بار کوشش کر چکے ہیں۔ لیکن مسلمانوں کے شدید جذبات اور بڑی جنگ کے خطرے کے پیش نظر فی الحال رُکے ہوئے ہیں۔

(۵) یہودیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت سلیمانؑ کے دورِ حکومت میں اسرائیل کی حکومت دریائے فرات سے فلسطینیوں کے ملک تک اور مصر کی سرحد تک تھی، اسرائیل اپنے ملک کی سرحدیں دریائے نیل سے فرات تک بڑھانا چاہتا ہے جس میں مدینہ منورہ اور خیبر کا علاقہ بھی شامل ہے، جبکہ اسرائیل کی اسمبلی کی عمارت پر اس عظیم ریاست کا نقشہ بنا ہوا ہے۔ شاید یہ دنیا کا واحد ملک ہے، جس نے دوسرے ممالک پر قبضہ کرنے اور اپنی مملکت کو مذہبی بنیاد پر توسیع دینے کا اعلان کر رکھا ہے۔

(۶) یہودی اپنے عقیدے کی بنیاد پر اپنے آپ کو دورِ مسیحائی میں داخل کر چکے ہیں اور اپنے منصوبوں کو تیزی سے مکمل کرتے جا رہے ہیں، تاکہ مسیح موعود (دجال) کی آمد کی راہ ہموار کر سکیں۔

(۷) یہودی ہر مجدون کی تیاریوں میں بھی مصروف ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ اسرائیل کے دشمن کسی بھی وقت اس پر حملہ کر سکتے ہیں، لہٰذا ان کے حملہ کرنے سے پہلے وہ مختلف حربوں اور سازشوں سے مسلمانوں کو کمزور کرنا چاہتے ہیں۔

Marfat.com

اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے اسرائیل نے عیسائی مملکتوں کو اپنا ہمنوا بنایا ہوا ہے اور وہ بڑی کامیابی سے انہیں قائل کر چکے ہیں کہ ہیکل کی تعمیر پر ہی یہودیوں اور عیسائیوں کے مسیح نے نازل ہونا ہے اور پھر سب سے بڑی جنگ (Armagadon) برپا ہوگی۔

امریکہ میں مذہبی بیداری:

امریکہ کولمبس نے دریافت کیا- آج سے تقریباً دو صدیاں قبل امریکہ ایک غریب اور کمزور ملک تھا۔ یورپ کی ترقی کے اثرات وہاں پہنچے اور انیسویں صدی کے آخر تک یہ ایک متوازن ملک بن گیا۔ بیسویں صدی میں یہودی شہہ دماغوں کی سازشوں کے سبب جنگ عظیم اول اور دوم لڑی گئیں، جس کے نتیجے میں یورپی ممالک اقتصادی اور عسکری اعتبار سے کمزور ہوئے- امریکہ نے الگ تھلگ ملک ہونے کی وجہ سے ان جنگوں سے بھرپور فائدہ اٹھایا اور ترقی کی دوڑ میں دنیا کے تمام ممالک کو مات دے دی۔

یورپ میں طاعون کی وباء پھیلنے کی وجہ سے پاپائے روم نے یہودیوں کو منحوس قرار دے دیا- جس کے باعث پندرہویں اور سولہویں صدی میں فرانس، جرمنی، برطانیہ اور دیگر یورپی ممالک سے یہودیوں کو اندلس دھکیل دیا گیا۔ جب اندلس پر عیسائیوں کا قبضہ ہوا تو یہودی نئے دریافت شدہ ملک امریکہ میں چلے گئے۔

اسی طرح یورپی ممالک میں کیتھولک اور پروٹسٹنٹ فرقوں کے آئے روز کے تصادم سے تنگ آکر پروٹسٹنٹ فرقہ کے لوگ امریکہ منتقل ہوگئے۔ پروٹسٹنٹ اپنے عقائد کی بنیاد پر مسلمانوں سے تعصب رکھنے والا فرقہ ہے اور یہودی عقائد کے قریب تر ہے، امریکہ میں پروٹسٹنٹ کا غلبہ ہے۔ انیسویں صدی میں پروٹسٹنٹ تحریک اور یہودی تنظیم کا قیام عمل میں آیا- بعدازاں صیہونی مسیحیت تحریک نے جنم لیا۔

دراصل یہ تحریک ذہین اور شاطر یہودی دماغوں کا شاخسانہ ہے، جو پوری دنیا

Marfat.com

میں اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے کوشاں ہیں۔ان کا عقیدہ ہے کہ مسیحی اور یہودی دونوں بھائی ہیں اور یہ کہ دونوں اللہ کی پسندیدہ قوم ہیں اور انہیں اللہ تعالیٰ نے دنیا میں اپنی قدرت اور مشیت نافذ کرنے کے لئے منتخب کیا ہے، جبکہ دوسرے بنی آدم کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔صیہونی مسیحیت تحریک کا یہ عقیدہ ہے کہ ان پر فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد کریں اور اسرائیل کی سیاسی وسماجی اور عسکری لحاظ سے مدد کریں تا کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کو عملی جامہ پہنایا جاسکے۔

امریکہ میں موجودہ مذہبی اُٹھان عیسائیوں کے مذہبی فرقے پروٹسٹنٹ، یہودیوں اور مرکب تحریک صیہونی مسیحیت کے باعث ہے۔گزشتہ کئی عشروں سے امریکہ کے صدوران کے زیر اثر چلے آرہے ہیں، جو عیسائیوں سے زیادہ یہودیوں کی بہتری اور بھلائی اور انہیں مضبوط کرنے پر عمل پیرا رہے ہیں۔ صیہونی مسیحیت تحریک کے ایک مذہبی رہنما والٹر بیلنس (Walter Reggans) کے بقول ''توراتی یہودیت'' ہی یقیناً ہر مسیحی کی آرزو ہے کیونکہ یہ بنیادی طور پر اللہ تعالیٰ اور اس کے مقاصد کی تکمیل کے سرخیل ہیں، اسی لئے مسیحی نظریئے کی رو سے صیہونیت مذہبی الہیات کا حصہ ہے۔

عالمی سروے کے مطابق اس وقت عیسائی ممالک میں مذہبی عقائد رکھنے اور ان پر عمل پیرا ہونے والوں میں امریکہ سرفہرست ہے، گویا امریکہ عیسائی مملکتوں میں ایک پادری کی حیثیت رکھتا ہے۔

امریکہ میں ذرائع ابلاغ کے ذریعے مذہبی تعلیم زور وشور سے دی جارہی ہے، اس وقت تقریباً ۱۵۰ سے زائد ٹیلی ویژن سٹیشن اور ۱۰۰۰ سے زائد ریڈیو اسٹیشن مسلسل مذہبی نشریات پیش کررہے ہیں، اور کروڑوں لوگ روزانہ ان نشریات کو سن اور دیکھ رہے ہیں۔ یہ نشریاتی سٹیشن انتہائی جدید ہیں اور مصنوعی سیاروں کے ذریعے اپنی نشریات دور دراز علاقوں تک پہنچارہے ہیں۔

ایک محتاط اندازے کے مطابق اس وقت تقریباً ۸۵ ہزار کے لگ بھگ گرجا گھر اور کلیسا

Marfat.com

امریکہ میں کام کررہے ہیں اور انکے ممبروں کی تعداد کروڑوں میں ہے۔عیسائیت اور صیہونیت کے لئے وعظ کرنے والے رہنماؤں کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے۔

صیہونی مسیحیت کے داعی بن کر مسیح ثانی کے نزول کے سلسلے میں راہ ہموار کرنے اور لوگوں کے جذبات کو اُمت مسلمہ کے خلاف برانگیختہ کرنے والوں میں ''جیری فال ویل، پاٹ رابرٹسن، جارج اوٹس، مایک ایونس، گون والورڈ، ہیل لیڈسی، چارلس ڈائر اور ڈیوبینٹ شامل ہیں۔ان کے مشنری ذرائع ابلاغ اور تحریک کا نیٹ ورک دوسرے یورپی ممالک تک پھیلایا جارہا ہے، جبکہ غریب اور کمزور مسلم ممالک میں بھی مشنریاں تیزی سے اپنا جال پھیلا رہی ہیں۔

امریکہ کے صدور ان تنظیموں اور مذہبی رہنماؤں کے زیر اثر ہیں اور خارجہ پالیسیوں کی تیاری میں ان مذہبی رہنماؤں اور تحریک صیہونیت مسیحیت کا بڑا عمل دخل ہے۔ مذہبی لحاظ سے امریکہ کا سابق صدر رچرڈ نکس سرفہرست ہے، جس نے اپنی کتاب (Victory Without War 1999) لکھی جس میں اس نے کہا کہ ۱۹۹۹ء تک بغیر جنگ لڑے امریکہ پوری دنیا کا حکمران ہوگا۔(ماخوذ ''بالآخر کیا ہوگا'' سے)

یہود و نصاریٰ کی جنگ ہرمجدون کے لئے تیاریاں

جس طرح پچھلے صفحات میں ذکر کیا جاچکا ہے کہ عیسائی اور یہودی اپنے مذہبی عقائد کی بنیاد پر اکیسویں صدی کے آغاز میں ایک بڑی جنگ کی توقع رکھتے ہیں، جو بت پرستوں (عیسائی اور یہودی مسلمانوں کے بارے میں یہ الفاظ استعمال کرتے ہیں) اور عیسائیوں کے درمیان ہوگی۔ ''ہرمجدون'' اپنے اندر وسیع تر معنی رکھتا ہے، جس سے امریکہ کا دانشور طبقہ اور امریکی ارباب اختیار بے حد متاثر ہیں۔

جوں جوں ہزارہ سوم کے ابتدائی سال گزر رہے ہیں، اسرائیل، عیسائی ممالک اور

Marfat.com

بالخصوص امریکہ میں اس جنگ کے بارے میں ایک بخار کی سی کیفیت طاری ہوتی جارہی ہے۔ ذرائع ابلاغ بالخصوص پروٹسٹنٹ اور صیہونی مسیحیت تحریک کی زیرنگرانی چلنے والے مذہبی ٹیلی ویژن سٹیشنوں کے ذریعے اس جنگ کا بڑی شدت سے پرچار کیا جارہا ہے۔ نشریاتی ادارے امریکی عوام کو اس عظیم جنگ ''ہرمجدون'' کے ابھارنے کے ضمن میں بڑی بھاری دولت کمارہے ہیں۔

امریکہ کے سابق صدر رونالڈ ریگن گیارہ سے زائد مرتبہ ہرمجدون جنگ کے بارے میں اپنے ایمان وایقان کا اظہار کرچکے ہیں۔

''یہ ٹھیک وہی پہاڑ ہے جو تیسری عالمی جنگ ہرمجدون (Armagaddon) دیکھے گا''۔

''جنگ ہرمجدون کی ہلاکت خیزی بالکل قریب ہے''۔

(i) عیسائی مذہبی لیڈر جیری فال ویل (Gerry Foloyal) اعلانیہ اس جنگ کا پرچار کررہے ہیں، ان کے بقول آخری جنگ عظیم ایک حقیقت ہے، ہم سب ایک آخری نسل کا حصہ ہیں، پوری دنیا اپنے نقطہ عروج پر پہنچ گئے ہے، میں نہیں سمجھتا کہ میرے بچے بھی اپنی پوری زندگی گزار سکیں گے۔ بس ایک آخری معرکہ ہوگا اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ کرہ ارض کو ٹھکانے لگادے گا۔ خدا اس زمین کو اور اس کے آسمان سب کو تباہ کردے گا، کئی ارب انسان مرجائیں گے یہ آخری ہولناک معرکہ ہوگا۔

(ii) ٹی وی پر تبلیغ کرنے والے پادری ''پاٹ رابرٹسن'' کہتے ہیں، بائبل میں دنیا کے آئندہ حادثات کی شہادتیں موجود ہیں۔ یہ زمین کو ہلا دینے والی پیش گوئیاں ہیں۔ آخری جنگ حزقیل (Ezakiel) کی تائید میں کسی وقت بھی ہوسکتی ہے، امریکہ حزقیل کی راہ میں آگیا ہے اور ہم بس عین عالم انتظار میں ہیں۔

(iii) آخری صبح (Final Dawn) کے مصنف جون ہیگی لکھتے ہیں، امریکہ جدید معرکہ آخر کی

علامت بن گیا ہے اور ہم ہولناک تباہی کی طرف رواں دواں ہیں۔

(گریس ہال کی کتاب Forcing Good's Hand کے اقتباسات، اشاعت روزنامہ نوائے وقت: ۱۹ فروری ۲۰۰۶ء)

امریکہ کے سابق صدور اس جنگ ہرمجدون کے عنقریب برپا ہونے کے بارے میں ایمان واعتقاد رکھتے ہیں اور امریکہ اپنی پالیسیاں اس جنگ کے بارے میں مذہبی عقیدت کی بنیاد پر مرتب کر رہا ہے۔ ان پالیسیوں پر عمل درآمد آغاز ۲۰۰۱ء سے کر دیا گیا ہے۔ یورپ کے دیگر عیسائی ممالک اس مقصد کے لئے امریکہ کے ہمنوا اور پیش پیش ہیں۔ اُمت مسلمہ کے گرد گھیرا تنگ سے تنگ کیا جا رہا ہے۔ افغانستان، عراق کی تباہی اس کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ ایران کو دھمکیاں دی جا رہی ہیں، جبکہ امریکہ اور نیٹو ممالک کے بحری بیڑے بحیرہ عرب میں موجود ہیں اور تمام عرب ممالک کی بحری ناکہ بندی ہو چکی ہے۔ عرب ممالک کے عوام اور حکمران بے بسی سے سب کچھ دیکھ رہے ہیں۔

مسلمانوں کی رہی سہی عسکری قوت کو ختم کرنے کے منصوبے پر بڑی سمجھداری سے عمل ہو رہا ہے۔ عرب کے تیل پر قبضہ کیا جا چکا ہے۔ پورے عرب میں دہشت گردی کو کنٹرول کرنے کی آڑ میں جگہ جگہ جاسوسی کے مراکز قائم کئے جا چکے ہیں۔

مسلمانوں میں انتہا پسندی کو کنٹرول کرنے کے بہانے جہاد کا راستہ بند کیا جا رہا ہے۔ فلسطین میں امن قائم کرنے کے نام پر کانفرنسیں منعقد کی جاتی ہیں۔ معاہدے کئے جاتے ہیں، لیکن واقفان حال جانتے ہیں کہ میڈرڈ کانفرنس سے لے کر آج تک کسی معاہدے کا فلسطینی عوام کو فائدہ نہیں ہوا اور نہ ہی اسرائیل کے مظالم میں کمی آئی ہے۔ الغرض حیلے بہانوں سے تحریک آزادی فلسطین کو ہر صورت دبایا جا رہا ہے۔

پاکستان اور ایران کے ایٹمی پروگراموں پر مختلف قسم کے تحفظات عائد کر کے حکمرانوں کو

Marfat.com

دباؤ میں رکھا جارہا ہے۔انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کے نام پر مختلف اسلامی ممالک پر قدغن اور پابندیاں عائد کی جاتی ہیں، حتیٰ کہ اُمت مسلمہ کا مقدس ملک سعودی عرب بھی ان رپورٹوں اور اعداد وشمار سے بچ نہیں سکا۔امن کا پرچار کرنے والوں کو کسی اور ملک، قوم اور مذہب میں یہ خرابیاں کیوں نظر نہیں آتیں؟

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم یعنی مسلمان قرب قیامت اور مسیح علیہ السلام کے نئ ہزاری کے آغاز پر آنے کے سلسلے میں یہود ونصاریٰ کے مذہبی عقائد اور نظریات کو تسلیم نہیں کرتے اور نہ ہی کسی جنگ عظیم ''ہرمجدون'' وغیرہ کے ہونے کا کوئی امکان ہے۔اس قسم کے واقعات تو پہلے بھی ہو چکے ہیں، لہٰذا یہ محض غلط باتیں اور ڈراوے ہیں۔

ہمارے تسلیم کرنے یا نہ کرنے کا یہودیوں اور عیسائیوں پر کوئی اطلاق تو نہیں ہوتا- وہ تو اپنے عقائد کی بنیاد پر تیاریاں کر کے اس پر عمل درآمد کا آغاز کر چکے ہیں اور اُمت مسلمہ کو گھیرے میں لے کر جنگ عظیم کے میدان کی طرف مسلسل گھسیٹے چلے جارہے ہیں- مسلمان انتہائی کمزور اور مقابلے کی بظاہر طاقت نہیں رکھتے، کمزور کا یہ فرض کر لینا کہ طاقتور مجھے نہیں مارے گا، محض ایک دیوانے کی سوچ ہے، کبوتر کے آنکھیں بند کر لینے سے بلی اسے چھوڑ تو نہیں دیتی۔

Marfat.com

باب نہم

قرب قیامت اور جنگیں

قیامت کی علامات صغریٰ اور کبریٰ کے درمیان جنگوں کا دور ایک پل کی حیثیت رکھتا ہے- احادیث کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ علامات صغریٰ کی انتہا پر مسلمانوں اور یہود و نصاریٰ کے درمیان جنگیں شروع ہو جائیں گی اور ان کی شدت بڑھتے بڑھتے دنیا کو علامات کبریٰ کی طرف دھکیل دے گی-

جنگوں کا یہ سلسلہ امام مہدی کے ظہور سے قبل شروع ہو کر امام مہدی، دجال اور نزول حضرت عیسی علیہ السلام تک جاری رہے گا- خیر اور شر کا آخری معرکہ دجال اور حضرت عیسی علیہ السلام کے درمیان برپا ہوگا- دجال قتل ہوگا اور اس کا لشکر تباہ و برباد ہو جائے گا، اس کے بعد دنیا میں امن قائم ہوگا- مسلسل جنگوں میں اتنی ہلاکتیں ہوں گی کہ ۱۰۰ میں سے ۹۹ مارے جائیں گے -مردوں کا قحط پڑ جائے گا اور ایک ایک مرد پچاس پچاس عورتوں کی خبر گیری کرے گا-

دنیا بالخصوص مسلمان کسی غلط فہمی میں نہ رہیں، اپنے آپ کو طفل تسلیاں نہ دیں کہ نہیں ابھی نہیں.....، حقیقت تو یہ ہے کہ بنی نوع انسان علامات صغریٰ کی انتہا پر ہے اور بڑی تیزی سے علامات کبریٰ کی طرف گامزن ہے- یہودیوں اور عیسائیوں کی مقدس کتب میں قرب قیامت کی جو علامات بیان کی گئی، ان کی بنیاد پر وہ بھی اپنے آپ کو مسیح موعود اور مسیح ثانی (حضرت عیسی علیہ السلام) کے دور میں داخل کر چکے ہیں-

اگر ہم معاشرتی، سماجی، اقتصادی، سیاسی اور عسکری اعتبار سے دنیا میں تیزی سے رونما

Marfat.com

ہونے والے واقعات اور تبدیلیوں کا جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ یہود و نصاری نہ صرف اپنی بلکہ مسلمانوں کی مذہبی کتب (احادیث) کے مطالعہ کے بعد نہایت سمجھداری سے امت مسلمہ کے معاشی اور عسکری اعتبار سے مضبوط ممالک کو کمزور کر کے ختم کرنے کی ٹھان چکے ہیں- اگر مزید غور کریں تو یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ ۱۹۷۱ء سے ۲۰۰۷ء تک دنیا میں جتنی بھی جنگیں لڑی گئیں، ان میں ایک فریق کوئی اسلامی ملک تھا، مقصد مسلمانوں کی طاقت کو کمزور کرنا رہا ہے، اور یہ عمل بتدریج جاری وساری ہے-

روس کے ٹوٹنے کے بعد نام نہاد ''سبز انقلاب'' کے خطرہ کا جواز پیدا کرلیا گیا ہے- بار بار جنگوں اور مختلف حیلے بہانوں سے مسلمانوں کو گھیرنے کی وجہ سے مسلمانوں میں بھی ذہنی اور فکری لحاظ سے تبدیلی پیدا ہو چکی ہے- اسی نقطہ نظر کے تحت دو نظریات سامنے آرہے ہیں-

اول: امریکہ، نیٹو ممالک، اسرائیل اور بھارت جو مسلم ممالک کو دہشت گردی کی آڑ میں دبائے چلے جارہے ہیں- یہ ممالک اپنے آپ کو امن کا داعی قرار دیتے ہوئے امن قائم کرنے کے نام پر پرتشدد کارروائیوں اور جنگوں کا سلسلہ وسیع سے وسیع کرتے جارہے ہیں-

دوم: وہ مسلم ممالک جن کے عوام اپنے ملک کے اندر رہتے ہوئے جدوجہد آزادی اور حقوق کے لئے جنگ لڑ رہے ہیں- جیسے فلسطین، کشمیر، چیچنیا، فلپائن، صومالیہ، برما، بوسینیا، افغانستان اور عراق وغیرہ- ان ممالک بالخصوص افغانستان اور عراق کے عوام غاصبوں سے آزادی اور انہیں اپنے ملک سے نکال باہر کرنے کے لئے جنگ لڑ رہے ہیں- امریکہ اور اہل مغرب اسے انتہا پسندی (Redical Ideology) کا نام دیتے ہیں- یہ لوگ عسکری اعتبار سے کمزور اور ان کی حالت مظلوموں کی سی ہے لیکن پھر بھی جدوجہد جاری رکھے ہوئے ہیں-

مسلمان حکمران اس وقت دوراہے پر کھڑے ہیں، ایک طرف وہ امریکہ اور اہل مغرب کی دھمکیوں اور پنے اپنے ملک کو کسی بڑی جنگ سے بچانے کے لئے ان طاقتوں کی

Marfat.com

خوشنودی میں مصروف ہیں- دوسری طرف ان کے وہ مظلوم اور معصوم عوام ہیں، جنہیں جدوجہد آزادی کی پاداش میں یہ ممالک انتہا پسند اور دہشت گرد کا لیبل لگا کر دنیا کے سامنے پیش کر رہے ہیں- مسلمانوں کا یہود و نصاریٰ کے خلاف نفرت کا جذبہ شدید سے شدید تر ہوتا چلا جا رہے- اگر کرہ ارض کو امن و سکون کا گہوارہ بنانا ہے تو اہل مغرب کو اسلامی دنیا کے بنیادی مسائل کو سمجھنا اور ان پر توجہ دینا ہوگی -

بہر حال اس طرح دو بلاک واضح ہو چکے ہیں- اب جو بھی جنگیں اور کارروائیاں ہو رہی ہیں انہیں اسی تناظر میں دیکھنا ضروری ہے- بظاہر ایسا دکھائی دیتا ہے کہ قدرت کاملہ کا خفیہ ہاتھ قیامت کے قریب ہونے والی ہولناک جنگوں کی طرف بنی نوع انسان کو تیزی سے دھکیل رہا ہے- احادیث کی روشنی میں ان جنگوں (جو شروع ہو چکی ہیں) کا ترتیب کے ساتھ ذکر کیا جا رہا ہے-

۱- امام مہدی کے ظہور سے قبل جنگیں-

۲- امام مہدی کی قیادت میں لڑی جانے والی جنگیں-

۳- حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کا دجال سے فیصلہ کن معرکہ-

۴- یہودیوں کا خاتمہ

۱- امام مہدی کے ظہور سے قبل جنگیں

امام مہدی کے ظہور سے پہلے ہونے والی جنگوں کو ہم بیسویں صدی، بالخصوص ۴- اپریل ۱۹۷۱ء سے شمار کریں گے، کیونکہ اس سال حضور نبی کریم ﷺ کی پیدائش مبارک کے ۱۴۰۰ سو برس (شمسی سال) پورے ہو چکے ہیں- آغاز ہی میں کلمہ کی بنیاد پر قائم ہونے والا ملک ''پاکستان'' یہود و ہنود کی سازشوں سے الگ کر دیا گیا-

ایران میں انقلاب آیا، اس کے کیا محرکات تھے اس کی تفصیل میں جانا مناسب نہیں ہے- اسی طرح روس افغانستان میں داخل ہوا اور جہاد شروع ہو گیا، جس کے نتیجے میں روس دس سال کے بعد افغانستان سے ذلت آمیز شکست کے بعد پسپا ہو گیا- مدتوں بعد مسلمانوں

Marfat.com

میں جہاد کا صحیح معنوں میں آغاز ہوا- دور جدید میں جتنی بھی جنگیں آگے چل کر برپا ہوئیں اور ہو رہی ہیں، ان جنگوں میں افغان جہاد کے ثمرات بھی شامل ہیں-

(i) ایک گروہ ہمیشہ حق پر رہے گا:

مجموعی طور پر مسلمانوں کی مذہب سے بے رغبتی، سماجی، معاشی اور سیاسی لحاظ سے عیسائیوں کی پیروی کے باوجود کچھ ایسے لوگ موجود ہیں جو دین محمدی پر عمل پیرا رہنے کی سعی میں مصروف ہیں- اللہ تعالی ان کی مدد فرمائے گا، یہود و نصاری کے مقابلے میں اسلام پر مر مٹنے والے یہی لوگ امام مہدی کی قیادت میں جہاد کریں گے، دجال کے خلاف لڑیں گے اور حضرت عیسی علیہ السلام کے نازل ہونے پر آخری جہاد میں حصہ لیں گے-

عَنْ ثَوْبَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ:

اِنَّمَا اَخَافُ عَلٰی اُمَّتِیْ أئِمَّةً مُضِلِّیْنَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ

لاَ تَزَالُ طَآئِفَةٌ مِّنْ اُمَّتِیْ عَلَی الْحَقِّ ظَاھِرِیْنَ لاَ یَضُرُّھُمْ مَنْ خَذَلَھُمْ حَتّٰی یَأْتِیَ اَمْرُ اللّٰہِ.

(ترمذی، کتاب الفتن، باب مَاجَآءَ فِیْ الْاَئِمَّةِ الْمُضِلِّیْنَ)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ترجمہ: ''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک میں اپنی اُمت کے گمراہ حکمرانوں سے ڈرتا ہوں، کہا راوی نے پھر آپ ﷺ نے فرمایا: میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر غالب رہے گا اور دشمن اسے نقصان نہ پہنچا سکے گا، یہاں تک اللہ تعالی کا حکم (قیامت) آ جائے گا-''

(ii) کفار مسلمانوں پر چڑھ دوڑیں گے:

انیسویں صدی کے اختتام اور بیسویں صدی کے آغاز میں یورپ کے مختلف ممالک

Marfat.com

(عیسائی مملکتیں) جدید ٹیکنالوجی اور عسکری میدان میں واضح برتری کے باعث مسلمانوں پر چڑھ دوڑے تھے اور تمام اسلامی ممالک کو ایک ایک کر کے فتح کر لیا- بالآخر جنگ عظیم اول کے بعد مسلمانوں کی خلافت ٹوٹ گئی اور شاید ایک بھی اسلامی ملک آزاد نہ رہا- آبادی کے اعتبار سے دنیا میں دوسرے نمبر پر ہونے کے باوجود مسلمان اپنا مقام و مرتبہ کھو بیٹھے اور ان کی حیثیت پانی پر تیرتے تنکوں اور جھاگ سے زیادہ نہ رہی- حضور نبی کریم ﷺ نے آج سے ۱۴۰۰ سو برس قبل امت مسلمہ کی ایسی صورت حال سے دوچار ہونے کی خبر دی ہے-

عَنْ ثَوْبَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: یُوْشِکُ الْاُمَمُ اَنْ تَدَاعٰی عَلَیْکُمْ کَمَا تَدَاعی الْاَکَلَۃُ اِلٰی قَصْعَتِھَا فَقَالَ: قَائِلٌ، وَّمِنْ قِلَّۃٍ نَحْنُ یَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: بَلْ اَنْتُمْ یَوْمَئِذٍ کَثِیْرٌ وَّلٰکِنَّکُمْ غُثَآءٌ کَغُثَاءِ السَّیْلِ وَلَیَنْزِ عَنَّ اللّٰہُ مِنْ صُدُوْرِ عَدُوِّکُمُ الْمَھَابَۃَ مِنْکُمْ وَلَیَقْذِ فَنَّ اللّٰہُ فِیْ قُلُوْبِکُمُ الْوَھْنَ فَقَالَ قَائِلٌ: قَالَ حُبُّ الدُّنْیَا وَکَرَاھِیَۃُ الْمَوْتِ.

(سنن داؤد، کتاب الملاحم، باب تداعی الْاُمَمِ عَلَی الْاِسْلَامَ)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ترجمہ: ''نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قریب ہے تم پر دنیا کی اقوام چڑھ دوڑیں گی اور ایک دوسرے کو بلائیں گی، جس طرح کھانے والے ایک دوسرے کو دستر خوان پر بلاتے ہیں (کھانا تیار ہے، تمہارا انتظار ہے): ایک صحابیؓ نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ: کیا ہم اس وقت تعداد میں کم ہوں گے، آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں بلکہ تم کثرت میں ہوگے، لیکن تمہاری حیثیت پانی

Marfat.com

(سیلاب کے پانی) کے اُوپر تیرتے ہوئے کوڑے کباڑ (تنکوں اور جھاگ) کی مانند ہوگی اور اللہ تعالیٰ تمہارے دشمن کے دلوں سے تمہاری ہیبت اور رعب نکال دے گا اور اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں بزدلی ڈال دے گا، کسی نے کہا، یارسول اللہ ﷺ: وہن (بزدلی) کیا چیز ہے؟ فرمایا: دُنیا سے محبت اور موت سے نفرت۔"

یعنی جس طرح سیلاب کے پانی کے ساتھ کوڑا، تنکے اور جھاگ وغیرہ بہتے چلے آتے ہیں، ان تنکوں کی تعداد اگرچہ اربوں کھربوں میں ہوتی ہے لیکن ان کی کوئی طاقت نہیں ہوتی اور سیلاب کا پانی جہاں چاہے انہیں لے جا کر پھینک دیتا ہے۔ بالکل اسی طرح مسلمان بھی کثرتِ تعداد میں ہونے کے باوجود منتشر ہو جائیں گے، ان کی اپنی کوئی اجتماعی قوت نہ ہوگی اور دنیا کی دوسری قومیں ان پر ٹوٹ پڑیں گی۔

(iii) مسلمانوں کے دو گروہوں میں جنگ:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةَ حَتّٰی تُقْتَتِلَ فِئَتَانِ دَعْوَتُهُمَا وَاحِدَةٌ.

(بخاری، کتاب استتابة المرتدین: باب لاتقوم الساعة)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

ترجمہ: "آنحضرت ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی، یہاں تک کہ مسلمانوں کے دو بڑے گروہ آپس میں نہ لڑیں جن کا دعویٰ ایک ہی ہوگا، (یعنی دونوں اسلام کا دعویٰ کریں گے)۔"

قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کا خیال ہے کہ اس جنگ سے مراد جنگ صفین ہے جو حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کے مابین لڑی گئی۔ تاہم دورِ جدید میں ایران اور عراق کے مابین ہونے والی جنگ کو اس حدیث سے منطبق کیا جا رہا ہے۔ یہ جنگ دس سال جاری رہی، جس میں

Marfat.com

دونوں اطراف سے تقریباً ۱۲-لاکھ افراد لقمۂ اجل بنے-

(iv) عراق میں جنگیں اور بربادی:

اسلام کے دوراول سے ہی خطہ عراق نے بہت سے عروج وزوال دیکھے ہیں-عباسیوں کے دور میں بغداد مسلمانوں کا مرکز رہا- تاتاریوں نے اس خطے کو تباہ و برباد کیا اور کبھی اسے محلاتی سازشوں اور بغاوتوں نے خون میں نہلایا-انگریزوں نے بغداد کو پامال کیا-اب پھر عراق میں کشت وخون ہو رہا ہے-صحاح ستہ کی متعدد احادیث میں بھی قیامت کے قریب عراق میں رونما ہونے فتنوں اور جنگوں میں عراق کی بربادی کا ذکر موجود ہے-

۱- عراق میں فتنے:

عَنْ اَنَسُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَال لَهُ يَا اَنَسُ اِنَّ النَّاسَ يُمَصِّرُوْنَ اَمْصَارًا وَاِنَّ مِصْرًا مِّنْهَا يُقَالُ لَهَا الْبَصْرَةُ أَوِ الْبُصَيْرَةُ فَاِنْ اَنْتَ مَرَرْتَ بِهَا اَوْ دَخَلْتَهَا فَاِيَّاکَ وَسِبَاخَهَا وَكَلَّاءَ هَا وَسُوْقَهَا وَبَابَ اُمَرَائِهَا وَعَلَيْکَ بِضَوَا حِيْهَا فَاِنَّه' يَكُوْنُ بِهَا خَسْفٌ وَقَذْفٌ وَرَجْفٌ وَقَوْمٌ يَّبِيْتُوْنَ يُصْبِحُوْنَ قِرَدَةً وَّخَنَازِيْرَ.

(سنن ابوداؤد کتاب الملاحم، باب فی ذکر البصرة)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک فرماتے ہیں کہ:

ترجمہ: ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: اے انس! بے شک لوگ شہروں کو آباد کریں گے اور ان شہروں میں ایک شہر ایسا ہے، جسے بصرہ یا بصیرہ کہا جائے گا۔ پس اگر تو اس کے پاس سے گزرے یا اس میں داخل ہو تو اس کی رطوبت والی زمین سے بچ کر رہنا اور اس کی ''کلا'' (ایک جگہ کا نام ہے) سے اور اس کے بازاروں

Marfat.com

سے اور اس کے امراء کے دروازوں سے بچتے رہنا اور تمہارے اُوپر لازم ہے کہ اس کے جنگلات و مضافات کا رُخ کرنا، اس لئے کہ وہاں پر زمین میں دھنسنے، پتھر برسنے اور زلزلے واقع ہونے کے عذاب نازل ہوں گے اور ایک قوم رات گزارے گی اور جب صبح ہوگی تو وہ بندر اور خنزیر ہو جائے گی۔"

ب- اہل شام اور یمن والوں کے لئے دُعا اور بھلائی:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: اَللّٰهُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ شَامِنَا اَللّٰهُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ یَمَنِنَا قَالُوْا ! یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَفِیْ نَجْدِنَا؟ قَالَ اَللّٰهُمَّ بارک لَنَا فِیْ شَامِنَا اَللّٰهُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ یَمَنِنَا قالو! یَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَفِیْ نجدنا؟ فَاَظُنُّهُ قَالَ فِی الثَّالِثَةِ هُنَاکَ الزَّلَازِلُ وَالفِتَنُ وَبِهَا یَطْلُعُ قَرْنُ الشَّیْطَانِ.

(بخاری، کتاب الفتن باب قول النبی ﷺ الفتنة من قبل المشرق)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ترجمہ: "حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یا اللہ ہمارے شام کے ملک میں برکت دے یا اللہ ہمارے یمن کے ملک میں برکت دے، صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یہ بھی فرمائیے ہمارے نجد کے ملک میں برکت دے۔ آپ ﷺ نے پھر یہی دعا مانگی: یا اللہ ہمارے شام کے ملک میں برکت دے، یا اللہ ہمارے یمن کے ملک میں برکت دے، صحابہ کرامؓ نے دوبارہ عرض کیا- یہ بھی فرمائیے، ہمارے نجد کے ملک میں، میں سمجھتا ہوں (راوی کا کہنا ہے) تیسری بار جب

Marfat.com

صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ نجد کے لئے بھی دعا فرمایئے: تو آپ ﷺ نے فرمایا:
وہیں تو زلزلے آئیں گے اور فتنے ظاہر ہوں گے اور وہاں سے شیطان کی چوٹی نمودار ہوگی۔"

ریاض (سعودی عرب) کے اردگرد کے علاقہ کو نجد کہتے ہیں، جبکہ بعض عراق کے علاقے کو بھی اس میں شامل کرتے ہیں۔

ج- عرب ممالک (عراق، شام اور مصر) پر اقتصادی پابندیاں:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: مَنَعَتِ الْعِرَاقُ دِرْهَمَهَا وَ قَفِیْزَهَا وَمَنَعَتِ الشَّامُ مُدْیَهَا وَ دِیْنَارَهَا وَمَنَعَت اَرْدَبَهَا وَ دِیْنَارَهَا وَ عُدْتُّمْ مِنْ حَیْثُ بَدَأْتُمْ وَ عُدْتُّمْ مِنْ حَیْثُ بَدَأْتُمْ وَ عُدْتُّمْ مِنْ حَیْثُ بَدَأْتُمْ شَهِدَ عَلٰی ذٰلِکَ لَحْمُ اَبِیْ هُرَیْرَةَ و دَمُه'.

(صحیح مسلم ، کتاب الفتن و اشراط الساعة)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

"حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عراق کا ملک اپنے درم اور قفیز (غلہ کا پیمانہ) کو روکے گا اور شام کا ملک اپنے مدی (غلہ کا پیمانہ) اور دینار کو روکے گا اور مصر کا ملک اپنے اردب کو روکے گا اور ہو جاؤ گے تم پہلے جیسے، اور ہو جاؤ گے تم پہلے جیسے تھے اور ہو جاؤ گے تم پہلے جیسے تھے (یعنی اس حالت میں لوٹ جاؤ گے جس سے تم شروع ہوئے تھے)، پھر حضرت ابو ہریرہ نے کہا کہ اس حدیث پر میرا گوشت اور خون گواہی دیتا ہے (یعنی اس حدیث میں کچھ شک نہیں)۔"

(صحیح مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعۃ)

Marfat.com

ابونضرہؒ سے روایتؔ ہے کہ ہم حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے، انہوں نے کہا:

''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قریب ہے کہ عراق والوں کے پاس قفیز (غلہ) اور درہم نہ آئے۔ ہم نے عرض کیا کس سبب سے، تو انہوں نے فرمایا: عجم والے روک (اقتصادی پابندیاں) لیں گے۔ پھر فرمایا: قریب ہے کہ شام والوں کے پاس دینار اور مدی نہ آئے (مدی ایک پیمانہ ہے، اسی طرح قفیز بھی)۔ ہم نے عرض کیا یہ پابندی کس کی طرف سے ہوگی، انہوں نے فرمایا: روم والے روک لیں گے۔ پھر تھوڑی دیر چپ رہے، اس کے بعد کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں ایک خلیفہ ہوگا، جو لپیں بھر بھر کر مال (روپیہ اور غلہ) لوگوں کو دے گا اور اس کو شمار نہ کرے گا۔ جریر نے کہا میں نے ابو نضرہ اور ابوالعلا سے پوچھا، کیا تم سمجھتے ہو کہ یہ خلیفہ عمر بن عبدالعزیزؒ ہے، انہوں نے کہا نہیں (یہ امام مہدی ہیں جو امت کے اخیر زمانے میں پیدا ہوں گے جبکہ عمر بن عبدالعزیزؒ تو اوائل میں تھے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعۃ)

(۱) عراق، مصر اور شام پہلے جزیہ اور محصول دیتے تھے، اسلام میں آنے سے ختم ہو گیا۔ بعض کا خیال ہے:

(۲) آخری زمانہ میں مصر اور عراق طاقت ور ہوں گے اور پھر اسلام غریب ہو کر مدینہ منورہ لوٹ آئے گا۔

(۳) ۱۹۹۱ء کی عراق امریکہ جنگ میں عراق کو شکست ہو گئی، اور امریکہ نے اقوام متحدہ کے ذریعے عراق پر اقتصادی پابندیاں لگوا دیں۔ دنیا کا کوئی ملک بالخصوص عرب ممالک عراق سے لین دین نہ کر سکتے تھے۔ یہ اقتصادی پابندیاں اتنی سخت تھیں کہ لاکھوں عراقی بچے،

Marfat.com

بوڑھے اور عورتیں بھوک اور بروقت ادویات نہ ملنے کی وجہ سے ہلاک ہو گئے۔

د۔ دریائے فرات سے سونے کا پہاڑ (خزانہ) نمودار ہونا اور اس کے آس پاس جنگ:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: یُوْشِکُ الْفُرَاتُ اَنْ یَّحْسِرُ عَنْ کَنْزٍ مِنْ ذَهَبٍ فَمَنْ حَضَرَهٗ، فَلَا یَاْخُذْ مِنْهُ شَیْئًا.

(صحیح مسلم، کتاب الفتن و اشراط الساعة)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ترجمہ: ''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قریب ہے کہ فرات میں ایک خزانہ سونے کا نکلے گا جو کوئی وہاں موجود ہو تو اس میں سے کچھ نہ لے۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

ترجمہ: ''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی، یہاں تک کہ فرات میں ایک پہاڑ نکلے گا جو سونے کا ہوگا، لوگ اس کے لئے لڑیں گے، ہر سو میں سے ننانوے مارے جائیں گے اور ہر شخص (اپنے دل میں) یہ کہے گا شاید میں بچ جاؤں اور اس سونے کو حاصل کرلوں۔ (معاذ اللہ دنیا ایسی خراب چیز ہے لوگ اس کے پیچھے جان گنواتے ہیں، پھر بھی وہ حاصل نہیں ہوتی، عاقل وہی ہے جو اس سے بچے)۔''

(صحیح مسلم: کتاب الفتن واشراط الساعۃ)

سونے کے پہاڑ سے مراد سونا بھی ہے جو ابھی تک نہیں نکلا۔ دوسرا خزانہ معدنی تیل پٹرول (Black Gold) ہے اسے بھی سونے کے برابر ہی سمجھا جاتا ہے، ممکن ہے یہی تیل ہی مراد ہو، جس کے لئے عراق میں کشت وخون ہو رہا ہے۔ اگر خزانہ سے مراد تیل ہے تو قیامت کی یہ نشانی

پوری ہو چکی ہے۔

ر- کوفہ کی خرابی کے باعث جنگ عظیم ہوگی:

''حضرت کعب رضی اللہ عنہ پہلے روایت ہے کہ:

''جزیرہ العرب خرابی سے محفوظ و مامون رہے گا، جب تک آرمینیا خراب نہ ہو (آرمینیا میں زلزلے اور کڑک آئے گی) اور مصر خرابی سے محفوظ رہے گا، جب جزیرۃ العرب کے حالات خراب نہ ہوں گے اور کوفہ خرابی سے محفوظ رہے گا، جب تک مصر کے حالات خراب نہ ہوں اور جنگ عظیم اس وقت تک نہ ہوگی جب تک کوفہ خراب نہ ہو جائے اور دجال اس وقت تک نہیں آئے گا، جب تک کفر کا شہر (قسطنطنیہ/ ویٹی کن سٹی) فتح نہ ہو جائے۔''

(مستدرک حاکم ج۴: ص:۵۰۹)

ہ- عراق پر اہل مغرب کا قبضہ:

عَنْ عبداللّٰہِ بنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ قَالَ: یُوْشِکُ بَنُوْ قَنْطُوْرَاءَ أَنْ یُخْرِجُوْکم مِنْ أَرْضِ الْعِرَاقِ، قُلْتُ: ثُمَّ نَعُوْدُ قَالَ أَنْتَ تَشْتَهِیْ ذَاک؟ قُلْتُ أَجَلْ قَالَ نَعَمَ وَیَکُوْنُ لَھُمْ سُلْوَۃٌ مِنْ عَیْشٍ:

(الفتن نعیم بن حماد، الجزء العاشر، باب الترک: رقم حدیث ۱۴۲۴)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ترجمہ: ''وہ وقت قریب ہے جب قنطورا کے بیٹے (اہل مغرب اور امریکہ) عراق سے تمہیں نکال دیں گے (راوی کہتے ہیں) میں نے سوال کیا؟ کیا عراق سے نکلنے (مسلمانوں) کے بعد پھر دوبارہ عراق واپس آسکیں گے؟ آپ ﷺ

Marfat.com

نے فرمایا: آپ ایسا چاہتے ہیں؟ میں نے جواب دیا، ضرور میں ایسا ہی چاہتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا: ہاں وہ واپس لوٹ کر عراق آئیں گے اور عراق میں ان کے لئے خوشحالی اور آسودگی ہوگی۔"

عَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: قَالَ یَنْزِلُ اُنَاسٌ مِنْ اُمَّتِیْ بِغَائِطٍ یُسَمُّوْنَہُ الْبَصْرَۃَ عِنْدَ نَہْرٍ یُقَالُ لَہ، دَجْلَۃٌ یَکُوْنُ عَلَیْہِ جِسْرٌ یَکْثُرُ اَھْلُھَا وَیَکُوْنُ مِنْ اَمْصَارِ الْمُسْلِمِیْنَ وَاِذَا کَانَ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ جَآءَ بَنُوْ قَنْطُوْرَاءَ عِرَاضُ الْوُجُوْہِ صِغَارُ الْاَعْیُنِ حَتّٰی یَنْزِلُوْا عَلٰی شَطِّ النَّھْرِ فَیَتَفَرَّقُ اَھْلُھَا ثَلٰثَ فِرَقٍ فِرْقَۃٌ یَأْخُذُوْنَ اَذْنَابَ الْبَقَرِ وَالْبَرِّیَّۃِ وَھَلَکُوْا وَفِرْقَۃٌ یَاْخُذُوْنَ لِاَنْفُسِھِمْ وَھَلَکُوْ وَفِرْقَۃٌ یَجْعَلُوْنَ ذَرَارِیَّھُمْ خَلْفَ ظُھُوْرِ ھِمْ وَیُقَاتِلُوْنَھُمْ وَھُمُ الشُّھَدَاءُ.

(سنن ابو داؤد، کتاب الماحم: باب فی ذکر البصرۃ)

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ترجمہ: "حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری امت ایک پست زمین میں اترے گی، اس شہر کا نام وہ بصرہ رکھیں گے، وہ ایک دریا کے پاس ہے جس کا نام دجلہ ہے اس پر پل ہوگا، اس کے رہنے والے بہت زیادہ (آبادی میں) ہوجائیں گے اور وہ شہر مسلمانوں کے شہروں میں سے ہوگا۔ زمانہ آخر میں قنطورا کے بیٹے (اہل مغرب) آئیں گے جن کے چہرے چوڑے اور ان کی آنکھیں چھوٹی چھوٹی ہوں گی۔ یہاں تک شط النہر (شط العرب) کنارے اتریں گے، اس شہر کے

Marfat.com

لوگ تین گروہوں میں تقسیم ہوجائیں گے، ایک فرقہ بیلوں کی دموں کی پناہ پکڑے گا اور جنگل میں چلے جائیں گے (یعنی بھاگ جائیں گے) وہ ہلاک ہوجائیں گے۔ایک فرقہ کے لوگ امان طلب کریں گے، پس وہ ہلاک ہوجائیں گے-ایک فرقہ اپنی عورتوں اور بچوں کو پس پشت ڈال دے گا اور ان سے جنگ کرے گا اور ان سے اس جنگ میں وہ شہید ہوں گے-"

قارئین کرام! عراق میں گزشتہ تین دھائیوں سے جو کچھ ہورہا ہے، وہ آپ سب کے سامنے ہے- پہلے ایران اور عراق کے مابین دس سال جنگ جاری رہی، جس میں عراق کے لاکھوں مرد وزن اور بچے ہلاک ہوئے-اس جنگ کے خاتمے کے بعد عراق نے کویت پر حملہ کردیا ،اس طرح امریکہ اور اتحادی ممالک کو نہ صرف عرب ممالک میں داخلے کا بہانہ مل گیا بلکہ عراق کو بری طرح سے شکست کا سامنا کرنا پڑا- اقوام متحدہ کے ذریعے اتحادی ممالک نے عراق پر اقتصادی پابندیاں عائد کروادیں-

مارچ ۲۰۰۳ء میں امریکہ اور نیٹو افواج نے دوبارہ عراق پر حملہ کردیا، جس میں عراق کو عبرتناک شکست ہوئی اور پورے عراق پر اتحادیوں کو قبضہ ہوگیا-عراق کے صدر صدام کو گرفتار کر لیا گیا، بعد اسے من پسند کی عدالت سے پھانسی دلوادی گئی-عراقی عوام اتحادی افواج کو اپنے ملک سے نکال باہر کرنے کے لئے آزادی کی جنگ لڑ رہے-

اس وقت صورت حال یہ ہے کہ امریکہ اور مغربی ممالک کے بحری بیڑے بحیرہ عرب میں کھڑے ہیں اور تمام عرب ممالک کی بحری ناکہ بندی کی جاچکی ہے۔تمام بحری گزر گاہوں پر ان کا قبضہ ہے اور دوسرے ممالک سے آنے جانے والے سامان کی سخت چیکنگ کی جاتی ہے۔جبکہ سعودی عرب، کویت، بحرین امارت اور دیگر عرب ممالک میں بھی امریکہ خشکی پر اپنے جنگی اڈے قائم کرچکا ہے-

Marfat.com

ایک اندازے کے مطابق ایران، عراق جنگ سے لے کر ۲۰۰۷ء تک تقریباً ۲۵ لاکھ عراقی ہلاک ہو چکے ہیں۔

اب تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ امام مہدی کے ظہور سے قبل ہے شاید تمام عرب ممالک کو عراق کی طرح ادھیڑ دیا جائے گا۔ واللہ اعلم بالصواب

(۷) غزوۂ ہند:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ وَعَدِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ غَزْوَةَ الْهِنْدِ فَاِنْ اَدْرَكْتُهَا اُنْفِقُ فِیْهَا نَفْسِیْ وَمَالِیْ فَاِنْ اُقْتَلْ كُنْتُ مِنْ اَفْضَلِ الشُّهَدَاءِ وَاِنْ اَرْجِعْ فَاَنَا اَبُوْ هُرَیْرَةَ الْمُحَرَّرُ.

(سنن نسائی، کتاب الجهاد: باب غزوة الهند)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ترجمہ: ''حضور نبی کریم ﷺ نے ہم سے ہندوستان میں جہاد کرنے پر جہنم سے آزادی کا وعدہ فرمایا ہے اور اگر میں نے وہ جہاد پایا تو میں اس میں اپنی جان اور مال لگا دوں گا، اگر مارا جاؤں تو سب سے افضل شہیدوں میں شمار ہوں گا اور جو زندہ رہوں گا تو جہنم سے آزاد کردہ ابو ہریرہ ہوں گا۔''

عَنْ ثَوْبَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: عِصَابَتَانِ مِنْ اُمَّتِیْ اَحْرَزَهُمَا اللّٰهُ مِنَ النَّارِ عِصَابَةٌ تَغْزُوْ الْهِنْدَ وَعِصَابَةٌ تَكُوْنُ مَعَ عِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ عَلَیْهِمَا السلامُ.

(سنن نسائی، کتاب الجهاد، باب غزوه الهند)

Marfat.com

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ (جو حضور نبی کریم ﷺ کے غلام تھے) سے روایت ہے کہ:

ترجمہ: ''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری امت کے دو گروہ ایسے ہوں گے، جنہیں اللہ تعالیٰ دوزخ سے بچائے گا۔ ان میں سے ایک وہ جو ہندوستان میں جہاد کرے گا اور دوسرا وہ گروہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہو کر (دجال سے جنگ کرے گا)۔''

(vi) بیت المقدس کا آباد ہونا اور مدینہ کی ویرانی:

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: عُمْرَانَ بَیْتِ الْمَقْدِسِ خَرَابُ یَثْرِبَ وَخَرَابُ یَثْرِبَ خُرُوْجُ الْمَلْحَمَةِ وَخُرُوْجُ الْمَلْحَمَةِ فَتْحُ الْقُسْطُنْطُنِیَةِ وَفَتْحُ قُسْطُنْطُنِیَةِ خُرُوْجُ الدَّجَّالِ.

(سنن ابو داؤد، کتاب الملاحم، باب فی اَمَاراتِ الملاحم)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ترجمہ: ''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بیت المقدس کا آباد ہونا مدینہ کے ویران ہونے کا سبب ہے اور مدینہ کا ویران ہونا جنگ عظیم کا سبب ہے اور جنگ عظیم قسطنطنیہ کی فتح کا سبب ہے اور قسطنطنیہ کی فتح دجال کے خروج کا سبب ہے۔''

وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: یُوْشِکُ الْمُسْلِمُوْنَ اَنْ یُحَاصَرُوْا اِلَی الْمَدِیْنَةِ حَتّٰی یَکُوْنَ اَبْعَدَ مَسَالِحِهِمْ سَلَاحُ وسَلَاحٌ قَرِیْبٌ مِنْ خَیْبَرَ.

(سنن ابو داؤد، کتاب الملاحم، باب فی المعقل من الملاحم)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ترجمہ: ''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قریب ہے کہ مسلمان مدینہ میں محاصرہ کئے جائیں، یہاں تک کہ ان کی زیادہ سے زیادہ سرحد (حدود) سلاح تک ہوگی اور سلاح خیبر کے قریب (ایک مقام کا نام) ہے۔''

قیامت کے قریب اسرائیل کی ریاست کے قیام اور بیت المقدس پر یہودیوں کے قبضہ کے بارے یہودیوں کا مذہبی نقطہ نظر بھی ملاحظہ فرمائیں:

عہد نامہ قدیم سے:

(i) ''اے قومو! خداوند کا کلام سنو اور دور کے جزیروں میں منادی کردو اور کہو کہ جس نے اسرائیل کو تتر بتر کیا ہے وہی اسے جمع کرے اور اس کی ایسی نگہبانی کرے جیسی گڈریا اپنے گلہ کی نگہبانی کرتا ہے۔''

(یرمیاہ، باب ۳۱:۱۰)

(ii) ''اور خداوند یوں فرماتا ہے کہ: میں بنی اسرائیل کو قوموں کے درمیان سے جہاں جہاں وہ گئے نکال لاؤں گا اور ہر طرف سے ان کو فراہم کروں گا اور ان کے ملک میں لاؤں گا اور میں ان کو اس ملک میں اسرائیل کے پہاڑوں پر ایک ہی قوم بناؤں گا اور ان سب پر ایک ہی بادشاہ ہوگا اور وہ آگے دو قومیں نہ ہوں گے اور نہ دو مملکتوں میں تقسیم کئے جائیں گے۔''

(حزقی ایل، باب ۳۷:۲۱۔۲۲)

(iii) ''صِیُّون کی خاطر میں چپ نہ رہوں گا، یروشلم کی خاطر میں دم نہ لوں گا، جب تک کہ اس کی صداقت نور کی مانند نہ چمکے اور اس کی نجات روشن چراغ کی طرح جلوہ گر نہ ہو۔ تب قوموں پر تیری صداقت اور سب بادشاہوں پر تیری شوکت ظاہر ہوگی۔''

اے یروشلم میں نے تیری دیواروں پر نگہبان مقرر کئے ہیں، وہ دن رات کبھی خاموش نہ ہوں گے، اے خداوند کا ذکر کرنے والو خاموش نہ رہو اور جب تک وہ یروشلم کو قائم کر کے روئے زمین پر محمود نہ بنائے اسے آرام نہ لینے دو۔"

(یسعیاہ، باب ۶۲: ۱۔۲، ۶۔۷)

(iv) "خداوند یوں فرماتا ہے کہ جس دن میں تم کو تمہاری تمام بدکرداری سے پاک کردوں گا، اسی دن تمہارے شہروں کو بساؤں گا اور تمہارے کھنڈر تعمیر ہوں گے اور وہ ویران زمین جو راہ گزروں کی نظر میں ویران پڑی تھی جوتی جائے گی۔"

(حزقی ایل، باب ۳۶: ۳۳۔۳۴)

عیسائیوں نے مسلمانوں کی بے ثباتی اور ذلت آمیز سیاسی غلامی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے یہودیوں کو امریکہ اور دنیا کے تمام دیگر ممالک سے لا کر ان کے آبائی وطن فلسطین میں آباد کرنا شروع کر دیا۔ چنانچہ انہی سازشوں کے نتیجہ میں ۱۹۴۸ء میں یہودی ریاست کا قیام عمل میں آ گیا۔ امریکہ اور برطانیہ نے اسرائیل کی ریاست کو ہر لحاظ سے مضبوط کرنے کے لئے بھرپور امداد دی۔ ۱۹۶۷ء کی عرب اسرائیل جنگ میں اسرائیل نے نہ صرف بیت المقدس پر قبضہ کر لیا، بلکہ بعد میں اقوام متحدہ سے اس پر قبضہ کی تائید بھی حاصل کر لی گئی۔

اگلے مرحلے میں یہود و نصاریٰ مدینہ منورہ پر قبضہ کر کے اسے ویٹی کن سٹی بنانا چاہتے ہیں۔ احادیث میں یہ بھی بیان ہوا ہے کہ مدینہ منورہ کا محاصرہ ہوگا اور مسلمانوں کی زیادہ سے زیادہ سرحد "سلاح" تک ہوگی۔ سلاح خیبر کے نزدیک ایک جگہ کا نام ہے۔ اس سے ساری صورت حال واضح ہو جاتی ہے۔ چونکہ مدینہ منورہ مسلمانوں کا انتہائی مقدس شہر ہے، لہٰذا مدینہ منورہ کی ویرانی ہی جنگ عظیم کا سبب ہوگی۔ یہود و نصاریٰ مدینہ منورہ کی اس اہمیت کو سمجھتے ہیں، لہٰذا اسی منصوبہ کے تحت عسکری لحاظ سے طاقتور اسلامی ممالک کو ایک ایک کر کے ختم کیا جا رہا ہے۔

یہود و نصاریٰ اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے مدینہ منورہ پر کارروائی سے پہلے شاید

Marfat.com

پاکستان کو بھارت سے ٹکرا دے، کیونکہ عسکری لحاظ پاکستان اسلامی دنیا کا سب سے طاقتور ملک ہے تا کہ یہ ملک مدینہ منورہ پر حملہ کے دوران رکاوٹ نہ بن سکے۔

چونکہ پاکستان اور بھارت دونوں ایٹمی قوت رکھنے والے ممالک ہیں، لہٰذا یہ انتہائی خوفناک جنگ ہوسکتی ہے، جس میں کروڑوں انسانوں کی ہلاکت کا خدشہ ہے۔ نعمت اللہ شاہ ولیؒ نے بھی اپنی پیش گوئی میں جنگ عظیم اور امام مہدی کے ظہور سے قبل غزوہ ہند کے برپا ہونے کی نشاندہی کی ہے۔ یہی جنگ ''غزوہ ہند'' کہلائے گی۔

(vii) جنگ عظیم کے اسباب:

امام مہدی کے ظہور سے قبل ہی جنگ عظیم کے اسباب شروع ہو جائیں گے، جیسا کہ درج ذیل حدیث میں مسلمانوں اور اہل روم (عیسائیوں) کا مل کر کسی تیسرے فریق سے جنگ کرنے کا ذکر کیا گیا ہے۔

۱۔ عَنْ ذِیْ مِخْبَرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ سَتُصَالِحُوْنَ الرُّوْمَ صُلْحًا اٰمِنًا فَتَغْزُوْنَ اَنْتُمْ وَھُمْ عَدُوًّا مِنْ وَرَائِکُمْ فَتُنْصَرُوْنَ وَتَغْنَمُوْنَ وَ تَسْلَمُوْنِ ثُمَّ تَرْجِعُوْنَ حَتّٰی تَنْزِلُوْا بِمَرْجٍ ذِیْ تُلُوْلٍ فَیَرْ فَعُ رَجُلٌ مِنْ اَھْلِ النَّصْرَانِیَةِ الصَّلِیْبَ فَیَقُوْلُ غَلَبَ الصَّلِیْبُ فَیَغْضَبُ رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ فَیَدُقُّہُ فَعِنْدَ ذٰلِکَ تَغْدِرُ الرُّوْمُ وَ تَجْمَعُ لِلْمَلْحَمَةِ۔

(سنن ابوداؤد، کتاب الملاحم ،باب مایذکرُ مِنْ مَّلاَحِمِ الرّوم)

حضرت ذی مخبر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ترجمہ: ''میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے سنا: آپ ﷺ فرماتے تھے:

Marfat.com

قریب ہے کہ تم رومیوں سے صلح کرو گے، صلح با امن پھر تم اور وہ مل کر ایک تیسرے دشمن کے ساتھ جنگ کرو گے۔ تم فتح یاب ہو گے اور غنیمت حاصل کرو گے اور سلامت رہو گے، حتیٰ کہ ایک سرسبز اور ٹیلوں والی زمین پر اترو گے تو ایک عیسائی صلیب اُٹھائے اور کہے گا کہ صلیب غالب آ گئی۔ مسلمانوں کا ایک آدمی غضبناک ہو کر وہ صلیب توڑ ڈالے گا، اس وقت رومی عہد توڑ ڈالیں گے اور جنگ کے لئے اکٹھے ہو جائیں گے۔"

اس حدیث کو ابن ماجہ، مسند احمد، مستدرک حاکم میں بھی بیان کیا گیا ہے۔

سنن ابوداؤد میں اس سے اگلی حدیث میں صرف یہ اضافہ ہے:

ب- "پھر مسلمان اپنے ہتھیاروں کی طرف دوڑیں گے اور لڑائی کریں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں شہادت عطا فرما کر بزرگی اور عزت دے گا۔"

(سنن ابوداؤد، کتاب الملاحم، باب مایذکر من ملاحم الروم)

موجودہ حالات اس امر کی نشاندہی کرتے ہیں کہ شاید روس اور چین کے ساتھ عیسائیوں اور مسلمانوں کی جنگ ہو، کیونکہ روس سپر پاور ہونے کے باوجود افغانستان میں ذلت آمیز شکست کے بعد ٹوٹ گیا اور سپر پاور کا تاج بلاشرکت غیرے امریکہ کے سر پر سج چکا ہے۔ عرب ممالک کے تیل پر بھی امریکی اجارہ داری قائم ہو چکی ہے۔ امریکہ اور نیٹو ممالک کے بحری بیڑے بحیرہ عرب میں موجود ہیں اور عرب ممالک میں بھی اتحادی افواج اپنے اڈے قائم کر چکی ہیں۔

امریکہ، نیٹو ممالک اور اسرائیل کی سازشوں سے روس بخوبی آگاہ ہے اور اپنی ذلت آمیز شکست کا بدلہ چکانے کے لئے کسی موقع کی تلاش میں ہے- دوسرا اہم پہلو یہ ہے کہ ایران کے ساتھ اس کے مفادات وابستہ ہیں اور کافی سرمایہ کاری کی ہوئی ہے۔ لہذا امکان ہے کہ روس اور چین کا امریکہ اور نیٹو افواج کے ساتھ شدید ٹکراؤ ہو جائے، جس میں عرب ممالک نیٹو افواج کے ہمنوا ہوں۔

یہ جنگ امام مہدی کے ظہور سے قبل کسی تیسرے فریق سے شروع ہو گی۔ جس میں

Marfat.com

مسلمانوں اور عیسائیوں کو فتح حاصل ہوگی، مال غنیمت ملے گا اور امن ہو جائے گا- پھر اچانک ایک عیسائی صلیب بلند کر کے کہے گا کہ یہ فتح صلیب کی وجہ سے حاصل ہوئی، ایک مسلمان طیش میں آ کر اس عیسائی کو قتل کر دے گا اور صلیب توڑ ڈالے گا- اس کے بعد رومی معاہدہ توڑ ڈالیں گے، پھر مسلمانوں اور عیسائیوں میں جنگ ہوگی، جس میں عیسائی لشکر کی تعداد اور اعماق کا ذکر ہے۔

دونوں جنگوں کے درمیان وقفہ آئے گا اور اسی وقفہ میں امام مہدی کا ظہور ہوگا اور دوسری جنگیں پھر امام مہدی کی سرکردگی میں لڑی جائیں گی۔

بعض حضرات نے عیسائیوں کے ساتھ مل کر کسی تیسری طاقت سے لڑی جانے والی جنگ کو امام مہدی کے دور کی جنگ قرار دیا ہے، ایسا ہونا ممکن نہیں کیونکہ خلیفۃ اللہ کو کسی دوسرے مذہب کے پیروکاروں سے مدد لینے یا ان سے مل کر کسی تیسری طاقت سے جنگ کرنے کی ضروت نہ ہوگی، بلکہ انہیں محض اللہ تعالیٰ کی نصرت اور تائید ہی کافی ہوگی۔

۲-امام مہدی کی قیادت میں جنگیں

امام مہدی کے ظہور کے ساتھ ہی جنگوں کا سلسلہ شروع ہو جائے گا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور دجال کے خلاف آخری جنگ تک جاری رہے گا- امام مہدی کے ظہور کے سلسلے میں ایک طویل حدیث کا ترجمہ پیش ہے:

۱- حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: ایک خلیفہ کی موت کے وقت لوگوں میں (اگلا خلیفہ منتخب کرنے میں) اختلاف ہو جائے گا۔ اس دوران ایک آدمی بھاگ کر مدینہ سے مکہ مکرمہ آئے گا۔ لوگ اسے خلافت کے لیے نکالیں گے لیکن وہ اسے ناپسند کرتے ہوں گے۔ پھر لوگ ان کے ہاتھ پر حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان بیعت کریں گے پھر وہ ایک لشکر شام سے بھیجیں گے تو وہ لشکر ''بیدا''

Marfat.com

کے مقام پر زمین میں دھنس جائے گا جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک جگہ ہے۔
جب لوگ اس لشکر کو زمین میں دھنسنے کا سنیں گے تو اہل شام کے ابدال اور اہل عراق کی جماعتیں ان کے پاس آئیں گی ان سے بیعت کریں گے۔

پھر قریش میں سے ایک آدمی اٹھے گا جس کے ننھیال بنی کلب ہوں گے، وہ ان کی طرف ایک لشکر (جنگ کے لئے) بھیجے گا تو وہ اس لشکر پر غلبہ پالیں گے اور بنو کلب کا وہ لشکر (مفتوح) ہوگا اور ناکامی ہو اس شخص کے لیے جو بنو کلب کے مال غنیمت کی تقسیم کے موقع پر حاضر نہ ہو۔ امام مہدی مال غنیمت تقسیم کریں گے اور لوگوں میں حضور نبی کریم ﷺ کی سنت کو جاری کریں گے اور اسلام اپنی گردن زمین پر ڈال دے گا پھر اس کے بعد وہ سات سال تک زندہ رہیں گے پھر ان کا انتقال ہوگا اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھائیں گے۔"

(سنن ابوداؤد، کتاب المھدی: رقم حدیث ۸۸۳)

ب- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ کر فرمایا:

"میرا یہ بیٹا سردار ہوگا جیسا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اس کا نام رکھا تھا اور عنقریب اس کی نسل سے ایک ایسا شخص پیدا ہوگا جس کا نام تمھارے نبی ﷺ کے نام کے مطابق ہوگا۔ وہ اخلاق و کردار میں تمھارے نبی ﷺ کے مشابہ ہوگا لیکن صورت و خلقت میں مشابہ نہیں ہوگا۔ پھر طویل ذکر کر کے فرمایا وہ زمین کو عدل سے بھر دے گا۔ مزید فرمایا: کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ:

ماوراء النہر سے ایک آدمی نکلے گا جسے حارث بن حراث کہا جاتا ہوگا اس کے سامنے (ہراول دستے میں) ایک اور آدمی ہوگا جسے منصور کہا جاتا ہوگا وہ

Marfat.com

محمد ﷺ کی آل کو تسلط دے گا یا متمکن کرے گا (زمین میں) جیسا کہ قریش نے حضور نبی کریم ﷺ کو جگہ دی تھی۔ اس کی مدد کرنا ہر مسلمان پر واجب ہوگا یا فرمایا اس کی دعوت کو قبول کرنا واجب ہوگا۔"

(سنن ابوداؤد کتاب المھدی: رقم حدیث ۸۸۶)

ج- عَنْ ثَوْبَانَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ :
يَقْتَتِلُ عِنْدَ كَنْزِكُمْ ثَلَاثَةٌ، كُلُّهُمْ ابْنُ خَلِيْفَةٍ ثُمَّ لَا يَصِيْرُ اِلٰى وَاحِدٍ مِنْهُمْ ثُمَّ تَطْلُعُ الرَّايَاتُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ فَيَقْتُلُوْنَكُمْ قَتْلًا لَمْ يُقْتَلْهُ قَوْمٌ .....فَاِذَا رَأَيْتُمُوْهُ فَبَايِعُوْهُ وَلَوْ حَبْوًا عَلَى الثَّلْجِ فَاِنَّهُ خَلِيْفَةُ اللهِ الْمَهْدِيُّ-

(ابن ماجه ، كتاب الفتن ، باب خروج المهدى)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ترجمہ: "حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمھارے خزانے پر تین آدمی (آپس میں) جنگ کریں گے، تینوں خلیفہ کے بیٹے ہوں گے- مگر وہ خزانہ کسی ایک کو بھی نہ ملے گا- پھر مشرق کی طرف سے سیاہ جھنڈے آئیں گے اور وہ تمہیں ایسا قتل کریں گے کہ کسی نے ایسا قتل نہ کیا ہوگا ..... جب تم دیکھو تو اس کی بیعت کر لینا، خواہ تمہیں برف پر گھسٹ کر ہی جانا پڑے، کیونکہ وہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہوگا-"

جب امام مہدی کی گرفتاری کے لئے آنے والا لشکر مقام "بیدا" پر زمین میں دھنس جائے تو دنیا کے تمام مسلمانوں کو امام مہدی کے ظہور اور قیامت کے قریب آ جانے کا یقین ہو جائے گا- لہذا مختلف ممالک سے مسلمان امام مہدی کی بیعت کے لئے آ جائیں گے- اس طرح آپ کے جھنڈے تلے مسلمانوں کی کثیر تعداد جمع ہو جائے، خلافت قائم ہونے پر مسلمان آپ کی قیادت

Marfat.com

میں جہاد کا آغاز کریں گے اور اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو فتح دے گا۔

ج— عَنْ نَافِعِ بْنِ عُتْبَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: تَغْزُوْنَ جَزِيْرَةَ الْعَرَبِ فَيَفْتَحُهَا اللّٰهُ ثُمَّ فَارِسَ فَيَفْتَحُهَا اللّٰهُ ثُمَّ تَغْزُوْنَ الرُّوْمَ فَيَفْتَحُهَا اللّٰهُ ثُمَّ تَغْزُوْنَ الدَّجَّالَ فَيَفْتَحُهُ اللّٰهُ.

(صحيح مسلم، كتاب الفتن و اشراط الساعة)

حضرت نافع بن عتبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

ترجمہ: ''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم جزیرۃ العرب کے لوگوں سے جنگ کرو گے، اللہ تعالیٰ اس کو تمہارے لئے فتح کر دے گا، پھر فارس (ایران) سے جنگ کرو گے، اللہ تعالیٰ تمہیں اس پر بھی فتح دے گا۔ پھر روم والوں سے تم جہاد کرو گے، اللہ تعالیٰ پھر فتح دے گا۔ اس کے بعد تم دجال سے جنگ کرو گے اور اللہ تعالیٰ اس پر بھی تمہیں فتح دے گا۔''

اس حدیث میں مسلسل چار فتوحات کا ذکر کیا گیا ہے۔ خلفائے راشدین کے دور میں جزیرۃ العرب، ایران اور روم پر مسلمانوں کو فتح حاصل ہوگئی تھی۔ اس لحاظ سے یہ تینوں جنگیں وقوع پذیر ہو چکی ہیں، تاہم اب پھر ایسے حالات پیدا ہو چکے ہیں کہ جزیرۃ العرب، کویت، اُردن، بحرین اور خلیج فارس میں عیسائیوں کے فوجی اڈے موجود ہیں، جبکہ امریکہ اور نیٹو ممالک کے بیڑے بھی عربوں کا محاصرہ کئے ہوئے ہیں، ایسا محسوس ہوتا ہے کہ امام مہدی کے ظہور کے بعد مسلمانوں کو ان ممالک میں دوبارہ جنگیں لڑنا پڑیں گی۔ گویا خلفائے راشدین کے دور کی فتوحات دوبارہ دہرائی جائیں گی۔

لیکن اس سلسلے میں مزید احادیث پیش کرنے سے پہلے قیامت کے قریب ہونے والی

Marfat.com

جنگوں کے بارے میں یہود و نصاریٰ کی مذہبی کتب سے متوں پیش کئے جا رہے ہیں، تا کہ موجودہ حالات میں ان کا نقطہ نظر بھی سامنے آ سکے۔

عہد نامہ قدیم (یہودیوں کے صحائف) میں قرب قیامت کی جنگوں کا ذکر:

(i) ''پس تو معلوم کر اور سمجھ لے کہ یروشلم کی بحالی اور تعمیر کا حکم (یعنی ہیکل سلیمانی) صادر ہونے سے ممسوح فرمانروا تک سات ہفتے اور باسٹھ (۶۲) ہفتے ہوں گے۔ تب پھر بازار تعمیر کئے جائیں گے اور فصیل بنائی جائے گی، مگر مصیبت کے ایام میں اور باسٹھ ہفتوں کے بعد وہ ممسوح قتل کیا جائے گا اور اس کا کچھ نہ رہے گا اور ایک بادشاہ آئے گا جس کے لوگ شہر مقدس کو برباد کر دیں گے اور اس کا انجام گویا طوفان کے ساتھ ہوگا اور آخر تک لڑائی رہے گی اور بربادی مقرر ہو چکی ہے۔''

(دانی ایل، باب 4:25-26)

(ii) ''کمزور ہاتھوں کو زور اور ناتواں گھٹنوں کو توانائی دو، ان کو جو کج دلے (کمزور دل) ہیں، کہو ہمت باندھو، ڈرو نہیں، دیکھو تمہارا خدا جزا و سزا لئے آتا ہے۔ ہاں خدا ہی آئے گا اور تم کو بچائے گا۔ اس وقت اندھوں کی آنکھیں وا (ٹھیک) کی جائیں گی اور لہروں کے کان کھول دیئے جائیں گے۔ تب لنگڑے ہرن کی مانند چوکڑیاں بھریں گے اور گونگے کی زبان بولے گی، کیونکہ بیابان میں پانی اور دشت میں ندیاں پھوٹ پڑیں گی۔''

(یسعیاہ، باب 35:3-6)

(iii) ''دیکھ خداوند کا دن آتا ہے، جب تیرا مال لوٹ کر تیرے اندر بانٹا جائے گا، کیونکہ میں سب قدموں کو فراہم کروں گا کہ یروشلم سے جنگ کریں..... تب

Marfat.com

خداوند خروج کرے گا اور ان قوموں سے لڑے گا، جیسے جنگ کے دن لڑا کرتا تھا۔ اس روز کوہ زیتون پر جو یروشلم کے مشرق میں واقع ہے، کھڑا ہوگا اور کوہ زیتون درمیان سے پھٹ جائے گا اور اس کے مشرق مغرب تک ایک بڑی وادی ہو جائے گی۔''

(زکریا، باب 14:1-4)

(iv) ''اس روز یروشلم میں بڑا ماتم ہوگا۔ ہدد رموں کے ماتم کی مانند جو ''مجدون'' کی وادی میں ہوگا۔ تمام ملک ماتم کرے گا، ہر گھرانہ الگ، داؤد کا گھرانہ الگ۔''

(زکریا، باب 12:11-12)

(v) ''قوموں کے درمیان اس بات کی منادی کرادو۔ لڑائی کی تیاری کرو، بہادروں کو برانگیختہ کرو، جنگی جوان حاضر کرو وہ چڑھائی کریں۔ اپنے ہل کی پھالوں کو پیٹ کر تلواریں بناؤ اور ہنسوؤں کو پیٹ کر پھالے بناؤ۔ کمزور کہے میں زور آور ہوں۔ اے اردگرد کی قوموں جلد آ کر جمع ہو جائے۔ اے خداوند اپنے بہادروں کو بھیج دے۔''

(یوایل، باب 3:9-11)

عہد نامہ جدید (عیسائیوں کی مقدس کتاب) سے:

(i) 'اور تم لڑائیاں اور لڑائیوں کی افواہ سنو گے۔ خبردار گھبرا نہ جانا، کیونکہ ان باتوں کا واقع ہونا ضرور ہے، لیکن اس وقت خاتمہ نہ ہوگا، کیونکہ قوم پر قوم اور سلطنت پر سلطنت چڑھائی کرے گی اور جگہ جگہ کال پڑیں گے اور بھونچال (زلزلے) آئیں گے، لیکن یہ سب باتیں مصیبتوں کا شروع ہوں گی''۔

(متی کی انجیل، باب 24:4-9)

Marfat.com

(ii) ”یہ شیاطین کی نشان دکھانے والی روحیں ہیں جو قادر مطلق خدا کے روز عظیم لڑائی (جنگ عظیم) کے واسطے جمع کرنے کے لئے ساری دُنیا کے بادشاہوں سے نکل کر جاتی ہے (دیکھو میں چور کی طرح آتا ہوں، مبارک ہے وہ جو جوگتا ہے اور اپنی پوشاک کی حفاظت کرتا ہے تا کہ ننگا نہ پھرے اور لوگ اس کی برہنگی نہ دیکھیں) اور انہوں نے ان کو اس جگہ جمع کیا جس کا نام عبرانی میں ”ہرمجدون“ ہے۔“

(یوحنا کا مکاشفہ، باب ۱۶:۱۵-۱۴)

(ii)- صلح کا معاہدہ ٹوٹنے کے بعد عیسائیوں سے جنگ:

عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْاَشْجَعِيِّ رضی اللّٰه عَنْه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ثُمَّ تَكُوْنُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ بَنِى الْاَصْفَرِ هُدْنَةٌ فَيَغْدِرُوْنَ بِكُمْ فَيَسِيْرُوْنَ اِلَيْكُمْ فِىْ ثَمَانِيْنَ غَايَةٍ تَحْتَ كُلِّ غَايَةٍ اِثْنَا عَشَرَ اَلْفًا.

(ابن ماجه، كتاب الفتن، باب اشراط الساعة)

حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ترجمہ: ”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اہل روم اور تمہارے درمیان صلح ہوگی، پھر اہل روم غداری کریں گے اور تمہارے مقابلے میں اسی (۸۰) جھنڈوں کا لشکر لے کر تم پر چڑھائی کریں گے، ہر جھنڈے کے نیچے بارہ ہزار (۹ لاکھ ۶۰ ہزار) فوج ہوگی۔“

(iii)- جنگ اعماق یا دابق:

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ

لاَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی تَنْزِلَ الرُّوْمُ بِالْاَعْمَاقِ اَوْ بِدَابِقَ فَيَخْرُجُ اِلَيْهِمْ جَيْشٌ" مِّنَ الْمَدِيْنَةِ مِنْ خِيَارِ اَهْلِ الْاَرْضِ يَوْمَئِذٍ فَاِذَاتَصَآفُّوْا قَالَتِ الرُّوْمُ خَلُّوْا بَيْنَنَا وَ بَيْنَ الَّذِيْنَ سَبُوْا مِنَّا نُقَاتِلْهُمْ فَيَقُوْلُ الْمُسْلِمُوْنَ لاَ وَاللّٰهِ لاَ نُخَلِّیْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ اِخْوَانِنَا فَيُقَاتِلُوْ نَهُمْ فَيَنْهَزِمُ ثُلُثٌ لَّا يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ اَبَدًا وَّ يُقْتَلُ ثُلُثُهُمْ اَفْضَلُ الشُّهَدَآءِ عِنْدَ اللّٰهِ وَيَفْتَحُ الثُّلُثُ لاَ يُفْتَنُوْنَ اَبَدًا...

(صحیح مسلم، کتاب الفتن و اشراط الساعة)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ترجمہ: ''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی، جب تک کہ رومی اعماق یا دابق میں (پڑاؤ کریں گے) نہ اتریں گے، پھر مدینہ سے ایک لشکر ان کے مقابلے کے لئے نکلے گا، وہ زمین کے بہترین لوگ ہوں گے، جب دونوں لشکر ایک دوسرے کے مقابلے میں صف آراء ہوں گے تو رومی کہیں گے ہمارے اور ان لوگوں سے جنہوں سے ہمارے قیدی پکڑے ہیں، الگ ہوجاؤ (یعنی مدینہ منورہ کا لشکر، شامیوں سے الگ ہوجائے) کیونکہ ہم ان سے جنگ کریں گے۔ مسلمان کہیں گے اللہ کی قسم ہم اپنے بھائیوں کو تمہارے مقابلے کے لئے اکیلا نہیں چھوڑیں گے، پھر مسلمانوں اور عیسائیوں کے مابین لڑائی ہوگی۔ مسلمانوں کا ایک تہائی لشکر بھاگ جائے گا اللہ تعالی ان کی توبہ قبول نہ کرے گا۔ ایک تہائی لشکر مارا جائے گا، یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہترین شہید ہوں گے، جبکہ ایک تہائی فتح پائے گا، پھر وہ کبھی فتنہ میں نہ ڈالے جائیں''۔

(اعماق اور دابق، شام کے شہر حلب قریب دو الگ الگ مقام ہیں)

Marfat.com

(iv) مسلمانوں کا جنگ میں ہیڈکوارٹر:

عَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ اِنَّ فُسْطَاطَ الْمُسْلِمِیْنَ یَوْمَ الْمَلْحَمَةِ بِالْغُوْطَةِ اِلٰی جَانِبِ مَدِیْنَةٍ یُقَالُ لَهَا دِمَشْقُ مِنْ خَیْرِ مَدَائِنِ الشَّام.

(سنن ابو داؤد، کتاب الملاحم، باب المعقل من الملاحم)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ترجمہ: ''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مسلمانوں کا جنگ کے روز خیمہ (ہیڈ کوارٹر) غوطہ (ایک جگہ کا نام) میں ہوگا۔ مدینہ کی طرف جسے دمشق کہا جاتا ہوگا، جو مدائن شام کے بہترین علاقوں میں سے ایک ہے''۔

یہود و نصاریٰ سے جنگوں کے دوران مسلمان اپنا جنگی ہیڈکوارٹر دمشق کے قریب ''غوطہ'' کے مقام پر قائم کریں گے۔ اس کے بعد ہونے والی جنگوں میں یہی مسلمانوں کا مرکز کہلائے گا۔

(۷) ملحمۃ کبریٰ:

اس جنگ کے بارے ایک طویل حدیث پیش خدمت ہے:

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ قَالَ: اِنَّ السَّاعَةَ لاَتَقُوْمُ حَتّٰی لاَ یُقْسَمَ مِیْرَاث'' وَلاَ یُفْرَحَ بِغَنِیْمَةٍ ثُمَّ قَالَ بِیَدِهٖ هٰکَذَا وَنَحَّاهَا نَحْوَ الشَّامَ فَقَالَ عَدُوٌّ یَجْمَعُوْنَ لِاَهْلِ الْاِسْلاَمِ وَیَجْمَعُ لَهُمْ اَهْلُ الْاِسْلاَمِ قُلْتُ الرُّوْمَ تَعْنِیْ قَالَ نَعَمَ! قَالَ: وَیَکُوْنُ عِنْدَ ذَاکُمُ الْقِتَالِ رَدَّةٌ شَدِیْدَةٌ فَیَشْتَرِطُ الْمُسْلِمُوْنَ شُرْطَةً لِّلْمَوْتِ لاَ تَرْجِعُ اِلَّا غَالِبَةً فَیَقْتَتِلُوْنَ حَتّٰی

يَحْجُزَ بَيْنَهُمُ اللَّيْلُ فَيَفِيْءُ هٰؤُلَآءِ وَ هٰؤُلَآءِ كُلٌّ غَيْرُ غَالِبٍ وَّ تَفْنَى الشُّرْطَةُ ثُمَّ يَشْتَرِطُ الْمُسْلِمُوْنَ شُرْطَةً لِّلْمَوْتِ لَا تَرْجِعُ اِلَّا غَالِبَةً فَيَقْتَتِلُوْنَ حَتّٰى يُمْسُوْا فَيَفِيْءُ هٰؤُلَآءِ وَهٰؤُلَآءِ كُلٌّ غَيْرُ غَالِبٍ وَتَفْنَى الشُّرْطَةُ فَاِذَا كَانَ يَوْمَ الرَّابِعِ نَهَدَ اِلَيْهِمْ بَقِيَّةُ اَهْلِ الْاِسْلَامِ فَيَجْعَلُ اللّٰهُ الدَّبِرَةَ عَلَيْهِمْ فَيَقْتَتِلُوْنَ مَقْتَلَةً اِمَّا قَالَ لَا يُرٰى مِثْلُهَا وَاِمَّا قَالَ لَمْ يُرَ مِثْلُهَا حَتّٰى اِنَّ الطَّائِرَ لَيَمُرُّ بِجُثَمَانِهِمْ فَمَا يُخَلِّفُهُمْ حَتّٰى يَخِرَّ مَيْتاً فَيَتَعَادُّ بَنُوْا الْاَبِ كَانُوْا مِائَةً فَلَا يَجِدُوْنَهُ بَقِيَ مِنْهُمْ اِلَّا الرَّجُلُ الْوَاحِدُ فَبِاَيِّ غَنِيْمَةٍ يُفْرَحُ اَوَ اَيُّ مِيْرَاثٍ يُقَاسَمُ فَبَيْنَاهُمْ كَذٰلِكَ اِذْ سَمِعُوْا بِبَأْسٍ هُوَ اَكْبَرُ مِنْ ذٰلِكَ فَجَاءَ هُمُ الصَّرِيْخُ اَنَّ الدَّجَّالَ قَدْ خَلَّفَهُمْ فِيْ ذَرَارِيِّهِمْ فَيَرْفِضُوْنَ مَافِيْ اَيْدِيْهِمْ وَيُقْبِلُوْنَ فَيَبْعَثُوْنَ عَشَرَ فَوَارِسَ طَلِيْعَةً قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِنِّيْ لَاَعْرِفُ اَسْمَآءَ هُمْ وَاَسْمَآءَ اٰبَائِهِمْ وَاَلْوَانَ خُيُوْلِهِمْ هُمْ خَيْرُ فَوَارِسَ عَلٰى ظَهْرِ الْاَرْضِ يَوْمَئِذٍ اَوْ مِنْ خَيْرِ فَوَارِسَ عَلٰى ظَهْرِ الْاَرْضِ يَوْمَئِذٍ.

(صحيح مسلم، كتاب الفتن و اشراط الساعة)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

ترجمہ: ''قیامت قائم نہیں ہوگی، حتیٰ کہ میراث تقسیم ہوگی نہ ہی کسی کو مال غنیمت حاصل ہونے کی خوشی ہوگی۔ (یعنی لڑائیوں میں اتنے لوگ مارے جائیں گے کہ میراث یا مال غنیمت لینے والا کوئی نہ بچے گا)۔''

پھر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ہاتھ کے اشارے سے فرمایا (شام کی طرف اشارہ کرکے) دشمن (نصاریٰ) اس طرف جمع ہوں گے، مسلمانوں سے لڑنے کے لئے اور مسلمان بھی ان سے جنگ کے لئے جمع ہوں گے۔ راوی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سوال کیا۔ ''دشمن سے مراد اہل روم (عیسائی) ہیں؟''

حضرت عبداللہ مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: ''ہاں'' اس وقت شدید لڑائی شروع ہوگی۔ مسلمانوں کا ایک لشکر شہادت یا فتح کے عہد کے ساتھ آگے بڑھے گا اور دونوں لشکروں کے درمیان شدید جنگ ہوگی۔ یہاں تک کہ رات ہوجائے گی اور دونوں لشکر بغیر فتح یا شکست کے واپس لوٹ جائیں گے اور کسی کو بھی غلبہ حاصل نہ ہوگا۔ مسلمانوں کا جنگ میں شریک ہونے والا حصہ بالکل فنا ہوجائے گا۔

دوسرے دن مسلمانوں کے لشکر کا ایک حصہ پھر فتح یا موت (شہادت) کی آرزو کے ساتھ آگے بڑھے گا۔ شدید لڑائی ہوگی، یہاں تک کہ رات ہوجائے گی۔ پھر دونوں لشکر واپس لوٹ جائیں گے اور کسی کو غلبہ نہ ہوگا اور مسلمانوں کی فوج کا جنگ میں حصہ لینے والا حصہ سارے کا سارا قتل ہوجائے گا۔ پھر تیسرے دن مسلمان اپنی فوج کا ایک حصہ جنگ کے لئے آگے بڑھائیں گے جو موت (شہادت) یا فتح کا عہد کرکے جائیں گے۔ شام تک شدید لڑائی ہوگی اور دونوں لشکر فتح یا شکست کے بغیر جنگ بند کردیں گے۔ مسلمانوں کا تیسرے دن کی لڑائی کا لشکر بھی سارے کا سارا شہید ہوجائے گا۔

چوتھے دن مسلمانوں کی باقی ساری فوج جنگ کے لئے آگے بڑھے گی۔ اللہ تعالیٰ اس روز مسلمانوں کو کافروں پر فتح دیں گے۔ اس روز ایسی شدید لڑائی ہوگی کہ ویسی لڑائی نہ کسی نے ماضی میں دیکھی ہوگی اور نہ مستقبل میں

Marfat.com

ہوگی، ایک پرندہ لاشوں کے اُوپر اڑے گا اور اُڑتے اُڑتے (گر کر) مر جائے گا، لیکن لاشیں ختم نہ ہوں گی۔ ایک شخص یا خاندان کے سو بیٹے ہوں گے، ان میں سے صرف ایک زندہ بچے گا۔ (باقی ۹۹ مارے جائیں گے) ایسی حالت میں مالِ غنیمت سے کس کو خوشی ہوگی اور میراث کن لوگوں میں تقسیم ہوگی۔ پھر مسلمان اسی حالت میں ہوں گے کہ ایک اور بڑی آفت کی خبر سنیں گے، ایک زوردار پکار سنیں گے کہ دجال ان کے پیچھے ان کے گھروں (بال بچوں) میں آ گیا ہے۔ یہ سنتے ہی جو کچھ ان کے ہاتھوں میں ہوگا، چھوڑ کر واپس بھاگیں گے۔ دس سواروں کو معلوم کرنے کے لئے بھیجیں گے (ہراول دستہ کے طور پر)

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں ان سواروں اور ان کے باپوں کے نام جانتا ہوں اور ان کے گھوڑوں کے رنگ بھی پہچانتا ہوں۔ وہ سوار اس روز روئے زمین کے تمام سواروں میں سے سب سے بہتر سوار ہوں گے"۔

(vi) قسطنطنیہ کی فتح:

شام کے علاقہ اعماق یا دابق کی جنگ کے بارے پہلے حدیث پیش کی جا چکی ہے، اس حدیث کے آخری حصے میں بیان ہے کہ پھر مسلمان قسطنطنیہ (استنبول) فتح کریں گے اور پھر دجال نکلے گا۔ جنگ عظیم اور قسطنطنیہ کی فتح میں چھ سال کا فرق ہے۔ ساتویں سال دجال نکلے گا۔

۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

"حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ..... اس فتح کے بعد مسلمانوں کا لشکر قسطنطنیہ (استنبول) کو فتح کرے گا۔ یہ لشکر فتح کے بعد مال غنیمت تقسیم کر رہے ہوں گے اور اپنی تلواروں (ہتھیاروں) کو زیتون کے درختوں سے باندھ رکھا ہوگا کہ ان میں شیطان آواز دے گا کہ تمہارے پیچھے تمہارے گھروں میں دجال آ چکا ہے، وہ نکل جائیں گے لیکن یہ بات جھوٹی ہوگی اور وہ شام کو آئیں گے کہ وہ

(دجال) نکل آئے گا۔لڑائی کے لئے وہ تیار ہوں گے اور صفیں باندھ لی ہوں گی، جب نماز کے لئے اقامت کہی جائے گی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔ان کی امامت کرائیں گے۔ جب اللہ کا دشمن (دجال) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھے گا تو پگھلے گا جس طرح نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔اگر اس کو چھوڑ دیں تو وہ گل جاوے۔ یہاں تک کہ وہ ہلاک ہو، لیکن اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں دجال کو قتل کروائے گا اور وہ اپنے نیزے پر دجال کا لگا ہوا خون مسلمانوں کو دکھائیں گے۔"

(صحیح مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعۃ)

ب- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِی اللّٰه عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَمِعْتُمْ بِمَدِیْنَةٍ جَانِبٌ مِنْهَا فِی الْبَرِّ وَجَانِبٌ مِّنْهَا فِی الْبَحْرِ قَالُوْا نَعَمْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یَغْزُوْهَا سَبْعُوْنَ اَلْفاً مِّنْ بَنِیْ اِسْحَاقَ فَاِذَا جَآءُوْهَا نَزَلُوْا فَلَمْ یُقَاتِلُوْا بِسِلَاحٍ وَّلَمْ یَرْمُوْا بِسَهْمٍ قَالُوْا لاَ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ فَیَسْقُطُ اَحَدُ جَانِبَیْهَا قَالَ ثَوْرُ بْنَ یَزِیْدَ الرَّاوِیُّ لَا اَعْلَمُهُ اِلَّا قَالَ الَّذِیْ فِی الْبَحْرِ ثُمَّ یَقُوْلُ الثَّانِیَةَ لاَ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ فَیَسْقُطُ جَانِبُهَا الْاٰخَرُ ثُمَّ یَقُوْلُ الثَّالِثَةُ لاَ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ فَیُفَرَّجُ لَهُمْ فَیَدْخُلُوْنَهَا فَیَغْنَمُوْا فَبَیْنَمَاهُمْ یَقْتَسِمُوْنَ الْمَغَانِمَ اِذْ جَآءَ الصَّرِیْخُ فَقَالَ اِنَّ الدَّجَّالَ قَدْخَرَجَ فَیَتْرُکُوْنَ کُلَّ شَیْءٍ وَّ یَرْجِعُوْنَ.

(صحیح مسلم، کتاب الفتن و اشراط الساعة)

Marfat.com

ج- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ترجمہ: ''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے ایسا شہر سنا ہے جس کے ایک جانب خشکی ہے اور ایک جانب سمندر ہے؟

صحابہ کرامؓ نے عرض کیا، ہاں یارسول اللہ ﷺ ہم نے نہیں سنا (یعنی قسطنطنیہ، نیا نام استنبول ہے) آپ ﷺ نے فرمایا: کہ قیامت قائم نہ ہوگی، یہاں تک کہ حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد سے ستر ہزار آدمی اس کے خلاف نہ لڑیں۔ جب وہ اس شہر کے پاس اپنا پڑاؤ ڈالیں گے تو ہتھیاروں سے نہ لڑیں گے اور نہ تیر ماریں گے، بلکہ لا اِلٰـهَ اِلا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَر کہیں گے تو ہر طرف سے راستہ کھل جائے گا۔ پھر مسلمان شہر میں داخل ہو جائیں گے اور مالِ غنیمت حاصل کریں گے۔ جب مال غنیمت تقسیم کر رہے ہوں گے تو اچانک ایک چیخنے والا آئے گا اور کہے گا دجال نکلا تو وہ ہر چیز چھوڑ دیں گے اور دجال کی طرف پلٹیں گے۔''

(vii) چھوٹی آنکھوں اور چپٹی ناک والے ترکوں سے جنگ:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ (لاَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی تُقَاتِلُوْا التُّرْکَ، صِغَارَ الْاَعْیُنِ حُمْرَ الْوُجُوْهِ، ذُلْفَ الْاُنُوْفِ کَاَنَّ وُجُوْهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ وَلاَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی تُقَاتِلُوْا قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعَرُ).

(صحیح بخاری، کتاب الجهاد، باب قتال الترک)

Marfat.com

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ترجمہ: ''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی، جب تک تم ترکوں سے جنگ نہ کرلو گے، جن کی آنکھیں چھوٹی، منہ سرخ، ناک موٹی اور پھیلی ہوئی اور چہرے چمڑے کی ڈھال کی طرح چوڑے ہوں گے اور قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی، جب تک تم ان لوگوں سے جنگ نہ کرلو جو بالوں کے جوتے پہنتے ہیں۔''

وضاحت:

درج بالا احادیث سے ان جنگوں کی ترتیب بظاہر اس اطرح سے معلوم ہوتی ہے۔

۱- کسی تیسرے فریق سے جنگ میں فتح پانے کے بعد مسلمانوں اور عیسائیوں میں صلح کا معاہدہ ٹوٹ جائے، اس کے بعد مسلمانوں اور عیسائیوں میں ایک بڑی جنگ ہوگی جس میں عیسائیوں کے لشکر کی تعداد ۹ لاکھ ۶۰ ہزار بتائی گئی ہے۔

۲- شام کے ایک مشہور شہر حلب کے نزدیک اعماق اور دابق دو جگہیں ہیں، احادیث میں بیان ہے کہ یہ جنگ اس جگہ پر لڑی جائے گی۔ خیر اور شر کا ایک عظیم معرکہ برپا ہوگا، اس جنگ میں امام مہدی مسلمانوں کے لشکر کی قیادت کریں گے، جب دونوں لشکر آمنے سامنے صف آراء ہوں گے تو عیسائی مسلمانوں (مدینہ منورہ سے آنے والے لشکر سے) کہیں گے کہ تم شام کے لشکر سے الگ ہوجاؤ، کیونکہ ہم صرف ان سے جنگ کرنا چاہتے ہیں جنہوں نے ہمارے کچھ لوگوں کو قیدی بنایا ہوا ہے۔ امام مہدی کی قیادت میں مدینہ منورہ سے آیا ہوا، لشکر کہے گا کہ ہم اپنے مسلمان بھائیوں کو اس مصیبت میں تنہا نہ چھوڑیں گے، چنانچہ شدید جنگ چھڑ جائے گی۔ مسلمانوں کے لشکر کا ایک تہائی حصہ جنگ کی شدت کے باعث بھاگ جائے گا اور اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول نہ کرے گا۔ ایک حصہ فوج شہید ہوجائے گی، جو روئے زمین پر بہترین شہید ہوں گے، مسلمانوں کو فتح حاصل ہوگی۔

Marfat.com

اس جنگ میں مسلمان پہلے روز ایک لشکر نکالیں گے جو فتح یا شہادت کا عہد کر کے میدان میں اُترے گا۔ بغیر فتح یا شکست کے شام کو جنگ بند ہوگی۔ مسلمانوں کا جنگ میں حصہ لینے والا لشکر سارے کا سارا شہید ہو جائے گا۔ دوسرے روز پھر مسلمان فتح یا شہادت کے عہد کے ساتھ دوسرا لشکر میدانِ جنگ میں بھیجیں گے۔ شام کو جنگ بند ہوگی اور مسلمانوں کا جنگ میں حصہ لینے والا لشکر شہادت پا جائے گا۔ تیسرے روز پھر مسلمان اسی عہد کے ساتھ ایک لشکر میدان جنگ میں اتاریں گے اور یہ لشکر بھی شہید ہو جائے گا۔

چوتھے روز مسلمانوں کی باقی ماندہ فوج یکبارگی حملہ آور ہوگی۔ شدید لڑائی ہوگی، مسلمان جذبہ جہاد سے سرشار ہو کر موت وزیست کی جنگ لڑیں گے۔ ۱۰۰ میں سے ۹۹ مسلمان مارے جائیں گے، اگر ایک پرندہ مسلمانوں کی لاشوں کو اُڑ کر پار کرنا چاہے گا تو لاشیں ختم نہ ہوں گی اور پرندہ گر کر مر جائے گا۔ میرات اور مال غنیمت لینے والا کوئی نہ ہوگا۔

۳- عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان تخت یا تختہ (زندگی یا موت) کی بنیاد پر لڑی جانے والے خوفناک جنگ کو احادیث میں ملحمۃ کبریٰ کہ گیا گیا- یہ ایک عظیم معرکہ ہوگا جسے یہود ونصاری ''ہرمجدون'' کے نام سے پکارتے ہیں-

۴- احادیث کے مطابق قسطنطنیہ کی فتح کے بعد مسلمان اپنا اسلحہ زیتون کے درختوں سے لٹکائے ہوئے ہوں گے کہ اچانک دجال کی آمد کی خبر سنیں گے، لیکن جنگ عظیم کے بعد بھی مسلمان اسی حالت میں ہوں گے کہ ایک بری خبر اور پکار سنیں گے کہ دجال کا ظہور ہو چکا ہے اور وہ ان کے گھروں میں آ گیا ہے۔

معاہدہ صلح ٹوٹنے کے بعد جنگ، جنگ اعماق یا دابق، جنگ عظیم اور قسطنطنیہ کی فتح بظاہر ایک ہی جنگ معلوم ہوتی ہے کیونکہ جنگ عظیم کے اختتام پر دجال کے آنے کی خبر دی گئی ہے جبکہ قسطنطنیہ کی فتح کے بعد بھی دجال کے خروج کا ذکر کیا گیا- تاہم وضاحت کے لئے پھر اسی حدیث کی طرف رجوع کرتے ہیں جس میں جنگ عظیم اور قسطنطنیہ کی فتح کو الگ الگ جنگیں کہا

Marfat.com

گیا ہے۔

(i) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بیت المقدس کا آباد ہونا مدینہ کے ویران ہونے کا سبب ہے، مدینہ کا ویران ہونا جنگ عظیم کا سبب ہے، جنگ عظیم ،قسطنطنیہ کی فتح کا سبب ہے اور قسطنطنیہ کی فتح دجال کے خروج کا سبب ہے۔''

اس سے اگلی حدیث میں مزید وضاحت موجود ہے اور عرصے کا تعین بھی ملتا ہے۔

(ii) حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جنگ عظیم اور قسطنطنیہ کی فتح کے درمیان چھ برس کا فاصلہ ہے، ساتویں سال دجال کا خروج ہوگا''۔

(سنن ابوداؤد، کتاب الملاحم، باب فی اماراتِ الملاحم)

درج بالا احادیث سے صورت حال واضح ہو جاتی ہے کہ جنگ عظیم، جنگ اعماق اور قسطنطنیہ کی جنگیں الگ الگ ہیں اور ان کے درمیان سالوں کا فرق واضح ہے۔

۳- حضرت عیسیٰ السلام کا دجال سے فیصلہ کن معرکہ

۱- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قال: فَیَنْزِلُ عیسٰی ابْنُ مَرْیَمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَاَمَّهُمْ فَاِذَا رَآه عَدُوُّ اللّٰهِ ذَابَ کَمَا یَذُوْبُ الْمِلْحُ فِیْ الْمَآءِ فَلَوْتَرَکَهُ لَا نْذَابَ حَتّٰی یَهْلِکَ وَلَکِنْ یَقْتُلُهُ اللّٰهُ بِیَدِهٖ فَیُرِیْهِمْ دَمَهُ فِیْ حَرْبَتِهٖ.

(صحیح مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعة)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

Marfat.com

ترجمہ: ''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے اور مسلمانوں کو نماز پڑھائیں گے، پھر اللہ کا دشمن دجال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھے گا تو یوں گھلنے لگے گا، جس طرح نمک پانی میں حل ہو جاتا ہے۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسے چھوڑ دیتے، پھر بھی دجال ان کے خوف سے گھل گھل کر مر جاتا، لیکن اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں دجال کو قتل کرائے گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے نیزے پر دجال کا خون لوگوں کو دکھائے گا۔''

ب- حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پھر اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نازل فرمائیں گے، وہ دمشق کے مشرقی حصے میں (واقع) سفید مینار کے پاس زرد رنگ کے دو کپڑوں میں ملبوس، دو فرشتوں کے پروں پر اپنے ہاتھ رکھے اتریں۔ جب وہ اپنا سر جھکائیں گے تو ایسا معلوم ہوگا کہ قطرے ٹپک رہے ہیں اور جب سر اوپر اٹھائیں تو پانی کے قطرے ڈھلکتے نظر آئیں گے۔ ان کی ہوا جس کافر تک بھی پہنچے گی (تا حد نظر تک) وہ ہلاک ہو جائے گا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کا تعاقب کر کے ''لد'' (ایک مقام) کے دروازے پر اسے جا پکڑیں گے اور اسے قتل کر دیں گے۔''

۴- یہودیوں کا خاتمہ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی تُقَاتِلُوْا الْیَهُوْدَ حَتّٰی یَقُوْلَ الْحَجَرُ وَرَاءَهُ الْیَهُوْدِیُّ یَامُسْلِمُ هٰذَا یَهُوْدِیٌّ

Marfat.com

وَرَائِی فَاقْتُلُهُ.

(صحیح بخاری، کتاب الجهاد، باب قتال الیهود)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

ترجمہ: ''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی، جب تک تم یہودیوں سے جہاد نہ کرو گے۔ جس پتھر کے پیچھے یہودی چھپا ہوگا، وہ پتھر بھی پکار اُٹھے گا۔ ''اے مسلمان'' میرے پیچھے یہودی چھپا ہوا ہے، اسے قتل کردے۔''

قسطنطنیہ کی فتح کے ایک سال بعد دجال کا خروج ہوگا جو روئے زمین پر فتنہ اور فساد برپا کردے گا۔ مسلمان دمشق کے علاقے میں محصور ہو جائیں گے۔ دجال اپنے لشکر کے ساتھ جس میں یہودی شامل ہوں گے، مسلمانوں کا محاصرہ کرے گا۔ مسلمانوں پر مصیبت کا دور ہوگا کہ اچانک فجر کی نماز کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام امام مہدی کی امامت میں نماز ادا کریں گے اور نماز کے بعد دروازہ کھول دیا جائے گا۔ مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قیادت میں دجال اور اس کے لشکر سے جنگ کریں گے اور دجال سمیت تمام لشکر نیست و نابود کر دیا جائے گا۔ یہودی جہاں بھی چھپے ہوں گے، درخت اور پتھر بھی پکار اُٹھیں گے کہ اے مسلمان میرے پیچھے یہودی چھپا ہوا ہے، اسے قتل کرد، چنانچہ مسلمان چن چن کر یہودیوں کا مکمل صفایا کر دیں گے۔ یہ آخری جنگ ہوگی، اس کے بعد مکمل امان قائم ہو جائے گا۔

قارئین کرام! احادیث نبوی، یہودیوں کے عہد نامہ قدیم (صحائف) اور عیسائیوں کے عہد نامہ جدید (کتاب مقدس) سے متون پیش کرنے کے بعد یہ بحث پایہ تکمیل کو پہنچتی ہے کہ فلسطین، شام اور بیت المقدس کے قرب و جوار میں کفر اور اسلام کے مابین عظیم معرکے برپا ہوں گے، جن میں کروڑوں انسان مارے جائیں گے۔ یہود و نصاریٰ اس سلسلے میں ایک بڑی خوفناک

Marfat.com

جنگ ''ہرمجدون'' کا ذکر کرتے ہیں اور اس کی تیاریوں میں مصروف ہیں۔ آنے والا وقت (جو بظاہر نزدیک دکھائی دیتا ہے) ہی بتائے گا کہ یہ جنگیں کس ترتیب سے برپا ہوں۔

آخر میں جنگوں اور مصیبت کے ان ایام میں مسلمانوں کے ثابت قدم رہنے کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان پیش ہے۔

(i) وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○ اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ ؕ وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ○

(سورۃ آل عمران: ۱۳۹. ۱۴۰)

ترجمہ: ''اور سست نہ ہو اور نہ غم کرو اور تم ہی غالب رہو گے، اگر تم سچے مومن ہو۔ اگر پہنچے تمہیں کوئی صدمہ تو پہنچ چکا ہے، قوم مخالف کو بھی صدمہ ایسا ہی اور یہ فتح اور شکست کے دن ہم پھیراتے رہتے ہیں۔ لوگوں کے درمیان اور اس لئے بھی کہ اللہ جان لے ایمان والوں کو، اور بنائے تم میں سے شہید اور اللہ نہیں دوست رکھتا ظالموں کو۔

(ii) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ.

(سورۃ محمد: ۷)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اگر تم مدد کرو گے اللہ کی تو اللہ تعالیٰ مدد کرے گا تمہاری اور جمائے رکھے گا تمہارے قدم۔''

❁ ❁ ❁

باب دہم

بحث کا خلاصہ

قانون فطرت بڑا سادہ اور جامع ہے جو منطق اور عقلی دلائل پر ہر لحاظ سے پورا اترتا ہے اور اِس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر کام کا اندازہ مقرر ہے۔ کسی بھی امر کے واقع ہونے سے پہلے اِس کی وجوہات اور اسباب وضع ہوتے ہیں، اگر یہ اسباب پورے ہو جائیں تو اِس کے واقع ہونے میں کوئی شک نہیں رہتا اور فطرت کے عین مطابق یہ کام ہو جاتا ہے مثلاً:

☆ جب بارش ہوتی ہے تو اِس سے پہلے ہوائیں چلتی ہیں، ہواؤں کے رُخ سے لوگ اندازہ کر لیتے ہیں کہ بادل آئیں گے اور بادل دیکھ کر لوگ سمجھ لیتے ہیں کہ برسیں گے۔ اِس میں آندھی ہے یا ژالہ باری، بارش کم ہوگی یا زیادہ یا بادل بن برسے گزر جائیں گے۔

☆ دِن چڑھتا ہے لیکن اِس سے پہلے علامات کے طور پر صبح کاذب، پھر صبح صادق، پھر سورج نکلتا ہے اور ہر طرف اجالا ہو جاتا ہے۔

☆ انسان جب طبعی موت مرتا ہے تو اِس کے پہلے بال سفید ہوتے ہیں، بڑھاپا آتا ہے تو ہر کوئی سمجھ جاتا ہے کہ ہاں اب دنیا فانی سے اِس کے جانے کے دِن قریب آ گئے ہیں اور پھر ایک دن اِس کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ ایسا فطرت کے وضع کردہ اسباب وعلامات سے ہوتا ہے۔

☆ انسان بیماری سے مرے یا کسی حادثہ کے نتیجہ میں یا اچانک گر کر مر جائے، ڈاکٹروں کی

Marfat.com

تشخیص اور رپورٹ کے مطابق پھیپھڑوں سے بلغم سانس کی نالیوں میں آ گئی اور سانس کا گزر بند ہو گیا جس سے موت واقع ہو گئی یعنی اِس کی بھی علامات اور اسباب ہیں۔ حالانکہ ہمارا ایمان ہے کہ زندگی اور موت کا اختیار اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور اس کا ایک وقت مقرر ہے۔

اسی طرح قیامت اللہ تعالی کا ایک امر ہے جس کا ایک دن مقرر ہے- جب ہر چیز فنا ہو جائے گی اور لوگ جزا و سزا کے لئے اللہ تعالی کے حضور گردنیں جھکائے پیش ہوں گے -لیکن اس امر کے واقع ہونے سے پہلے قانون فطرت کے تحت اس کے بھی اسباب و حالات پیدا کئے گئے ہیں- مثلاً مظاہر قدرت کے طور اطوار کا بدلنا، انسان کا قانون فطرت کی خلاف ورزی کرنا، ظلم و بربریت، فسق و فجور (جن کی وجہ سے پہلی قوموں پر عذاب آیا)، بے حیائی، بددیانتی، گمراہی اور ضلالت کی انتہا ہونا۔ لوگ خود ہی زمانے کے اطوارِ بد اور فتنوں کی بھرمار دیکھ کر پکار اٹھیں کہ ہاں اب قیامت آیا ہی چاہتی ہے۔ یعنی لوگ خود قیامت (فیصلہ کا دن) مانگیں گے۔

انہی حالات و اسباب کو قیامت کی علامات صغریٰ اور کبریٰ کہا گیا ہے، ان پر گزشتہ ابواب میں احادیث نبوی کی روشنی میں بحث کی جا چکی ہے- جبکہ یہود و نصاریٰ کی مذہبی کتب سے بھی متون پیش کر کے ان کا نقطہ نظر واضح کیا گیا ہے-

سوال یہ ہے کیا موجودہ دور میں علامات صغریٰ پوری ہو چکی ہیں؟ کیا مسلمانوں اور یہود و نصاریٰ کے درمیان کش مکش اور موجودہ دور میں ہونے والی جنگوں کو ہی علامات صغریٰ کی انتہا پر ہونے والی جنگیں قرار دیا جا سکتا ہے؟ کیا امام مہدی کا ظہور ہونے والا ہے؟ یہی وہ تین سوال ہیں جن پر ہر عام و خاص مضطرب اور بے چین ہے- ذیل میں ان سوالات پر بحث کو کئی حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے-

Marfat.com

۱- بیسویں صدی اور علامات صغریٰ کی انتہا
۲- امت مسلمہ کی عمر
۳- کیا امام مہدی کا ظہور ہونے والا ہے
۴- آخری گزارش

۱- بیسویں صدی اور علامات صغریٰ کی انتہا

قیامت کی سب بڑی علامت (علامات صغریٰ میں سے) حضور نبی کریم ﷺ کا آخری نبی مبعوث ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے بعد رسالت کا باب تا قیامت بند کر دیا۔ امت مسلمہ کے پاس دین کا اثاثہ (بنیادی مآخذ) قرآن وسنت موجود ہے۔ جس کی پیروی میں مسلمان تقریباً ۱۲ صدیاں عروج پر رہے۔ ہم اُمت مسلمہ کے زوال کے چاہے کتنے ہی اسباب شمار کرلیں، لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ زوال کا اصل سبب قرآن وسنت (احادیث) سے بے رغبتی ہی ہے۔

تین صدیاں قبل امت مسلمہ کا زوال شروع ہوا جب کہ عین اِسی وقت عیسائیوں میں اقتصادی اور عسکری لحاظ سے ترقی کا دور شروع ہوا۔ مسلم ممالک ایک ایک کر کے مفتوح ہوتے چلے گئے۔ امت مسلمہ کی شکست وریخت کا عمل بیسویں صدی کے آغاز پر جنگ عظیم اول کے خاتمے (۱۹۲۲ء) پر مکمل ہوا۔ خلافت ٹوٹ گئی اور شاید ایک بھی اسلامی ملک آزاد نہ رہا۔

جب عیسائیوں سے تین صدیوں تک مار کھانے کے باوجود بھی مسلمان متحد نہ ہوئے تو دیگر مفتوح قوموں کی طرح انہیں بھی اپنی بھلائی اور ترقی اہل مغرب (عیسائیوں) کے نظام زندگی کی تقلید اور پیروی میں ہی نظر آئی۔

دوسری طرف دیرینہ مخاصمت کی بناء پر مسلمانوں کی رہی سہی طاقت ختم کرنے کے لیے یہود ونصاریٰ نے مسلمانوں کی نوجوان نسل کو اپنے رنگ میں رنگنے کی نہایت چابکدستی سے

Marfat.com

منصوبہ بندی کی۔ اگر ہم پیغمبر اسلام کی بتائی ہوئی (احادیث) قیامت کی علامات صغریٰ کا بغور جائزہ لے کر بیسویں صدی کے آغاز سے اس کے اختتام (یعنی ۲۰۰۰ء) تک کے حالات سے اس کی تطبیق کریں تو بلاشبہ ایمانداری سے یہ کہنا پڑے گا کہ قیامت کی علامات صغریٰ مکمل طور پر یہود و نصاریٰ کی تقلید کے باعث پوری ہو چکی ہیں۔ تاہم احادیث سے ذیل میں مختصراً علامات صغریٰ پیش ہیں تا کہ ہر کوئی بیسویں صدی میں رونما ہونے والے فتنوں سے اِن کا تقابل کر سکے۔

ا۔ بیسویں صدی سے قبل ظہور شدہ علامات صغریٰ

حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت اور وفات، چاند کا شق ہونا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ فتنوں کے درمیان رکاوٹ، صحابہ کرامؓ کا رحلت فرمانا، تاتاریوں کا فتنہ، حجاز کی آگ، جھوٹے دجالوں کا دعویٰ رسالت، بیت المقدس کا فتح ہونا، مسلمانوں کی سلطنت کا وسیع ہونا، اخلاقی و سماجی برائیوں کی ابتداء ہونا وغیرہ۔

ب۔ وہ علامات صغریٰ جو بیسویں صدی میں پوری ہوئیں

دوسری قوموں کا مسلمانوں پر ٹوٹ پڑنا اور مسلمانوں کی حیثیت کوڑے کرکٹ اور جھاگ سے زیادہ نہ ہونا۔ خلافت کا ٹوٹ جانا، ظلم و جابر حکمران، حکمرانوں کا عوام کو لاٹھیوں اور کوڑوں سے ہانکنا (بذریعہ پولیس)، قوم کا سردار کمینہ فاسق و فاجر، عورتوں کی حکمرانی، عوام کا نااہل حکمرانوں کو پسند کرنا، ذلیل عزت دار اور عزت دار کا ذلیل ہونا، کسی شخص کی عزت اس کے ڈر اور خوف سے کرنا، یہود و نصاریٰ کی پیروی کرنا۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فقدان، نماز ترک کرنا، امانت کو غنیمت اور زکوۃ کو تاوان سمجھنا، جھوٹے اماموں کا پیدا ہونا، نیک لوگوں کا خاتمہ، دین پر رہنا مشکل، زندہ لوگوں کا قبر والوں پر رشک کرنا، قاریوں کی کثرت فقہا کی قلت، مسجدوں سے آوازیں آنا، مسجدوں کو سجانا اور ان پر فخر کرنا، چاند کا اتنا بڑا نظر آنا کہ دوسری رات کا چاند معلوم ہو (رویتِ ہلال پر جھگڑا)، دین کا علم

Marfat.com

دنیا کی خاطر سیکھنا، صرف جان پہچان والوں کو سلام کرنا اور جھوٹی گواہی دینا۔

شراب نوشی اور زنا کی کثرت، فحاشی عریانی عام، ہر گھر سے گانے بجانے کی آوازیں آنا، ناچنے گانے والیوں کی کثرت، عورتوں کا بن ٹھن کر بازار میں نکلنا، عورتوں کا عریاں لباس پہننا، مردوں کا عورتوں سے اور عورتوں کا مردوں سے مشابہت کرنا، مردوں کا مردوں سے اور عورتوں کا عورتوں سے لواطت کرنا، جوان نظر آنے کے لیے سیاہ خضاب لگانا، والدین کی نافرمانی اور باپ کی بجائے دوست کو زیادہ اہمیت دینا، کینہ اور بغض کی کثرت، آلات لہو ولعب کی کثرت، اچانک موت کی کثرت، رشتہ داروں اور پڑوسیوں کو قتل کرنا، اندھا دھند قتل مقتول کو معلوم نہیں کہ کیوں قتل ہوا اور نہ قاتل ہی مقتول کو جانتا ہے۔

جھوٹ کی کثرت، سود کا عام ہونا، عہد توڑنا، تجارت میں دھوکہ دہی اور بد دیانتی، حرام وحلال کی تمیز ختم ہو جانا، تجارت کی کثرت، عورت کا تجارت میں اپنے شوہر کے ساتھ شریک ہونا، حرام مال کی کثرت، مال بیچنے کے لیے دلالوں کی خدمات حاصل کرنا، بازار قریب ہونا، اونچے محل بنانا بالخصوص عرب کے چرواہوں کا اونچی اونچی عمارتیں بنانا اور ان پر فخر کرنا، سرزمین عرب کا سرسبز وشاداب اور مال و دولت کی کثرت ہونا، وقت کا مختصر ہونا، بد سے بدتر زمانہ آنا، عیسائیوں کا غلبہ اور کثرت ہونا، پے در پے فتنوں کا رونما ہونا اور زلزلوں کی کثرت۔

احادیث میں بیان کردہ درج بالا تمام علامات صغریٰ تقریباً پوری ہو چکی ہیں۔

ج۔ پے در پے فتنوں کا اصل سبب جدید میڈیا اور تیز رفتار ترقی:

اگر ہم احادیث میں بیان کردہ پے در پے فتنوں کے رونما ہونے کا موجودہ زمانے سے تقابل کریں گے تو معلوم ہوگا کہ ان فتنوں کے ظہور کا آغاز اپریل ۱۹۷۱ء سے ہوا ہے یعنی جب حضور نبی کریم ﷺ کی پیدائش مبارک ۱۴۰۰ سو شمسی سال (۱۹۷۱ء۔۵۷۱ء = ۱۴۰۰ سال) مکمل ہوئے۔ اس سے پہلے لوگ معاشرتی، اخلاقی اور مذہبی لحاظ سے اتنے زیادہ برباد نہ ہوئے تھے،

Marfat.com

لوگوں میں خلوص، وفا، ایمان داری کی رمق کچھ نہ کچھ موجود تھی۔ مثلاً آپ ۱۸۶۰ء اور ۱۹۶۰ء میں کسی عرب ملک میں بسنے والے مسلمان کی معاشرتی زندگی اور طرزِ رہن سہن کا موازنہ کریں تو معلوم ہوگا کہ اس ایک سو سال میں عام مسلمان کی گھریلو اور معاشرتی زندگی میں بہت تھوڑی تبدیلی آئی۔ اب ۱۹۷۰ء میں اسی مسلمان کی زندگی کا جائزہ لیں تو بھی کوئی خاص فرق نہیں تھا۔ اب آپ ۱۹۷۰ء کے بدو اور چرواہے کا ۱۹۸۰ء اور ۱۹۹۰ء کے فتنوں میں گھرے ہوئے عرب کے شیخ سے موازنہ کریں اور بعد میں آنے والے سالوں سے موازنہ کرتے جائیں تو آپ پر بہت کچھ واضح ہو جائے گا۔ اسی طرح آپ دیگر مسلم ممالک کے عام مسلمانوں کی زندگی میں ہونے والی معاشرتی تبدیلیوں کا جائزہ لے سکتے ہیں۔

میری دانست میں ۱۹۷۰ء سے پہلے فحاشی، عریانی اور دیگر برائیوں کا سبب بننے والا میڈیا اتنا ترقی یافتہ نہ تھا۔ صرف شہروں میں بسنے والے مسلمانوں کی اخبار، ریڈیو اور سینما تک رسائی تھی۔ ۱۹۷۰ء کے بعد گھر گھر ٹیپ ریکارڈ، رنگین ٹی وی پھر وی۔سی۔آر۔ ۱۹۸۰ء کے بعد موسیقی گھر گھر بلکہ دور دراز دیہاتوں تک پھیل گئی۔ ڈش انٹینا کی بدولت مغرب کی عریاں حسیناؤں اور بھارت کی نیم برہنہ فلموں کی وجہ سے فحاشی اور سیکس نے مسلمانوں کی نوجوان نسل پر انتہائی برے اثرات مرتب کیے۔ ۱۹۹۰ء کے بعد کمپیوٹر عام ہو گیا، انٹرنیٹ، کیبل اور موبائل کے فتنوں نے وہ کارنامے دکھائے کہ الامان، اب نہ کوئی دیہاتی محفوظ رہا اور نہ شہری۔ الغرض یہ تمام فتنے اور ان میں شدت میڈیا کی تیز تر ترقی کی بدولت آئی۔

قارئین کرام! صدقِ دل سے اب اپنے آپ سے سوال کریں اور خود ہی اس کا جواب تلاش کریں۔ کیا بیسویں صدی (۲۰۰۰ء) کے اختتام تک تمام علامات صغریٰ پوری نہیں ہو گئیں اور اکیسویں صدی دراصل علامات کبریٰ کا آغاز ہے؟ مجھے پورا وثوق ہے کہ آپ کا جواب ہاں میں ہوگا۔ جبکہ موجودہ دور میں مسلمانوں سے یہود و نصاریٰ کی کش مکش ہی دراصل قیامت

Marfat.com

کے قریب ہونے والی جنگوں کی طرف پیش رفت ہے، اوراس کا آغاز ۱۱/۹ (امریکہ میں ٹریڈ سنٹر کی تباہی) کا واقعہ ہے۔اس کے بعد سے اب تک جو کچھ ہوا ہے اس پر گزشتہ ابواب میں بحث کی جا چکی ہے۔

د- دنیا ایٹم بموں کے سائے میں:

امریکہ نے ۱۹۴۵ء میں ایٹم بم بنایا، کہا جاتا ہے کہ جب اس کا تجربہ کیا گیا تو ایک فولاد کا بنا ہوا ٹاور پانی کی طرح پگھل گیا- جلد ہی امریکہ نے جنگ عظیم کے دوران جاپان کے دو شہروں ''ہیروشیما'' اور ''ناگاساکی'' پر ایٹم بم گرادیئے، جس سے لاکھوں افراد لقمہ اجل بنے۔

اس وقت سے دُنیا کے بڑے ممالک کے درمیان ایٹمی ہتھیار بنانے کی دوڑ جاری ہے- کئی کم ترقی یافتہ ممالک بھی ایٹمی قوت بن چکے ہیں۔خدشہ یہ ظاہر کیا جارہا ہے کہ اگر اکیسویں صدی امن سے گزری (جس کا امکان نہیں) تو دنیا کا ہر ملک ایٹمی قوت ہوگا، بلکہ عام عسکری تنظیمیں بھی ایٹم بم تیار کر چکی ہوں گی۔

اس وقت اعلانیہ ایٹمی قوت رکھنے والے ممالک یہ ہیں۔

امریکہ- روس- برطانیہ- فرانس- چین- بھارت- پاکستان-

جبکہ اسرائیل، شمالی کوریا، جنوبی افریقہ، ایران، برازیل اور دیگر کئی ممالک بھی اس میدان میں کافی پیش رفت کر چکے ہیں۔

نوائے وقت فیملی میگزین (اشاعت ۲۷ جون تا ۳ جولائی ۲۰۰۴ء) میں دنیا کے مختلف ممالک کے پاس ایٹمی ہتھیاروں کے جو اعداد و شمار دیئے گئے ہیں، قارئین کرام کے استفادے کے لئے پیش ہیں۔

''اس وقت صرف امریکہ اور روس میں ۲۸،۸۰۰ نیوکلیئر بم موجود ہیں، جبکہ دیگر ممالک کے پاس ۱۷،۵۰۰ نیوکلیئر بم موجود ہیں۔ ۱۹۴۹ء کے بعد پوری دنیا میں ۱،۲۸،۰۰ ایٹمی ہتھیار

Marfat.com

تیار کیے گئے جن میں سے ۷۰۰۰ ہتھیار امریکہ نے تیار کیے۔ روس نے ۵۱۰۰۰ نیوکلیئر بم بنائے۔ امریکہ اور روس کے درمیان ہونے والے معاہدے کے تحت دونوں ممالک ۲۰۱۲ء تک اپنے ایٹمی ہتھیاروں کو ۱۷۰۰ سے ۲۲۰۰ تک محدود کرلیں گے۔"

جوں جوں وقت گزرتا جارہا ہے ایٹم بم اور میزائل ٹیکنالوجی پھیلتی جارہی ہے۔ جس ٹیکنالوجی پر محض چند ممالک کی اجارہ داری تھی اکیسویں صدی میں یہ ٹیکنالوجی پھیل کر چھوٹے چھوٹے ممالک تک پہنچ جائے گی، بلکہ عام تنظیموں اور لوگوں کی رسائی بھی ممکن نظر آتی ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اکیسویں صدی میں کسی چھوٹے سے چھوٹے ملک کے صبر کا پیمانہ لبریز نہ ہوگا یعنی اکیسویں صدی کی جنگوں میں ایٹم بموں کا بھرپور استعمال ہوگا۔ اس کے بنی نوع انسان پر کیا اثرات مرتب ہوں گے، کتنی تباہی ہوگی، اس کا تصور ہی محال ہے۔

۲۔ امت مسلمہ کی عمر

کتاب کے موضوع کے اعتبار سے یہ بحث بڑی اہم ہے کہ یہ دنیا کب تک رہے گی اور امت مسلمہ کی مدت حیات کیا ہے۔

بحث سے پہلے اِس سلسلے میں احادیث پیش ہیں:

(الف) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے:

"حضور نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ پہلی امتوں کے مقابلے میں تمہارا دنیا میں رہنا ایسے ہے جیسے عصر کی نماز سے سورج ڈوبنے تک۔ اہل تورات کو تورات دی گئی، انہوں نے مزدوری کرنا (یعنی اِس پر عمل کرنا) شروع کی، لیکن عین دوپہر کے وقت وہ عاجز (تھک) آ گئے۔ اِن کو ایک قیراط دیا گیا۔ پھر اہل انجیل کو انجیل ملی تو انہوں نے عصر کی نماز تک کام (یعنی اس پر عمل) کیا لیکن وہ بھی تھک گئے، ان کو بھی ایک قیراط ملا۔ پھر ہم مسلمانوں کو

Marfat.com

قرآن مجید ملا، ہم نے سورج ڈوبنے تک کام کیا (اور کام پورا کر دیا) ہم کو دو قیراط مزدوری کے ملے اب تورات اور انجیل والے کہنے لگے (کہیں گے) تو نے مسلمانوں کو دو قیراط دیئے اور ہم کو ایک ایک قیراط دیا۔ حالانکہ ہم نے ان سے زیادہ کام کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا میں نے تمہاری کچھ مزدوری دبالی ہے، وہ کہیں گے نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا پھر یہ میرا فضل ہے جسے چاہوں عنایت کروں۔"

(صحیح بخاری، کتاب الموقیت الصلاۃ، باب من ادرک رکعۃ من العصر قبل الغروب)

(ب) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

"حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مسلمانوں اور یہود و نصاریٰ کی مثال اِس آدمی کی سی ہے، جس نے کچھ لوگوں کو اجرت پر اس لیے رکھا کہ وہ رات تک اس کا کام کریں۔ انہوں نے عین دوپہر تک کام کیا پھر کہنے لگے: ہمیں تمہاری مزدوری (اجرت) کی ضرورت نہیں ہے۔ پھر اس آدمی نے کچھ اور لوگ اجرت پر رکھ لئے اور کہا کہ بقیہ دن تک کام کرو۔ جو مزدوری مقرر ہوئی ہے وہ آپ کو مل جائے گی۔ وہ کام کرتے رہے یہاں تک نماز عصر کا وقت ہو گیا، تو انہوں نے کہا جو کام ہم نے کیا اس کی اجرت ہم نے چھوڑ دی۔ پھر اس نے کچھ اور لوگوں کو اجرت پر رکھا، دن کا بقیہ حصہ انہوں نے کام کیا، یہاں تک کہ سورج ڈوب گیا تو انہوں نے پہلے دونوں گروہوں کی مزدوری (پوری اجرت لے لی)۔"

(صحیح بخاری، کتاب الموقیت الصلاۃ، باب من ادرک رکعۃ من العصر قبل الغروب)

عہد نامہ جدید سے بھی ایک متن پیش ہے جو درج بالا احادیث سے مماثلت رکھتا ہے۔ اگر اس متن کی عبارت کا بغور جائزہ لیا جائے تو تینوں ادیان کی مدت حیات کے بارے میں وضاحت ہوتی ہے۔

Marfat.com

''آسمانوں کی بادشاہت اس گھر کے مالک کی مانند ہے جو صبح گھر سے نکلا تا کہ اپنے باغ میں مزدور لگائے اور اس نے مزدوروں سے ایک دینار (ہر ایک کے لیے مزدوری) فی دِن مزدوری ٹھہرا کر انہیں باغ میں مزدوری کے لیے بھیج دیا۔ پھر پہر چڑھے (نو بجے صبح) دِن کے قریب نکل کر اس نے اوروں کو بازار میں کھڑے دیکھا۔ اور ان سے کہا کہ تم بھی باغ میں مزدوری کے لیے چلے جاؤ جو واجب (مزدوری مقرر) ہے تمہیں دوں گا۔ وہ بھی مزدوری کے لیے چلے گئے پھر اس نے دوپہر اور تیسرے پہر کے قریب نکل کر ویسا ہی کیا (یعنی اور مزدور باغ مزدوری کے لیے بھیج دیئے)۔

کوئی ایک گھنٹہ دن رہے پھر نکل کر اوروں (مزدوروں) کو کھڑے پایا اور ان سے کہا تم کیوں یہاں تمام دن بے کار کھڑے رہے۔ انہوں نے کہا کسی نے ہم کو مزدوری پر نہیں لگایا۔ اس نے ان سے کہا تم بھی باغ میں مزدوری کے لیے چلے جاؤ۔ جب شام ہوئی تو باغ کے مالک نے اپنے کارندے سے کہا کہ مزدوروں کو بلاؤ اور پچھلوں سے لے کر پہلوں تک سب کو مزدوری دے دو۔ جب وہ آئے جو گھنٹہ بھر دن (سب سے آخر والے) رہے مزدوری پر لگائے گئے تھے، تو ان کو ایک ایک دینار ملا۔

جب پہلے مزدور آئے تو انہوں نے یہ سمجھا کہ ہمیں زیادہ ملے گا لیکن ان کو بھی ایک دینار ملا۔ تو انہوں نے مالک سے شکایت کی کہ ان پچھلوں (سب سے آخر والوں) نے صرف ایک گھنٹہ کام کیا ہے اور تو نے انہیں ہمارے برابر مزدوری دی ہے۔ حالانکہ ہم نے دن بھر بوجھ اٹھایا اور سخت دھوپ سہی۔ مالک نے ان میں سے ایک سے کہا میاں میں تیرے ساتھ بے انصافی نہیں کرتا۔ کیا تیرے ساتھ مزدوری ایک دینار مقرر نہیں کی تھی۔ جو تجھے مل گئی اور چلا جا۔ مالک

Marfat.com

نے کہا یہ میری مرضی ہے کہ جتنا تجھے دیتا ہوں اس پچھلے کو بھی اتنا ہی دوں۔ کیا یہ میرا حق نہیں ہے کہ اپنے مال میں اپنی مرضی سے تصرف کروں۔ میری شرافت کی وجہ سے تیری آنکھ میں شرارت آ گئی ہے اس طرح آخر والے اول ہو جائیں گے اور اول والے آخر ہو جائیں گے۔''

(متی کی انجیل، باب ۲۰: ۱۔۱۶)

کسی بھی امت کی عمر اس کے نبی کی بعثت سے شروع ہو کر بعد میں آنے والے نبی کی بعثت تک ہوتی ہے۔ اسی طرح امت مسلمہ کی عمر حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت سے شروع ہو کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام (دوبارہ نزول) کی وفات کے بعد جب ٹھنڈی ہوا چلے گی (اور اس ہوا سے تمام اہل ایمان وفات پا جائیں گے) تک شمار ہوگی۔

احادیث میں یہود و نصاریٰ اور امت مسلمہ کی مدت حیات کا تعین ملتا ہے۔ یعنی یہودی صبح سے دوپہر (نماز ظہر) تک، نصاری دوپہر سے نماز عصر تک اور امت مسلمہ نماز عصر سے غروب آفتاب تک۔

مورخین اور مشاہیر علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت کے وقت یہودیوں کی عمر ۲۰۰۰ برس سے کچھ زیادہ تھی، جب کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت تک تقریباً ۶۰۰ برس (بلحاظ سن عیسوی ۱۲ فروری ۶۱۰ء) کی مدت مانی گئی ہے۔

یہودیوں کی عمر بعثت نبی کریم ﷺ تک	=	۲۰۰۰ برس سے کچھ زائد
عیسائیوں کی عمر بعثت نبی کریم ﷺ تک	=	۶۰۰ برس
یہودیوں کی اصل عمر	=	۱۴۰۰ برس سے کچھ زائد

درج بالا احادیث میں امت محمدیہ کو دوپہر تک مزدوری کرنے والوں (یہودیوں) کے برابر اجرت دینے کی خبر دی گئی ہے۔ یعنی اگر یہودیوں کو ایک قیراط دیا گیا تو مسلمانوں کو بھی

Marfat.com

ایک قیراط ملے گا۔ اجر کے لحاظ سے برابر ہیں تو زمانی اعتبار بھی برابر کہا جا سکتا ہے، کیونکہ درج ذیل حدیث میں امت مسلمہ کی مدت حیات نصف یوم قرار دی گئی ہے۔

عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَاصٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ اِنِّیْ لَاَرْجُوْ اَنْ لَّاتَعْجِزَ اُمَّتِیْ عِنْدَ رَبِّهَا اَنْ یُّؤَخِّرَهُمْ نِصْفَ یَوْمٍ قِیْلَ لِسَعْدٍ وَکَمْ نِصْفُ یَوْمٍ قَالَ خَمْسُ مِائَةِ سَنَةٍ۔

(سنن ابو داؤد، کتاب الملاحم، باب قیام الساعة)

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: بے شک میں امید کرتا ہوں کہ یہ امت اپنے پروردگار کے نزدیک اتنی عاجز تو نہیں ہوگی کہ وہ اِسے آدھے دن کی بھی مہلت نہ دے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ نصف یوم کتنا ہے؟ فرمایا: ۵۰۰ برس (کیونکہ قرآن کریم کے مطابق آخرت کا ایک دن ہزار برس کا ہوگا)۔''

امت مسلمہ کی عمر کے بارے میں مقدمہ ابن خلدون میں علامہ ابن خلدون نے درج ذیل وضاحت کی ہے۔

''قوموں کی مدت بقاء اور پوری دنیا کی مدت حیات کے بارے میں سہیلی طبری کا حوالہ دیتے ہوئے اہلِ آثار کا کلام نقل کرتا ہے کہ دنیا کی بقاء آغازِ اسلام سے پانچ سو برس تک ہے مگر اس کو زمانہ نے جھٹلا دیا۔ طبری کا استدلال حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کردہ اس حدیث سے ہے کہ انہوں نے فرمایا: اَلدُّنْیَا خُمُعَةٌ مِّنْ جُمَعِ الْاٰخِرَةِ (کہ دنیا آخرت کا ایک جمعہ ہے) مگر اس کی تشریح نہیں کی۔ اس سے پانچ سو برس کی مدت کا انکشاف کیسے ہوا۔ ممکن ہے آسمان زمین کی مدت کے برابر دنیا

Marfat.com

کی مدت مانی گئی ہواور وہ سات دن ہیں جن میں سے ہر دن ایک ہزار برس کا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **اِنَّ یَوْمًا عِنْدَ رَبِّکَ کَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ** (کہ دِن اللہ کے نزدیک تمہارے شمار سے ایک ہزار برس کا ہے)۔ صحیحین میں حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے مسلمانو! تمہارا کل زمانہ اگلی امتوں کے مقابلے میں اتنا ہے جتنا کہ عصر کی نماز سے مغرب تک کا وقت۔ پھر ارشاد فرمایا کہ میرے اور قیامت کے درمیان اِس قدر فاصلہ ہے، پھر شہادت اور ساتھ والی انگلی سے اشارہ فرمایا اور نماز عصر کے وقت کی تعیین ہر چیز کی سایہ اصلی کو چھوڑ کر دو مثل ہونے کی سی ہے۔ اس کا حساب لگایا جائے تو نماز عصر سے مغرب تک کا وقت پورے دن کے ساتویں حصہ کا آدھا بیٹھتا ہے اور شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی کا فرق بھی اِس قدر ہوتا ہے۔

لہٰذا امت محمد کا زمانہ جمعہ کا ساتواں دن سے آدھا ہوا اور چونکہ جمعہ ایک ہزار برس کا ہے تو اس کا آدھا ۵۰۰ برس ہوئے۔ آنحضرت ﷺ کا دوسرا کلام بھی اس کی تائید کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا بعید کہ اللہ تعالیٰ اس امت کو آدھے دن تک ٹھہرائے رکھے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ دنیا کی مدت قبل از اسلام پانچ ہزار پانچ سو برس کی تھی۔ وہبؒ بن منبہ کا قول ہے: کہ دنیا کی مدت بوقت ظہور اسلام پانچ ہزار چھ سو برس (۵،۶۰۰ برس) کی تھی۔"

(علامہ عبدالرحمٰن ابن خلدون، ترجمہ مولانا سعد حسن خان یوسفی، مقدمہ ابن خلدون، ص ۳۶۰۔۳۶۱)

ایک حدیث میں امت مسلمہ کی عمر نصف یوم قرار دی گئی ہے اور ایک یوم کو ہزار برس کے برابر قرار دے کر نصف یوم کو ۵۰۰ برس کہا گیا۔ جبکہ دو احادیث میں یہودیوں کو بھی نصف یوم تک کام کرنے والے کہا گیا ہے۔ اس طرح بیان کردہ احادیث میں یہودیوں کی عمر کے برابر

امت مسلمہ کی مدت حیات شمار کی جا سکتی ہے- جبکہ علامہ ابن خلدون نے وہبؒ بن منبہ کا قول نقل کرتے ہوئے ظہور اسلام سے قبل دنیا کی عمر ۵۶۰۰ برس قرار دی ہے۔

درج بالا بحث سے یہ صورتِ حال سامنے آتی ہے:

(i) ایک یوم ۱۰۰۰ برس کے برابر قرار دیا گیا ہے

یہودیوں کی عمر نصف یوم = امت مسلمہ کی عمر نصف یوم

۵۰۰ برس = ۵۰۰ برس

(ii) یہودیوں کی عمر = مسلمانوں کی عمر

۱۴۰۰ برس سے کچھ زائد = ۱۴۰۰ برس سے کچھ زائد

(ii) دنیا کی کل مدت حیات ۷ دن کے برابر یعنی ۷۰۰۰ برس

بعث نبوی سے قبل دنیا کی عمر = ۵۶۰۰ برس

باقی مدت (امت مسلمہ کی عمر) قیامت تک = ۱۴۰۰ برس سے کچھ زائد

(iii) زمانے نے بھی اس کی تصدیق کی ہے۔ ۱۴۰۰ برس پورے ہو چکے ہیں-

اب بنی نوع انسان علامات صغری کی انتہا پر پہنچا ہے، در پے در پے فتنے رونما ہو رہے ہیں جیسے ایک تسبیح کا دھاگہ ٹوٹ گیا ہو-

۳- کیا امام مہدی کا ظہور ہونے والا ہے؟

امام مہدی کے ظہور کے بارے میں قرون اولیٰ کے مسلمانوں سے بحث چلی آ رہی ہے اور اس موضوع پر بہت سی کتب بھی لکھی جا چکی ہیں- گزشتہ صدیوں میں اسلامی ممالک کی قطع و برید کے باعث بہت سے لوگوں نے امام مہدی کے ظہور کے تخمینے بھی پیش کئے، ان کے انتظار میں وقت وقت گزرتا رہا، لیکن زمانے نے اس کی تصدیق نہ کی-

بیسویں صدی میں عیسائیوں کے ہاتھوں مکمل شکست و ریخت، آزادی کی طرف سفر،

Marfat.com

ان کی پیروی کے سبب اخلاقی، معاشرتی، سیاسی خرابیوں کی انتہا اور مسلمانوں کے خلاف گھیرا تنگ ہونے کے بعد عام مسلمانوں کی طرف سے یہ سوال بڑی شدت سے سامنے آ رہا ہے کہ کیا امام مہدی پیدا ہو چکے ہیں؟ کیا ان کا ظہور ہونے والا ہے؟ کیا ایسے حالات پیدا ہو چکے ہیں؟ اس سوال کا جواب دینے سے پہلے احادیث پیش کی جا رہی ہیں تا کہ بحث میں آسانی رہے۔

(ا) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ فِیْمَا اَعْلَمُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهِ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ اِنَّ اللّٰهَ یَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَّنْ یُجَدِّدُلَهَا دِیْنَهَا.

(سنن ابو داؤد، کتاب الملاحم، باب مایذکر فی قرن المائة)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے علم کے مطابق کہتا ہوں کہ:

''حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ ہر سو (۱۰۰) سال کے پورا ہونے پر اس امت کی (رہنمائی) کے لیے ایک آدمی بھیجتے ہیں جو اس امت کے لیے دین کی تجدید کرتا ہے۔

ب- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

''میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ یہ دین ہمیشہ قائم رہے گا یہاں تک کہ تم پر بارہ خلفاء ہوں گے۔ سب کے سب ایسے ہوں گے کہ امت کا ان پر اجتماع و اتفاق ہو جائے گا۔ پس میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام سنا اور اسے سمجھ نہ سکا تو میں نے اپنے والد سے کہا کہ حضور علیہ السلام کیا فرما رہے تھے؟ انہوں نے کہا کہ: آپ ﷺ نے فرمایا: وہ سب کے سب خلفاء قریش میں سے ہوں گے۔''

(سنن ابو داؤد، کتاب المهدی)

Marfat.com

وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بنی اِسْرَائِيْلَ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَیْ عَشَرَ نَقِيْبًا. (سورۃ المائدہ:۱۲)

''اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے عہد و پیمان لیا اور ان ہی میں سے بارہ سردار مقرر فرمائے۔''

علامہ ابن کثیر نے اس آیت کی تفسیر میں امت مسلمہ کے لئے قریش میں سے بارہ حضرات نیک (صالح) خلفاء ہونے کی وضاحت اس طرح فرمائی ہے اور اس سلسلے میں احادیث کے حوالے بھی پیش کیے ہیں۔

''حضرت مسروقؒ فرماتے ہیں کہ: ہم لوگ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے۔ آپ ہمیں اس وقت قرآن پڑھا رہے تھے، ایک شخص نے سوال کیا کہ آپ لوگوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی پوچھا ہے کہ امت کے کتنے خلیفہ ہوں گے؟ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں جب سے عراق آیا ہوں اس سوال کو تیرے سوا کسی نے نہیں پوچھا۔ ہم نے حضور نبی کریم ﷺ سے اس بارے میں دریافت کیا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: بارہ ہوں گے۔ جتنی گنتی بنی اسرائیل کے نقیبوں (یعنی بنی اسرائیل کے بارہ سردار) کی تھی۔'' یہ روایت سنداً غریب ہے لیکن مضمونِ حدیث بخاری و مسلم کی روایت سے بھی ثابت ہے۔

''جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ لوگوں کا کام چلتا رہے گا جب تک ان کے والی بارہ شخص نہ ہو لیں۔ پھر ایک لفظ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا لیکن اسے میں نہ سن سکا تو میں نے دوسروں سے پوچھا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے کون سا لفظ فرمایا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ وہ سب قریش سے ہوں گے۔''

Marfat.com

(صحیح مسلم میں یہی الفاظ ہیں) یہ بارہ خلیفہ صالح اور نیک بخت ہوں گے جو حق کو قائم کریں گے اور لوگوں میں عدل وانصاف کریں گے۔ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ یہ سب پے درپے یکے بعد دیگرے ہی ہوں گے۔ پس چار تو پے درپے ہیں یعنی حضرت ابوبکرؓ صدیق، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ جن کی خلافت بطریق نبوت رہی۔ انہی بارہ میں سے پانچویں حضرت عمر بن العزیزؒ۔ بنوعباس میں سے بھی بعض خلفاء اسی طرح کے ہوئے ہیں اور قیامت سے پہلے ان کی تعداد بارہ ہونی ضروری ہے اور انہی میں سے امام مہدی ہیں، جن کی بشارت احادیث (صحاح ستہ) میں آچکی ہے۔ ان کا نام حضور نبی کریم ﷺ کے نام جیسا ہوگا اور ان کے والد کا نام حضور نبی کریم ﷺ کے والد کے نام پر ہوگا۔"

(تفسیر ابن کثیر، ترجمہ، مولانا محمد صاحب جونا گڑھی، جلد ۱: ص ۷۱۲)

احادیث اور تفسیر ابن کثیر میں اس پر کی گئی بحث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر صدی کے آغاز پر ایک مجدد بھیجتے ہیں جو دین محمدی میں شامل ہونے والی بدعات اور رسومات کو دور کر کے لوگوں کی دین اسلام کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔ ہر صدی کے مجدد کے بارے میں اکابرین مختلف اقوال پیش کرتے رہے ہیں۔ جس طرح کہ بارہویں صدی کے مجدد "حضرت شیخ احمد سرہندیؒ المعروف مجدد الف ثانی" تھے۔

اسی طرح امام مہدی بھی ایک مجدد کے طور پر صدی کے آغاز میں آئیں گے، جو دین محمدی کے نفاذ، عقائد کی درستگی، لوگوں میں رائج مختلف رسومات اور منکرات کا خاتمہ کریں گے۔ جس طرح احادیث میں ہے کہا گیا ہے کہ امام مہدی خلافت قائم کریں گے اور لوگوں میں اسلام تقویت پکڑے گا۔

امام مہدی کے ظہور کے سلسلے میں سلف صالحین اور علمائے امت کا یہی عقیدہ ہے کہ وہ آخری زمانہ

Marfat.com

میں ظاہر ہوں گے۔ان کا نام حضور نبی کریم ﷺ کے نام پر اور والد کا نام بھی حضور نبی کریم ﷺ کے والد کے نام پر ہوگا (یعنی محمد بن عبداللہ) ان کی عمر تقریباً ۴۹ برس کی ہوگی کیونکہ چالیس سال کی عمر میں ان کا ظہور ہوگا اور ان کے ہاتھ پر بیعت ہوگی اور خلافت کا اعلان فرمائیں گے۔امام مہدی کی خلافت کے ساتویں سال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا اور آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مل کر دجال کے خلاف جہاد کریں گے۔ وہ نبی نہیں ہوں گے اور نہ ہی نبوت کا دعویٰ کریں گے تاہم مسلمانوں کی خلافت ان کے ہاتھ ہوگی اور گویا وہ امت مسلمہ کے لیے ایک خلیفہ اور مجدد کے طور پر آئیں گے۔

قارئین کرام! امام مہدی کے ظہور کا علم تو اللہ تعالیٰ کے پاس جو مالک ارض وسما ہے، تاہم علامات صغریٰ کی انتہا اور دنیا کے اطورِ بد کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس عاجز کی دانست میں اس سوال کا جواب یہ ہے کہ ہاں شاید درج ذیل وجوہات کی بنا پر امام مہدی کی ظہور فروری ۲۰۱۰ سے ۲۰۱۲ تک یا ۲۰۱۷ تک ہو جائے۔

۱۔ گزشتہ صفحات میں احادیث کی روشنی میں ہم یہ بحث مکمل کر چکے ہیں کہ امت مسلمہ کی مدت حیات ۱۴۰۰ برس سے کچھ اوپر ہے۔ اب جبکہ ۱۴۰۰ سو سال سن ہجری کی اور سن عیسوی کے حساب سے پورے ہو چکے ہیں۔خلیفۃ اللہ (امام مہدی) کا مسلمانوں کی قیادت کے لئے ظہور ممکن ہے۔

۲۔ انبیاء کرام بنی نوع انسان کو ایک معبود کی اطاعت اور معاشرے کو سیدھے راستے پر چلانے کے لئے مبعوث ہوتے رہے ہیں۔جب قومیں راہ حق سے بھٹک جاتیں تو اللہ تعالیٰ ان کی رہنمائی کے لئے نئے پیغمبر کو مبعوث فرما دیتے۔اسی طرح بنی اسرائیل میں نبی اور پیغمبر مبعوث ہوتے رہے۔جب یہودی راہ حق سے بھٹکے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نئے دین کے ساتھ مبعوث فرمایا۔جب عیسائیوں نے راہِ مستقیم کو چھوڑ کر گمراہی کا راستہ اختیار کیا تو ایسے میں پھر نئے اور جامع دین کی ضرورت محسوس ہوئی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب حضرت محمد ﷺ کو بطور آخری پیغمبر مبعوث فرمایا اور بنی نوع انسان کی رہنمائی کے لئے آخری کتاب (قرآن مجید) نازل فرمائی۔

Marfat.com

مسلمانوں نے قرآن وسنت کی پیروی کرتے ہوئے صدیوں دنیا کی رہنمائی کی لیکن جیسے ہی قرآن وسنت سے دور ہوئے انہیں زوال آ گیا- بالآخر بیسویں صدی میں مسلمانوں نے بحیثیت مجموعی عیسائیوں کی زندگی کے ہر شعبے میں تقلید اور پیروی اختیار کر لی- یعنی جو قوم آج سے ۱۴۰۰ برس قبل اللہ تعالی کے ہاں گمراہ اور دیوالیہ قرار دی جا چکی تھی، اس قوم (عیسائی) کے طرزِ زندگی کو اپنا لیا گیا-

وضع میں تم ہو نصاری تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

افسوس صد افسوس! مسلمانوں نے تین سو سال تک عیسائیوں سے پٹنے کے باوجود عبرت حاصل نہیں کی، اب ان کا پلٹنا ممکن نہیں رہا اور نہ ہی اس سے اب دنیا کی پیشوائی ممکن ہے- لہذا امام مہدی کا ظہور یقینی ہے تا کہ اسلام کی عظمت رفتہ کو بحال کریں-

۳- احادیث کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ امام مہدی کا ظہور کسی صدی کے آغاز میں ہوگا- سن ہجری اور اکیسویں صدی کا آغاز ہو چکا ہے اور بنی نوع انسان قیامت کی علامات صغریٰ کو چھو رہا ہے، ایسے حالات میں امام مہدی کا ظہور ہو سکتا ہے-

۴- بعض لوگوں کا خیال ہے کہ امام مہدی کا ظہور اس وقت ہوگا جب مسلمان مکمل طور پر بے بس اور ذلیل و رسوا ہو چکے ہوں گے- لیکن یہ دَور تو ۲۳-۱۹۲۲ء میں گزر چکا ہے جب شاید کوئی بھی مسلمان ملک آزاد نہ رہا تھا اور تمام مسلم دنیا عیسائیوں کے ہاتھوں مفتوح ہو چکی تھی- اس لحاظ سے تو امام مہدی کا ظہور جنگ عظیم اول کے خاتمے پر ہونا چاہیئے تھا-

یہ نہیں بھولنا چاہیئے کہ اس وقت مسلمانوں نے ابھی اہل مغرب کی طرزِ معاشرت اختیار نہ کی تھی بلکہ ان کا رہن سہن اسلام کے معاشرتی نظام کے تحت تھا- اب ہم اسلام کے معاشرتی نظام سے ہٹ چکے ہیں، لہذا وہ وقت آ گیا ہے کہ خلیفۃ اللہ (امام مہدی) کا ظہور ہو، تا کہ وہ دین محمدی کے

Marfat.com

نفاذ، عقائد کی درستگی، لوگوں میں رائج مختلف رسومات اور منکرات کا خاتمہ کر کے امت مسلمہ کی عظمت رفتہ کو بحال کر سکیں۔

۵- اس وقت انسان بین البراعظمی میزائلوں اور ۷۰۰۰۰ ایٹم بموں کے سائے میں زندگی گزار رہے اور اکیسویں صدی میں یہ ٹیکنالوجی چھوٹے چھوٹے ملکوں، تنظیموں اور عام لوگوں تک پھیل جائے گی جس سے آنے والے سو سال میں کرہ ارض کی تباہی یقینی ہے۔ لہذا اکیسویں صدی کے آغاز میں امام مہدی کے ظہور کا امکان قوی تر ہے۔

۶- اس وقت یہود و نصاریٰ میں بے شمار پیش گوئیاں زیر گردش ہیں، جن کی تفصیل میں جانا ممکن نہیں - بالخصوص عہد نامہ قدیم سیفصل دانیال (بنی اسرائیل کے نبی حضرت دانیال) اور ناسٹر ڈیمس کی رباعیوں پر بہت زیادہ تحقیق ہو رہی ہے اور وہ ۲۰۱۲ء سے قبل ایک بڑی جنگ (ہرمجدون) اور دنیا کی تباہی کی توقع رکھتے ہیں۔ ذیل میں آخری زمانے میں اسرائیل کی ریاست کے قیام کے بارے میں عہد نامہ جدید سے ایک متن پیش ہے۔

"اور خداوند یوں فرماتا ہے کہ: میں بنی اسرائیل کو قوموں کے درمیان سے جہاں جہاں وہ گئے نکال لاؤں گا اور ہر طرف سے ان کو فراہم کروں گا اور ان کے ملک میں لاؤں گا اور میں ان کو اس ملک میں اسرائیل کے پہاڑوں پر ایک ہی قوم بناؤں گا اور ان سب پر ایک ہی بادشاہ ہوگا اور وہ آگے دو قومیں نہ ہوں گے اور نہ دو مملکتوں میں تقسیم کئے جائیں گے۔"

(حزقی ایل، باب ۳۷: ۲۱_۲۲)

اس صورت حال کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ملاحظہ فرمائیں:

وَّ قُلْنَا مِنْ بَعْدِهٖ لِبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اسْكُنُوا الْاَرْضَ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِیْفًا۔

(سورۃ بنی اسرائیل: ۱۰۴)

Marfat.com

ترجمہ: ''اس کے بعد ہم نے بنی اسرائیل سے کہا کہ تم اس ملک میں رہو سہو- پھر جب آخرت کا وعدہ آجائے گا تو ہم تم سب کو جمع کر کے لے آئیں گے-''

اب اگر صورت حال یہاں تک واضح ہو چکی ہے، عیسائی ممالک نے مسلمانوں کے گرد گھیرا تنگ کر دیا ہے اور اتحادی ممالک (عیسائیوں) نے عرب ممالک کی ناکہ بندیلی ہے، جبکہ پاکستان اور ایران کی باری کا ذکر بھی آئے روز میڈیا پر سننے میں آ رہا ہے- ذرا تصور کریں اگر پاکستان اور ایران کے ساتھ بھی وہی کچھ ہوتا ہے، تو کیا خیال ہے ہم وہاں تک پہنچ نہیں گئے-

۷- اتحادی ممالک اور ایران کے درمیان موجودہ کشمکش کے پیش نظر عیسائی ممالک کا عرب ممالک سے مل کر روس، چین اور ایران کے خلاف ایک بڑی جنگ کا قوی امکان ہے- شاید یہ وہی جنگ ہو جس کی نشاندہی احادیث میں کی گئی ہے کہ اس جنگ کے خاتمے اور جنگ اعماق یا دابق کے درمیانی عرصہ میں امام مہدی کا ظہور ہوگا-

۴- آخری گزارش

۱- مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان ٹکراؤ کے لئے موجودہ دور میں طاقت کا توازن بڑی اہمیت رکھتا ہے- کیونکہ حزب الشیطان کے مقابلے میں حزب اللہ کی طاقت کا بتدریج بڑھنا حضرت امام مہدی کی آمد کی طرف ایک اشارہ ہے اور یہ طاقت ان جنگوں کا ہراول دستہ ثابت ہوگی جو امام مہدی کے ظہور سے قبل شروع ہو کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دجال کے خلاف آخری معرکے تک جاری رہیں گی- نیز مشاہیر اسلام کا نقطہ نظر یہ رہا ہے کہ امام مہدی کے ظہور سے قبل ایمان و ایقان کے اعتبار سے مسلمانوں میں ذہنی اور فکری تبدیلی پیدا ہو چکی ہوگی- لہذا امام مہدی کے خلافت سنبھالتے ہی مسلمان جہاد کا آغاز کر دیں گے اور مسلمانوں میں قرون اولی کا دور ضرور آئے گا- ذیل میں مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان طاقت کے

Marfat.com

توازن کی تفصیل پیش ہے۔

زمانہ/صدی	مسلمان	:	یہود ونصاریٰ/دیگر طاقتیں
	حزب اللہ	:	حزب الشیطان
ظہور اسلام سے ۷۵۰ء تک	۷۰	:	۳۰
۷۵۰ تا ۱۰۰۰ء عباسی دور	۸۰	:	۲۰
۱۰۰۰ تا ۱۳۰۰ء (بشمول صلیبی جنگیں/تاتاری وغیرہ)	۵۰	:	۵۰
۱۳۰۰ تا ۱۶۰۰ء (قسطنطنیہ کی فتح/ترکوں کا عروج)	۷۰	:	۳۰
۱۶۰۰ تا ۱۷۰۰ء (زوال شروع ہوا۔سقوط غرناطہ)	۵۰	:	۵۰
۱۷۰۰ تا ۱۸۰۰ء (یورپ کی ترقی/یلغاریں)	۴۰	:	۶۰
۱۸۰۰ تا ۱۹۰۰ء (اکثر مسلم ممالک ختم ہوگئے)	۲۰	:	۸۰
۱۹۰۰ء تا ۲۳-۱۹۲۲ء (خلافت ختم/کوڑے جھاگ کی مانند)	۱	:	۹۹
۱۹۲۲ تا ۱۹۴۵ء (جنگ عظیم کے خاتمہ تک)	۵	:	۹۵
۱۹۴۵ تا ۱۹۷۰ء (اکثر مسلم ممالک آزاد ہوئے)	۱۵	:	۸۵
۱۹۷۰ء تا ۱۹۹۷ء (مسلم ممالک میں عسکری ترقی کا رجحان میزائل وغیرہ/عیسائیوں سے جنگیں)	۲۵	:	۷۵
۱۹۹۸ء تا ۲۰۰۷ء (مسلمان ایٹمی طاقت اور میزائل ٹیکنالوجی میں مسلمانوں کی کامیابی/عیسائیوں سے جنگیں)	۳۵	:	۶۵

۲- جیسا کہ گزشتہ ابواب میں بحث کی جا چکی ہے کہ علامات کبریٰ کے شروع ہونے پر قیامت کے بالکل قریب آنے میں کوئی شک نہیں رہے گا، کیونکہ اس میں مدت کا تعین ملتا ہے، جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱- امام مہدی کے ظہور سے دجال کی آمد تک = ۷ سال

۲- (بعض احادیث میں ۵ سال، ۸ سال یا ۹ سال)

۳- دجال کا عرصہ =ایک سال ۲ ماہ ۱۴ دن

۴- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ بعض احادیث میں ۷ سال
جبکہ بعض احادیث میں مدت ۴۰ سال بیان ہوئی ہے، تاہم
سلف نے اس طرح تطبیق کی ہے- ۳۳ سال پہلے کا عرصہ
اور دوبارہ نزول کے بعد ۷ سال = ۷ سال

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد ٹھنڈی ہوا چلے گی، جس سے مسلمان وفات پا جائیں گے- اس کے بعد کتنا عرصہ مزید لگے گا، اس کا علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے-

قارئین کرام!

آخر میں اس عاجز کی طرف سے عرض ہے کہ قرب قیامت کی درج بالا علامات (جن میں وقت کا تعین موجود ہے) کے حوالے سے میری اس کاوش کا مرکز ومحور اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب اور ہم سب کے آقا اور سردار حضور نبی کریم ﷺ کی پیدائش مبارک کے ۱۴۰۰ سو شمسی سال (۴- اپریل ۱۹۷۱ء) پورے ہونے سے لے کر آپ ﷺ کے وصال کے ۱۴۰۰ سو سال (۶ جون ۲۰۳۲ء) تک کا درمیانی عرصہ ہے- واللہ اعلم بالصواب-

Marfat.com

کتابیات

القرآن الکریم

تفاسیر

- ابنِ کثیر ، عماد الدین ابوالفداء اسماعیل بن عمر ، تفسیر القرآن العظیم ، (اردو ترجمہ مولانا محمد صاحب جوناگڑھی)، حذیفہ اکیڈیمی ، اردو بازار ، لاھور۔
- پانی پتی،قاضی محمد ثناء اللہ عثمانی مجددی، تفسیر مظھر ی، دارالاشاعت ،اردو بازار ، کراچی ، ۱۹۹۹ء۔

کتب احادیث

- ابن کثیر ، عماد الدین ابوالفداء اسماعیل بن عمر ، النھایۃ فی الفتن والملاحم ، دارالمعرفۃ ، بیروت، لبنان ، ۲۰۰۱ء۔
- ابن ماجہ ، الحافظ أبی عبداللہ بن یزید القزوینی ، سُنن ابن ماجہ ، دارالمعرفۃ، بیروت ، لبنان ، س۔ن
- أبی داؤد ، سیلمان بن الاشعت السجستانی ، سُنن أبی داؤد ، (اردو ترجمہ مولانا محمد زکریا اقبال) ، دارالاشاعت ، اردو بازار ، کراچی۔

Marfat.com

- الامام احمد بن حنبل ، مُسند احمد بن حنبل ، بیت الافکار الدولیة ، لبنان : ۲۰۰۴ء-
- البخاری ، أبو عبداللہ محمد بن اسماعیل ، صحیح البخاری ،(اردو ترجمہ علامہ وحید الزمان)، حذیفہ اکیڈیمی ، اردو بازار ، لاھور ، اپریل ۲۰۰۰ء-
- الترمذی ، أبوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ، سُنن الترمذی ،(اردو ترجمہ مولانا بدیع الزمان)،محمد علی کارخانہ اسلامی کتب،اردو بازار، کراچی -
- محمد ابوالحسن سیالکوٹی ،مولانا، فیض الباری شرح اردو صحیح بخاری،مکتبہ اصحاب الحدیث،حسن مارکیٹ ، اردو بازار،لاھور-
- الامام مسلم بن الحجاج ،صحیح مسلم ،(اردوترجمہ علامہ وحید الزمان) ، ادارہ اشاعت دینیات ، اردو بازار ، لاھور ۱۹۸۵ء-
- نسائی ، أبو عبدالرحمن ، سُنن نسائی ، (اردو ترجمہ علامہ وحید الزمان) ، اسلامی اکادمی ، اردو بازار ، لاھور ، ۱۹۸۵ء-
- النیشابوری ، الحافظ أبی عبداللہ الحاکم ، المستدرک علی الصحیحین ، دارالمعرفة ، بیروت ، لبنان -
- الحافظ نعیم بن حماد ، الفتن ، دارلکتب العملیة ، بیروت ، لبنان ۲۰۰۴ء-
- ولی الدین ، محمد بن عبداللہ الخطیب اللعمری، مشکوة شریف ، (اردوترجمہ عبدالحلیم علوی) ، مکتبہ رحمانی ، اردو بازار ، لاھور-

اردو کتب

- ابن خلدونؒ، علامہ، مقدمہ ابن خلدون، مترجم مولانا سعداللہ یوسفی، نور محمد اصح المطابع وکارخانہ تجارت کتب، آرام باغ، فریر روڈ، کراچی، سن-ن-

Marfat.com

- ابن قیمؒ، حافظ، کتاب الروح، مترجم مولانا راغب رحمانی، نفیس اکیڈیمی، اسٹریچن روڈ، کراچی، ۱۹۸۲ء۔
- ابوحامد محمد بن غزالیؒ، امام، کیمیائے سعادت، مترجم علامہ ذوالفقار علی، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، لاہور، جولائی ۲۰۰۱ء۔
- ابوالکلام آزاد، مولانا، انبیائے کرام (ابوالکلام آزاد کے مقالات کا مجموعہ)، مرتبہ غلام رسول مہر، شیخ غلام علی اینڈ سنز، ۱۷-ہسپتال روڈ، لاہور۔
- احمد تھامسن، دجال ایک فتنہ، مترجم انجم سلطان، حق پبلی کیشنز، چیڑ جی روڈ، اردو بازار، لاہور، ۲۰۰۵ء۔
- اسرار عالم دہلوی، فتنہ دجال اکبر: خطرات وتدبیر، دارالعلم، نئی دہلی، انڈیا، ۲۰۰۰ء۔
- اسرار عالم دہلوی، فتنہ دجال، جلد سوم، دارالعلم، نئی دہلی، انڈیا، دسمبر ۲۰۰۱ء۔
- اسرار عالم دہلوی، معرکہ دجال اکبر: تفکیر، تدبیر اور تعمیل، دارالعلم، نئی دہلی، انڈیا، ۲۰۰۴ء۔
- اسرار عالم دہلوی، امت مسلمہ کا بحران تفکیر، تدبیر اور تعمیل، دارالعلم، نئی دہلی، انڈیا، ۲۰۰۶ء۔
- الاشقر، الشیخ عمر سلیمان، جن اور شیاطین کی دنیا، مترجم عبدالسلام سلفی، الامتیاز، لاہور، س-ن۔
- امین محمد جمال الدین، امت مسلمہ کی عمر، مترجم پروفیسر خورشید عالم، مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن، لاہور، ۲۰۰۳ء۔
- امین محمد جمال الدین، ہرمجدون (Armageddon): ایک ہولناک بین الاقوامی جنگ، مترجم پروفیسر خورشید عالم، صفہ پبلشرز، ۱۹-اے، ایبٹ روڈ، لاہور، ۲۰۰۳ء۔
- تنویر احمد خان، حافظ، ڈاکٹر، موجودہ صدی اور ظہور مہدی، کتب خانہ غفران، چاہ سلطان، راولپنڈی، ۲۰۰۵ء۔
- جاوید اکبر انصاری، ڈاکٹر، مغربی تہذیب: ایک معاصرانہ تجزیہ، شیخ زاید اسلامک سنٹر، جامعہ پنجاب، لاہور، ۲۰۰۲ء۔

Marfat.com

- جیلانی، حضرت شیخ عبدالقادرؒ، غنیۃ الطالبین، مترجم وترتیب شمس الدین صدیقی، پروگریسو بکس، ۴۰-اردو بازار، لاہور، ۱۹۹۰ء-
- الحوالی، ڈاکٹر سفر ابن عبدالرحمان، یوم الغضب (بالآخر کیا ہوگا)، مترجم رضی الدین سید، انٹرنیشنل انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک ریسرچ، گلشن اقبال، کراچی، ۲۰۰۲ء-
- رشید احمد خان، تاریخ مذاہب، چھٹا ایڈیشن، زمرد پبلی کیشنز، کوئٹہ، ۲۰۰۰ء-
- رضی الدین سید، معرکہ عظیم، نیشنل اکیڈیمی آف اسلامک ریسرچ، کراچی، ۲۰۰۵ء
- سید قطب شہید، مناظر قیامت، مترجم محمد نصر اللہ خان، مکتبہ تعمیر انسانیت، اردو بازار، لاہور، س-ن-
- سیوھاروی، محمد حفظ الرحمٰن، قصص القرآن، انڈیا لیتھو پرنٹنگ پریس، دہلی،، س-ن-
- شامزئی، مفتی نظام الدین، مولانا، عقیدہ ظہور مہدی: احادیث کی روشنی میں، الفیصل پرنٹرز، کراچی، س-ن-
- شاہین کوثر، نافرمان لوگ اور عذاب الٰہی، مکتبہ فانوس، ۳-گوروارجن سنگھ، لاہور، ۱۹۹۴ء-
- عاصم عمر، مولانا، تیسری جنگ عظیم اور دجال، الھجرہ پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۰۷ء-
- عبدالعزیز مصطفےٰ کامل، ہزارہ سوم کی قیامت صغریٰ: دنیا تیسری عالمی جنگ کے دھانے پر، مترجم مولانا سید سلمان حسینی ندوی، مجلس نشریات اسلام، ۳-ناظم آباد مینشن، ناظم آباد-۱، کراچی، س-ن-
- غلام حسین، حاجی، قرآن اور کائنات، جنگ پبلشرز، ۱۳-سر آغا خان روڈ، لاہور، ۱۹۹۳ء-
- فضل کریم، پروفیسر، ڈاکٹر، قرآن اور جدید سائنس، فیروز سنز لمیٹڈ (پرائیویٹ)، لاہور، ۱۹۹۹ء-
- فضل کریم، پروفیسر، ڈاکٹر، کائنات اور اس کا انجام، جنگ پبلشرز، ۱۳-سر آغا خان روڈ، لاہور، س-ن-

Marfat.com

- کیرن آرم سٹرانگ، یروشلم: ایک شہر تین مذاہب، مترجم طاہر منصور فاروقی، تخلیقات، ۳-مزنگ روڈ، لاہور، ۲۰۰۳ء-
- کیرن آرم سٹرانگ، مقدس جنگ، مترجم محمد احسن بٹ، نگارشات پبلشرز، ۲۴-مزنگ روڈ، لاہور، ۲۰۰۴ء-
- کیلانی، محمد اقبال، علامات قیامت کا بیان، حدیث پبلی کیشنز، ۲-شیش محل روڈ، لاہور-
- گریس ہال، صلیبی جنگ: عالم اسلام پر امریکی یلغار کیوں، تقدیم فلسطین کا ایک عاشق، الاقصی پبلشرز، کراچی، ۱۴۲۸ھ-
- مبشر حسین، حافظ، قیامت کی نشانیاں: صحیح احادیث کی روشنی میں، مبشر اکیڈیمی، اردو بازار، لاہور، ۲۰۰۲ء-
- محمد امین، ڈاکٹر، اسلام اور تہذیب مغرب کی کشمکش، بیت الحکمت، غزنی سٹریٹ، لاہور، ۲۰۰۶ء-
- محمد انور بن اختر، دنیا بھر کے مسلمانوں کا قتل عام، مکتبہ ارسلان، اردو بازار، کراچی، ۲۰۰۳ء-
- محمد عبدالمجید صدیقی، دنیا جنگوں کے دھانے پر، فیروز سنز لمیٹڈ (پرائیویٹ)، لاہور، ۱۹۹۹ء-
- محمد مظہر الدین صدیقی، اسلام اور مذاہب عالم، ادارہ ثقافت اسلامیہ، ۲-کلب روڈ، لاہور، ۲۰۰۲ء-
- مدثر حسین سیان، دجال اور قیامت کی نشانیاں، علم دوست پبلی کیشنز، ۲۵- لوئیر مال، لاہور، ۲۰۰۶ء-
- مشکور حسین یاد، پروفیسر، سورۃ العصر: قرآن حکیم اور جدید ترین نظریہ تاریخ، ۴۲- دی مال، لاہور، س-ن-
- منصور پوری، قاضی محمد سلیمان، رحمۃ للعالمین: سیرۃ النبی ﷺ، شیخ غلام علی اینڈ سنز، کشمیری بازار، لاہور، نومبر ۱۹۵۳ء-

Marfat.com

- موریس بوکائے، بائبل، قرآن اور سائنس، مترجم ثناء الحق صدیقی، تاج کمپنی، ۱۳۵۱۔ ترکمان گیٹ، دہلی، ۱۹۹۲ء۔
- ندوی، شاہ معین الدین احمد، تاریخ اسلام، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، س۔ن۔
- نوربخش توکلی، پروفیسر، سیرت رسول عربی ﷺ، ادارہ الاویس، القرطبہ مارکیٹ، مزنگ چونگی، لاہور، ۱۹۹۴ء۔
- وحیدالدین خان، اللہ اکبر، دارالتذکیر، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور، ۲۰۰۶ء۔
- وحیدالدین خان، مسلمانوں کے عروج و زوال کی داستان: تاریخ افکار و سیاست اسلامی، دوست ایسوسی ایٹس، اردو بازار، لاہور، ۱۹۹۶۔
- الہجویری، علی بن عثمانؒ (المعروف داتا گنج بخش)، کشف المحجوب، مترجم سید غلام معین الدین، الحمد پبلی کیشنز، لٹیک روڈ، لاہور، ۲۰۰۰ء۔

Marfat.com

کتب دیگر ادیان سماویہ

- کتاب مقدس (عہد نامہ قدیم-عہد نامہ جدید)، پاکستان بائبل سوسائٹی انارکلی، لاہور-
- خیر اللہ، ایف -ایس پادری، قاموس الکتاب، مسیحی اشاعت خانہ، ۳۶- فیروز پور روڈ، لاہور، س-ن-
- رابرٹ وین ڈی ویئر، یہودیت: تاریخ، عقائد، فلسفہ، مترجم ملک اشفاق، بک ہوم، لاہور، ۲۰۰۶ء
- رابرٹ وین ڈی ویئر، مسیحیت: تاریخ، عقائد، فلسفہ، مترجم ملک اشفاق، بک ہوم، لاہور، ۲۰۰۷ء-
- یونس عامر، بنی اسرائیل کا نبی یا دنیا کا نجات دہندہ، مسیحی اشاعت کانہ، فیروز پور روڈ، لاہور، ۱۹۹۷ء-

---

- اردو دائرہ معارف اِسلامیہ (کئی جلدیں)، زیر اہتمام دانش گاہ پنجاب، لاہور-
- مجلّہ الدعوۃ (کئی شمارے)
- روزنامہ نوائے وقت (میگزین) لاہور

Marfat.com

ارتغرل

قیامت کی دہلیز پر